

احکامِ عالمِ کبریٰ

تصنیف

حمید الدین حسن

ترجمہ

ڈاکٹر مولوی خالد حسن قادری

ادارۃ ثقافتِ اسلامیہ

۲۔ کلب روڈ، لاہور

ادارۃ
ثقافتِ اسلامیہ

Toobaa-Research-Library

﴿احکام عالمگیری﴾

فارسی تصنیف

حمید الدین خان

ترجمہ: ڈاکٹر مولوی خالد حسن قادری

پیشکش: طوبیٰ ریسرچ لائبریری

toobaa-elibrary.blogspot.com/

اعظام عالم لیری

۲۵۱

تصنیف بلند پایہ

۷۳۴

از

حمید الدین حسن

۸۰۸ : ۱۹۹۳

لا جواب ترجمہ از

۶۹۹

مولوی خالد حسن قادری لندن

۱۹۹۳

ادارۃ ثقافت اسلامیہ
۲۔ کلب روڈ، لاہور

پیش لفظ

اوزنگ زریب عالمگیر (وفات ۱۴۰۰ء) خاندان تیموریہ کا آخری اولوالعزم حکمران ہے، جس کی بیدار مغزی، جنگاکی اور درویشانہ زندگی مغل تاریخ میں ایک ضرب المثل بن چکی ہے۔ وہ اپنے مورث اعلیٰ ظہیر الدین بابر کی طرح تلوار اور قلم دونوں کا دھنی تھا۔ ان امور کا اعتراف ان لوگوں نے بھی کیا ہے جو نہ صرف اوزنگ زریب کے بعض سیاسی فیصلوں سے اتفاق نہیں کرتے بلکہ انہیں مغل سلطنت کے انحطاط و زوال کا سبب بھی گردانتے ہیں۔ یہ اوزنگ زریب ہی کی فولادی شخصیت تھی، جس نے انحطاط و زوال اور معاندانہ طاقتوں کو آگے بڑھنے سے روک دیا تھا، جو نہی اور گریب کی آنکھیں بند ہوئیں، تو اس کے نالائق، ناعاقبت اندیش اور عیش پسند جانشینوں نے ان طاقتوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیے اور دولت و رسوائی کے ہر تلخ گھونٹ کو پیئے پر تیار ہو گئے۔ اس وقت لوگوں کو احساس ہوا کہ ایک مضبوط مرکز اور سیاسی استحکام کے بغیر امن و آشتی کی زندگی بسر کرنا کس قدر دشوار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اوزنگ زریب کی غیر معمولی شخصیت، اہل علم اور عوام الناس دونوں کی نگاہ کا برابر مرکز بنی رہی۔ اوزنگ زریب کی شخصیت کا ایک پہلو وہ ہے جسے ہم رقعات عالمگیری میں دیکھتے ہیں جہاں وہ ایک معلم اور فرض شناس باپ کی صورت میں نمودار ہوتے ہیں اور سلیقے سے بیٹوں کو نصیحت کرتے نظر آتے ہیں۔ اسی شخصیت کو ہم موجودہ کتاب ”احکام عالم گیری“ میں ایک مدبر اور بیدار مغز حکمران کی صورت میں دیکھتے ہیں۔

طبع اول ۱۹۹۳

ناشر ڈاکٹر رشید احمد جالندھری

ناظم ادارہ ثقافت اسلامیہ،

۲۔ کلب روڈ، لاہور

مطبع طبیبہ پرنٹرز۔ لاہور

قیمت ۱۰۰/- روپے

اس کتاب کی طباعت و اشاعت
اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد
کی مالی معاونت کی بدولت ممکن
ہوئی ہے۔ شکریہ!

رقعات عالم گیری میں وہ اپنے بیٹے کو ایک خط میں بندے کے گناہوں اور خدا کے بزرگ و برتر کے عفو و کرم کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "ناکردہ گناہ در جہاں کیت بگو" (کون ہے جس نے دنیا میں گناہ نہیں کیا) یہ عمر خیام کی رباعی کا ایک مصرعہ ہے۔ لیکن اورنگ زیب نے یہاں دوسرے مصرعہ کو "آں کس کہ گناہ نہ کرد چوں زلیست بگو" (کو نہیں لکھا، کیونکہ شاعرانہ شوخی کی یہ ترنگ کہ "گناہ کئے بغیر زندگی کیونکر بسر کی جاسکتی ہے"؟ مقام کی سنجیدگی سے ہم آہنگ نہیں تھی۔ اورنگ زیب کے اخلاقی اور ادبی شعور نے اس مصرعہ کو حذف کر کے بتا دیا کہ شعر کے استعمال میں سلیقہ چاہیے۔ ورنہ ہم نے پڑھے لکھے لوگوں کو شعروں کے انتخاب اور استعمال میں "رسوا" ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ اسی خط میں مزید لکھتے ہیں: "میاں عبداللطیف۔ قدس سرہ الشریف کی زبان (مبارک) سے ایک ناورد بات ہم نے یاد کر رکھی ہے، وہ ہے کہ خدا ناکس کو مزاج میں راہ دینا اور اہل حق کو دروازے سے دستکار دنیا بدترین گناہ ہے" (مکتوب نمبر ۱۷۹)

ایک دوسرے مکتوب میں لکھتے ہیں: "مکہ مکرمہ کے شریف (حاکم) نے ہندوستان کی دولت و ثروت کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا ہے؛ چنانچہ وہ ہر سال حبلہ منفعت کے لیے اپنا ایچی بھیجتے ہیں۔ یہ "نذرانہ" جو ہم حاجت مندوں کیلئے بھیجتے ہیں، اس کے بارے میں خیال رہنا چاہیے کہ وہ اسی جماعت (حاجتمندوں) تک پہنچ گیا ہے۔ ... اگر کسی وجہ سے یہ صورت ممکن نہ ہو تو پھر یہ رقم اس ملک (ہندوستان) کے حاجتمندوں کو کیوں نہ ہم پہنچائی جائے کیونکہ تمام مقامات میں اسی پاک ذات کی جلوہ گری ہے" (رقعہ ۱۷۳)

ان خطوط سے پتہ چلتا ہے کہ اورنگ زیب کو فارسی اور عربی ادب پر کس قدر عبور حاصل ہے۔ ان خطوط میں وہ موقع کی مناسبت سے سعدی، رومی اور دوسرے

بلند پایہ فارسی شعراء کے اشعار کو نقل کرتے ہیں اور بعض مقامات پر قرآن مجید کی آیات کریمہ اور احادیث نبوی، فن حدیث میں احادیث کے مقام کا بھی ذکر کرتے ہیں مثلاً ایک خط میں انہوں نے مشہور حدیث "انما الاعمال بالنیات" (اعمال کا دار و مدار نیت اور ارادے سے وابستہ ہے) درج کی ہے، اس حدیث پر اورنگ زیب لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے بلکہ درجہ تواتر کے قریب جا پہنچی ہے۔

حمید الدین خاں کی کتاب احکام عالم گیری میں ہم اورنگ زیب کو ایک دوسری ہی دنیا میں دیکھتے ہیں جہاں وہ ایک مدبر اور بلند پایہ منتظم کے روپ میں سامنے آتے ہیں امور سلطنت میں رونما ہونے والی بد نظمی کا۔ خواہ اس کا ترکیب کوئی شہزاد ہو یا کوئی سرکاری افسر سختی سے محاسبہ کرتے ہیں۔ وہ اس محاسبہ کو مذہبی، اخلاقی اور سیاسی طور پر ضروری گردانتے ہیں۔ انتظامی امور اور اخلاقی اقدار کے باہمی رشتے کو ناگزیر جانتے ہیں اور اس رشتے کے ٹوٹ جانے کو سلطنت کی بربادی تصور کرتے ہیں اورنگ زیب سرکاری ملازمین کے ذاتی عقائد کو اپنے فیصلوں پر اثر انداز ہونے کی اجازت نہیں دیتے مثلاً احکام نمبر ۳۳ میں آیا ہے کہ ایک دفعہ ایک سرکاری اہل کار نے اورنگ زیب کی خدمت میں درخواست پیش کی "بخشی گری کی (بخشی گری محکمہ مالیات کا ایک بڑا منصب تھا) دونوں کریاں ہیں اور ان دونوں پر بد مذہب اور دیو صفت ایرانی مقرر ہیں۔ (یعنی دونوں جبکہ شیعہ حضرات فائز ہیں) اگر ایک بخشی گری کی ملازمت اس پرانے خادم کو مرحمت فرمائی جائے تو دین کی تقویت (یعنی سنی ملک) کا باعث بھی ہوگا اور ملعون کافروں سے کام کو چھینا بھی جاسکے گا"۔

اس عرضی پر اورنگ زیب نے لکھا: "جو کچھ اس نے (درخواست گزار) اپنی قدیم خدمات کے سلسلہ میں بیان کیا ہے، وہ سچ ہے اور حسبِ توفیق قدردانی بھی عمل میں آتی ہے جو کچھ بد مذہب ایرانیوں (شیعوں) کے متعلق لکھا ہے (اس سلسلہ میں نیال

رکھنا چاہیے کہ دنیا کے کاموں میں مذہب کا واسطہ کیا معنی رکھتا ہے اور امور انتظامی میں تعصب کا کیا دخل؟ ”لکم دینکم ولی الدین“ (قرآن کی آیت کریمہ) اگر یہی قاعدہ مقرر ہوتا تو پھر تمام راجاؤں اور ان کے متعلقین کو ہم موقوف کر دیتے۔ لائق لوگوں کی تبدیلی غفلتوں کے نزدیک مذہب بات ہے۔“ (ص ۷۸، ۷۹)

احکام عالم گیری حکم نمبر ۸ میں ایک وصیت میں اورنگ زیب لکھتے ہیں:

”اس عاصی غرق معاشی کو پاک و مقدس تربت حسین علیہ السلام کی چادر میں لپیٹا اور دفن کیا جائے۔ کیونکہ گناہوں کے سمندر میں غرق شدہ لوگوں کے لیے سوائے اس درگاہ سے التجا کے رحمت اور مغفرت نہیں ہے۔ اس سعادت غظلی کا سامان (چادر تربت امام حسینؑ) فرزند ارجمند بادشاہ علی زادہ عالی جاہ کے پاس ہے۔“

اسی وصیت میں مزید لکھتے ہیں: ”قرآن شریف کی کتابت سے (جمع کیے ہوئے) تین سو پانچ روپے میرے صرف خاص میں ہیں۔ وفات کے دن فقرا کو دے دیے جائیں۔ وجہ یہ ہے کہ فرقہ شیعوں کے نزدیک کتابت قرآن کی اجرت میں ناجائز ہونے کا شبہ ہے (اس رقم کو) کفن و دفن کی ضروریات میں صرف نہ کریں (ص ۳۲، ۳۳)

کسب رزق میں یہ احتیاط اور کسب معاش میں یہ چھان بین بے شبہ خدا ترس لوگوں کا شیوہ ہے۔ ان واقعات سے۔ امور ریاست میں اہلیت اور صرف اہلیت کا لحاظ نہ کرکے رزق میں انتہائی احتیاط اورنگ زیب کی وسعت نظر، روح شریعت سے مکمل وفاداری اور فحقی تعصب سے دوری کا پتہ چلتا ہے۔

احکام عالم گیری میں جہاں حمید الدین خان نے جسے اورنگ زیب سے قریب ہونے کا موقع ملا ہے۔ اورنگ زیب کے پختہ انتظامی اور مذہبی افکار کا تذکرہ کیا ہے، وہاں اس نے اورنگ زیب کے معاشرے کا بھی ذکر کیا ہے۔ اورنگ زیب جب حیدر آباد دکن میں صوبے دار تھے، اس وقت وہ ایک صنعت نازک کی، جو زین آبادی کے نام سے

معروف تھی، شوخیوں کا شکار ہو گئے اور اس کے عشق میں اس قدر بے قابو ہو گئے کہ اپنے ہاتھ سے شراب کا پیمانہ بھر کر پیش کرتا اور عالم نشہ و سرور کی رغائیاں دیکھتا کہتے ہیں ایک دن زین آبادی نے اپنے ہاتھ سے جام بھر کر کے اورنگ زیب کو دیا اور امر کیا کہ لبوں سے لگائے۔ شہزاد نے ہر چند عجز و نیاز کے ساتھ التجائیں کیں کہ میرے عشق و دل باختگی کا امتحان اس جام کے پینے پر موقوف نہ رکھو۔۔۔۔۔۔ لیکن اس عیار کو دم نہ آیا۔۔۔۔۔۔ بسکین جو نہی اس فنوں ساز نے دیکھا کہ شہزاد بے بس ہو کر پینے کے لیے آمادہ ہو گیا ہے، فوہا پیالہ اس کے لبوں سے کھینچ لیا اور کہا: ”غرض امتحان عشق ہو نہ کہ تلخ کامی شہزاد“ (مقصود تمہارے حلق کو تلخ کرنا نہیں بلکہ عشق کا امتحان تھا)۔

اس داستان کو احکام عالم گیری کے علاوہ شاہ نواز خان نے مائر الامراء میں بھی لکھا ہے، بلکہ یہ قول جادو ناتھ سرکار بہتر طور پر لکھا ہے، اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں: ”اس سے (داستان معاشرے) معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ اولوالعزمیوں کی طلب نے اُسے لوہے اور پتھر کا بنادیا تھا، لیکن ایک زمانہ میں گوشت پوست کا آدمی بھی رہ چکا تھا۔“

زین آبادی کی داستان عشق نے جہاں اورنگ زیب کے دل و دود آشنا کی خبر دی ہے وہاں اس نے بعض معاشرتی خرابیوں کا بھی پردہ چاک کر دیا ہے مثلاً اورنگ زیب نے زین آبادی کو اس کے آقا سیف خان سے حاصل کیا سیف خان نے زین آبادی کے عوض میں چتر بانی کا مطالبہ کیا جو اورنگ زیب کے حرم خاص میں تھی اور جسے قبول کر لیا گیا۔ ”ہر چند وہ (چتر بانی) انکار کرتی رہی کہ میں (سیف خان کے پاس) نہیں جاتی، لیکن اس نے کہا کہ اگر اپنی جان کی خیر چاہتی ہو تو فوراً چلی جاؤ، چنانچہ مجبور ہو کر وہ گئیں۔“ (ص ۲۵)

اس قسم کے معاشرتی واقعات بے شبہ ذوق سلیم پر گراں گزرتے ہیں،

اسکے۔ بخار، خاطر، دہلی ۱۹۸۳ء، ص ۲۵۵ - ۲۵۹ (مرتبہ مالک رام)

لیکن حمید الدین خان نے انہیں پوری دیانت سے سپرد قلم کر دیا ہے جس سے اس عہد کی اجتماعی زندگی کی برائیوں کا پتہ چلتا ہے۔ لطف کی بات یہ کہ خود اورنگ زیب کو ان خرابیوں کا علم تھا اور شدت احساس تھا کہ اس کے بعد اورنگ زیب حکومت اجتماعی برائیوں پر قابو نہیں پاسکے گی۔ اس امر کی پیش گوئی اصحاب نجوم نے کر دی تھی جو اورنگ زیب کے علم میں تھی۔

القصد احکام عالم گیری اپنی غیر معمولی اہمیت کی وجہ سے ان تحریروں میں شامل ہے جن کا پڑھنا اورنگ زیب کی شخصیت کو سمجھنے کے لیے نہایت ضروری ہے اس کتاب سے اورنگ زیب کے بارے میں پچھلی ہوئی بہت سی غلط فہمیاں دور ہو جاتی ہیں بے شبہ فطرت نے انہیں غیر معمولی صلاحیتوں اور توانائیوں سے نوازا تھا جن کی وجہ سے وہ پوری نصف صدی تک پورے وقار، دہدہ اور شکوہ سے زوال و انحطاط کی طاقتوں کی راہ روک کر کھڑے رہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ صحت مند اخلاقی اور سیاسی بنیادوں پر کوئی ادارہ قائم نہ کر سکے جو ان کی موت کے بعد قومی مشکلات پر قابو پانے کے لیے حکمرانوں کی مدد کرتا۔ ایسی شخصیت سے اہل علم اور اہل سیاست دونوں بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔

احکام عالم گیری کو ۱۹۱۵ء میں جادونا تھ سرکار نے انگریزی ترجمے کے ساتھ شائع کیا تھا۔ کیا اس کا کوئی اور ترجمہ بھی کبھی شائع ہوا؟ اس بارے میں ہمیں کوئی علم نہیں۔ کئی سال پہلے اس کا اردو ترجمہ ملک کے ممتاز دانشمند ڈاکٹر مولوی خالد حسن قادری نے کیا تھا، ڈاکٹر موصوف اس ترجمہ پر ایک مفصل مقدمہ بھی رقم کرنا چاہتے تھے لیکن بہ وجہ نہ وہ مقدمہ لکھ سکے نہ ہی اس قیمتی ترجمے کی اشاعت پہلے ممکن ہو سکی۔

ہمیں انتہائی مسرت ہے کہ ادارہ ثقافت اسلامیہ بتوفیق الہی اس کتاب کے فارسی متن اور ترجمے کو شائع کر رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی علمی

شخصیت محتاج تعارف نہیں، وہ ان چند بلند پایہ اہل علم میں سے ہیں جنہیں خدا نے علم و عرفان اور سوزِ دروں کی دولت اور اردو و فارسی زبانوں میں استادانہ مہارت سے نوازا ہے۔ یہیں امید ہے کہ اہل علم ڈاکٹر صاحب کے خوبصورت ترجمے سے لطف اندوز ہوں گے۔

رشید احمد جالندھری

لاہور۔ جون ۱۹۹۳ء

حصہ اُرد و ترجمہ احکام عالمگیری

۱۴۱۳

فہرست مضامین (اردو)

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
۶۰	۱۹۔ حزم و احتیاط		۵	پیش لفظ	
۶۱	۲۰۔ بد سلوکی کی سزا		۱۷	مختصر حالات حمید الدین خان بہادر	
۶۲	۲۱۔ نقصان کا معاوضہ			باب اول:	
۶۳	۲۲۔ گستاخی کی سزا		۲۵	اورنگ زیب کے متعلق	
۶۴	۲۳۔ اورنگ زیب کا طرز		۲۷	۱۔ شہزادہ اورنگ زیب کی جرأت	
۶۴	۲۴۔ حفظ دل		۲۹	۲۔ دور اندیشی	
	باب سوم:		۳۱	۳۔ حسن سلوک	
۶۷	شہزادہ محمد کام بخش، بیدار بخت کے متعلق		۳۳	۴۔ شہزادوں کے متعلق شاہجہان کا خیال	
۶۹	۲۵۔ حراست شہزادہ محمد کام بخش		۳۳	۵۔ چٹاں کہ افتد دانی	
۷۱	۲۶۔ بیدار بخت کو سزا		۳۷	۶۔ حفظ ما تقدم	
۷۲	۲۷۔ کاروبار و لداری		۴۱	۷۔ جرأت و دلیری	
	باب چہارم:		۴۲	۸۔ بارہ وصیتیں	
۷۵	افران کے متعلق		۴۵	۹۔ بہادر شاہ کی نظر بندی	
۷۷	۲۸۔ نصرت جنگ		۴۶	۱۰۔ بہادر شاہ کو نصائح	
۷۸	۲۹۔ پابندی احکام		۴۸	۱۱۔ حکمرانی کے چند اصول	
۷۹	۳۰۔ تفسیر		۵۱	۱۲۔ ضابطہ شہائی	
۸۰	۳۱۔ دکنی سردار سے سلوک		۵۱	۱۳۔ اولاد کی نگرانی	
۸۰	۳۲۔ اعلیٰ سادات		۵۲	۱۴۔ شاہانہ اشغال	
۸۲	۳۳۔ میر شہاب الدین		۵۳	۱۵۔ وقائع صوبہ کابل	
۸۳	۳۴۔ حکم قتل			۱۶۔ عرضی حیدر بانو	
۸۳	۳۵۔ کرامت بنیاد			باب دوم:	
۸۵	۳۶۔ سوانح نگار کو حبیہ		۵۵	شہزادہ محمد اعظم شاہ کے متعلق	
۸۵	۳۷۔ جاگیر گورنر پر عتاب		۵۷	۱۷۔ قلعدہ برلی کا محاصرہ	
۸۶	۳۸۔ اصول حکومت		۵۹	۱۸۔ عدل شہائی	

مختصر حالات حمید الدین خان بہادر

مؤلف
احکام عالم گیری

مشتل بر ماترا الامراء

۸۸	۳۹۔ امور انتظامی میں بے قصبی	۱۰۷	۵۶۔ سرکش سرداروں کی سرکوبی
۹۰	۴۰۔ پردہ باری و کم آیزی	۱۰۸	۵۷۔ اتحاد قول و فعل
۹۱	۴۱۔ شاہ نواز خان	۱۰۹	۵۸۔ روز نو، روزی نو
۹۱	۴۲۔ میرزا معز فطرت موسوی	۱۱۰	۵۹۔ نعمت خان ہاجی
۹۳	۴۳۔ اجرت بلا خدمت	۱۱۲	۶۰۔ چغل خور و بدگو
۹۳	۴۴۔ نیکی عافہ نوب	۱۱۳	۶۱۔ غصہ جنون ہے
۹۵	۴۵۔ اثاثہ عشر	۱۱۴	۶۲۔ احتساب و سزا
۹۶	۴۶۔ راہ زندگی ہموار نیست	۱۱۴	۶۳۔ پابندی ضوابط
۹۷	۴۷۔ کوچ در ایام علالت	۱۱۵	۶۴۔ اہل کاروں کی نگرانی
۹۸	۴۸۔ سزائے او باشی	۱۱۶	۶۵۔ ضابطہ کی پابندی
۱۰۰	۴۹۔ گورنر کو سرزنش	۱۱۶	۶۶۔ تھانہ دار کی خود سری
۱۰۰	۵۰۔ از فکر دشمن بغفلت مہاش	۱۱۷	۶۷۔ فتح اللہ خان کے جواب میں
۱۰۲	۵۱۔ مرد خدا بہ شرق و مغرب غریب نیست	۱۱۷	۶۸۔ تقیہ
۱۰۳	۵۲۔ ایرانیوں و ہندوستانیوں کا فرق	۱۱۸	۶۹۔ مذہب سے بے قصبی
۱۰۴	۵۳۔ افسران زیر دست کی پشت پناہی	۱۲۱	۷۰۔ چار مذاہب بر حق است
۱۰۵	۵۴۔ افسروں کا محاسبہ	۱۲۲	۷۱۔ عقار الجند است آشیانہ
۱۰۶	۵۵۔ معمار خود مشو		۷۲۔ احکام



حمید الدین خان بہادر عالمگیر شاہی سردار خاں کو توال کا بیٹا اور باقی خان چلیہ قلی
شاہجہانی کا نبیرہ ہے۔ قسمت کی یادوری اور زمانہ کی مساعد سے اور نگ زیب کے
آخری عہد میں سلطنت ہندوستان کا مدار بن گیا۔ دولت خاں بادشاہی اور اعلیٰ درجہ
کے امورات کا نظم و نسق اور ربط و ضبط اس کے سپرد ہو گیا تھا۔
بادشاہ کی طرف سے مفسدوں کی سرکوبی قلعہ جات کی فتوحات اور مہمات امور
کے لئے بھیجا جاتا تھا۔ جہاں کہیں جاتا مخالفت کو ضربات شدید سے بے دست و پا
اور مغلوب کر کے خود صحیح سلامت مع مال غنیمت کے واپس آتا۔ اور ان خدمات کے
موض طرح طرح کے اعزازات سے سہ فراز ہوتا۔ اس لئے عوام میں نیمچہ عالمگیری کے
لقب سے معروف تھا۔

ابتداءً حال میں چونکہ اس کا باپ عنایت خسروی سے بہ دیاب تھا۔ اس لئے
یہ بھی حاضر باشی اور دوام خدمت و درشناسی کی بدولت سعادت و عزت سے بہرہ ور
ہوا۔ جلوس عالمگیری کے ۲۸ ویں سال خانہ زاد نوازی کے اقتضاء سے اپنے باپ کی
جگہ پر دارنگی خاتم بند خانہ سے سرفراز کیا گیا۔ اور جلوس کے ۲۲ ویں سال اپنے
باپ کے بعد ذیل خانہ کی دارنگی پر سرفراز ہوا۔ اور چونکہ بارگاہ شاہی میں منظور نظر
قرار پا چکا تھا۔ اس لئے متواتر امانت منصب ہوتا رہا۔

ایکوج میں وہ تہہ کار سنبھا کے لانے پر مامور کیا گیا تھا جسے خان زمان حیدر آبادی کے حسن سعی سے بزن و فرزند اسیر کر لیا گیا تھا، اس نے اس محبوس زندان ناکامی پہنچا۔
کوشاچی حکم کے مطابق لشکر گاہ بہادر گڑھ سے چار میل سے تختہ بند کر کے اس کے ساتھیوں کو مضحکہ بھاس پہنکار اونیٹوں پر بٹھا کر ڈھول اور نفیری کے شور و غل کے ساتھ تمام لشکر میں تشہیر کرایا اور شاہی حضور میں پیش کیا۔

جلوس کے ۲۲ ویں سال خان کے خطاب سے شاد کام ہوا۔ چونکہ اس کے والد کا انتقال ہو گیا اس لئے اس کے بعد کو تو ال کے عہدہ اور دوسری خدمات پر بھی مامور کیا گیا۔

جلوس کے ۲۴ ویں سال معزالدین کے ملازموں میں چند اشخاص نے فضل علی خاں دیوان سے بدسلوکی کی۔ بدعاشی کے سبب فتنہ و فساد تک نوبت پہنچا دی تو حکم ہوا کہ حمید الدین جاکر اس گروہ کی بد اعمالیوں کی سزا دے۔ جب خان مذکور اس گروہ کے سر پر جا پہنچا تو اتفاق ایسا ہوا کہ ہجوم اور شور و غوغا کے سبب خان کی سواری کا ہاتھی بھڑک اٹھا اور بھاگ نکلا۔ اور معرکہ سے دور شاہی رسد گاہ تک ایک میل دور نکل آیا اتفاقاً خان کی نظر ان بڑے بڑے بورڈوں پر پڑی جو غلہ بھرنے کے لئے رسد گاہ میں غلہ کے بیچ میں رکھے جاتے ہیں جب ہاتھی ان کے برابر آیا تو خان سنبھل کر ہودہ سے نکل آیا اور ان پر بیٹھ گیا۔ پھر ایک اور سواری مہیا کر کے معرکہ کارزار میں موجود ہو گیا اور ان معسکروں کو کیفر کر دیا تک پہنچایا۔

جلوس کے ۲۹ ویں سال اسلام پورہ میں اصل و اضافہ سے دو ہزاری تک ترقی ہوئی۔ اسی سال تہہ کار سنبھا نے قاسم خاں خانہ زاد خاں اور دوسرے شاہی امراء کو غارت کر کے گڑھ میں دھند میری میں محصور کر دیا تھا۔ حمید الدین خاں نے بڑی فوج بیکر کر لے کر تاراج زدہ امراء کو نہ دیری امدادی۔

جلوس کے ۲۲ ویں سال دار و غل غسل خانہ کے مرتبہ خاص سے اختصاص پایا دار و غل جواہر خانہ بھی پہلے مل چکی تھی۔

اس کے بعد بھی برابر حمید الدین کی خدمات اور اعزازات میں اضافہ ہی ہوتا رہا۔ بالآخر خطاب خان بہادر اور منصب سر ہزار و پانصدی دو ہزار سوار تک پہنچ گیا اور نقارہ بھی عطا ہوا۔

خلاصہ یہ کہ اواخر زمان عالمگیری میں علیہ حمید خاں دربار شاہی میں رایت انا و لاغیر میں بلند کئے ہوئے تھے اور اپنے قرب و اعتبار کے سبب کسی دوسرے کے لئے کوئی وقعت نہ سمجھتے تھے۔ اگرچہ امیر خاں بھی منزلت و قرب میں پایہ کم نہ رکھتا تھا مگر اس کے بعد تھا۔ اور عنایت اللہ خاں دوام حضور شاہی کے باوجود اس مرتبہ کو نہ پہنچا۔

حضرت عالمگیری نے احمد نگر میں جمعہ کے دن ۲۸ ذیقعدہ ایک ہزار ایک سواٹھارہ ہجری کہ فرمانروائی کو پچاس سال دو ماہ اور ۲۸ دن ہوئے تھے اور عمر کے نوے سال اور سترہ دن پورے ہوئے تھے عالم بقاء کی راہ اختیار کی۔ تجہیز و نماز کے بعد ان کی میت کو ان کی خواب گاہ میں رکھا گیا دوسرے دن محمد اعظم شاہ کہ جو مالوہ کے لئے رخصت ہو چکا تھا۔ یہ خبر سن کر لشکر سے پچاس میل لوٹ آیا۔ اور مراسم عزا بجا دیا۔ دوسرے روز نعلین کو کندھا سے کر دیوان عدالت سے باہر لا کر مزارت مرتبہ کہ جو روضہ کے نام سے حیدر آباد سے سولہ میل اور دولت آباد سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے لے گئے۔ علیہ حمید خاں نے جزیع و فرعی میں کوئی دقیقہ فرو گذار نہ کیا۔ بال بحیثیت ہوئے پایادہ نعلین کے ساتھ گیا اور اس مسافر ملک بقاء کی وصیت کے مطابق اسوۂ ارباب یقین شیخ زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ کے محن میں دفن کیا گیا۔

آیتہ کریمہ : روح و ریحان و جنتہ نعیم (۱۱۸) سے تاریخ وفات اور نگ زیب برآمد ہوتی ہے اور ان کا مقبض خلد مکان قرار پایا۔ اور وہ موضع خلد آباد کہلایا۔ خان و صوفی نے لباس درویشی پہنا اور اپنے پیرو مرشد اور ولی نعمت کے مرقد کی باروب کش اختیار کی اور وہاں اپنے رہنے کے لئے ایک تویل کی بنیاد ڈالی کہ اب تک اسی کے نام سے مشہور ہے۔

جب محمد اعظم شاہ احمد نگر سے اورنگ آباد پہنچا تو اپنے پدر گرامی قدر کی قبر پر جا کر مراتب فاتحہ بجالایا اور حمید الدین خاں کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لے آیا۔ اور اس کی دلجوئیاں کر کے سابقہ اختصاص عطا فرمایا۔ اور ہندوستان کے سفر میں جو بہادر شاہ کے ساتھ جنگ کے سبب ناگزیر ہو گیا تھا ساتھ لے گیا۔

کہتے ہیں کہ راستے میں جب یہ خبر پہنچی کہ محمد عظیم مشرق کی سمت اکبر آباد پہنچ گیا ہے تو محمد اعظم شاہ کی زبان سے نکلا کہ بلائے عظیم باگرہ نازل شد۔

عبدحمید خاں نے عرض کیا ”بیرکت اسم اعظم دفع خواہد شد۔“

جنگ کے روز کافی سخت لڑائی کے بعد شکست کے آثار نظر آنے لگے اور اس کے بعد کہ ذوالفقار خاں نے معرکہ سے اپنے آپ کو علیحدہ کر لیا تھا۔ اس نے بھی کنارہ کش اختیار کی اور تیر کا زخم بھی اسی دوران تک گیا تھا۔ بعد میں گوالیار سے آکر بہادر شاہ کی مرحمت سے پھر رنگ و روپ حاصل کر لیا اور عصائے مرصع بھی عطا ہوا۔ میر توڑک اول کی خدمت اور گز برداران کی دازوگی سے مفتخر ہوا۔ اور بہادر عالمگیری خطاب پایا۔ اور غلد منزل کے عہد اخیر تک انتہائی اعزاز و اکرام کے ساتھ زندگی گزاری!

فلک نیزنگ سازنے زمانے کی لوح کو جہاں دار شاہ کی حکمرانی سے آراستہ کیا اور ذوالفقار خاں عہدہ وزارت پر بازی لے گیا تو پرانے کینہ کے سبب جو غبار

جو بظاہر معلوم نہ ہوتا تھا اس نے عبدحمید خاں کے سامنے پرکمر باندھیں اور طرح طرح کی ذلت و رسوائی اور قید و بند کی مصیبت میں گرفتار رکھا۔ یہاں تک کہ ذوالفقار خاں بھی اپنے عمل کی پاداش کو پہنچا۔ اگرچہ عبدحمید خاں قید و بند کی مصیبت سے تو جھوٹ گیا لیکن فرخ سیر کے دربار تک نہ پہنچا۔

سیف الدولہ عبدالصمد خاں نے جو پنجاب کی گورنری پر مامور کیا گیا تھا اپنے پرانے تعلقات کی وجہ سے لاہور جاتے وقت اس کو اپنے ساتھ لے لیا۔ جب وہ نہایت شان و شوکت کیساتھ لاہور میں داخل ہوا تو راقم السطور بھی تماشا ٹیوں میں شامل تھا۔ بڑی کے بالکل اخیر میں عبدحمید خاں کی ایک پالکی کے ساتھ گنتی کے چند آدمی ساتھ جاتے تھے اور پڑ مردگی اور فلک زدگی اس کے حال سے ظاہر تھی۔ اس کے بعد تقرب شاہی پھر نصیب ہوا۔ عہد عالمگیری میں جو تقرب حاصل تھا اُسی ویسے سے پھر اعزازات حاصل ہوئے۔ گز برداروں کی دازوگی پر مامور ہوا اور مدت تک رہا یہاں تک کہ وقت موعود پہنچ گیا۔ اس کے ایک لڑکا بھی تھا جو صاحب منصب و رستگاہ تھا مگر ہمیں حال اس کا زیادہ معلوم نہ ہوا۔

(تآثر الامراء : ص ۶۱۱ - ۶۰۵ کلکتہ ۱۸۸۸ء)

احکام عالم گیری
○

باب اول
○

اوزنگ زیب کے متعلق

① شاہزادہ اور نگزیب کی جرأت

جس زمانہ میں اعلیٰ حضرت شاہجہان لاہور میں قیام پذیر تھے ان ایام میں اکثر اوقات شالامار باغ میں ہاتھیوں کی لڑائی کا تماشا دیکھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ بنگال کے ضلع دار نے چالیس جنگی تربیت یافتہ ہاتھی فدمست شاہی میں بھیجے اور ان کی بہت زیادہ تعریف و توصیف بھی کی۔ اعلیٰ حضرت دریکہ سے ہاتھیوں کے کھیل ملاحظہ فرما رہے تھے اور چاروں شہزادے گھوڑوں پر سوار تھے اور ہاتھیوں کا تماشا دیکھ رہے تھے اچانک ایک ہاتھی اپنے مد مقابل کے سامنے سے بھاگا اور شہزادوں کی طرف رخ کیا۔ تینوں شہزادے گھبرا کر ادھر ادھر بھاگنے لگے مگر محمد اور نگزیب جن کی عمر صرف چودہ سال کی تھی نہایت اطمینان سے اپنی جگہ پر کھڑے رہے اور ذرا بھی جنبش نہ کی یہاں تک کہ ہاتھی ان کے پاس سے گذر گیا۔ دوسرا ہاتھی جو اس کے تعاقب میں تھا اپنے حریف کو چھوڑ کر خود شاہزادہ کی طرف متوجہ ہوا۔ شاہزادے کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ انہوں نے اس نیزہ سے ہاتھی پر حملہ کر دیا۔ ہاتھی نے اپنی سونڈ کی ضرب سے

شاہزادے کے گھوڑے کو زمین پر گرا دیا۔ انہوں نے ایک چست لگا کر نیزہ پھراٹھا لیا اور اسکو ہاتھی کے سر پر مارنا ہی چاہتے تھے کہ اسی اٹھان میں اور لوگ بھی وہاں پہنچ گئے۔ اعلیٰ حضرت انتہائی بے چینی اور پریشانی کی حالت میں دریچے سے نیچے تشریف لائے شاہزادے آہستہ آہستہ اطمینان سے اعلیٰ حضرت کے پاس آہے تھے۔ اعتماد خاں ناظر شاہزادے کے قریب پہنچ چکا تھا۔ یہ اعتماد خاں شاہزادے کے نانا آصف خاں کے خاندان سے ہونے کی وجہ سے ان کا رشتہ دار بھی تھا۔ اس لئے پریشان تھا۔

شاہزادے نے نہایت اطمینان سے جواب دیا ”اگر ہاتھی بیاں ہوتا تو میں جلدی بھی کرتا۔ اب پریشانی کی کیا بات ہے۔“ جب وہ اعلیٰ حضرت کے پاس پہنچے تو انہوں نے ایک لاکھ روپیہ شاہزادے پر بچھا کر دیا اور ان سے فرمایا ”بابا خدا کا شکر ہے کہ خیریت سے معاملہ گذر گیا۔ اگر خدا نخواستہ کچھ اور ہو جاتا تو کیسی رسوائی کی بات ہوتی۔“ شاہزادے نے تسلیمات بجا کر عرض کیا ”اگر کچھ اور پیش آتا تو اس میں رسوائی کی کوئی بات نہ تھی۔ رسوائی تو اس میں ہے جو دوسرے بھائیوں نے کیا۔

۴۔ پردہ پوشش بادشاہان مرگست
”موت بادشاہوں کی پردہ پوشی کرتی ہے۔“
اس میں کیا رسوائی ہے؟

۱۔ یہ واقعہ قدسے تفصیل اور اختلاف کے ساتھ بادشاہ نامہ مصنفہ عبد الحمید لاہوری میں اس طرح درج ہے ”شاہجہان قلعہ آگرہ کے ایک دریچے سے ہاتھیوں کی لڑائی کا تماشا دیکھ رہے تھے (۲۸ مئی ۱۶۲۲ء) تینوں بڑے شاہزادے گھوڑوں پر سوار میدان میں کھڑے ہوئے لڑائی دیکھ رہے تھے۔ دو ہاتھی سدھاکر اور صورت سندھ لڑائے جانے کا حکم دیا۔ سدھاکر نے اپنے

① دوراندیشی

اکبر آباد میں داراشکوہ کے واسطے ایک نیا محل تعمیر ہوا۔ انہوں نے اعلیٰ حضرت کی معیت میں بھائیوں کے دعوت کی۔ چونکہ گرمی کا موسم تھا اس لئے دریا کے متصل ایک تہہ خانہ بنایا تھا جس میں قدامت حبیبی آئینہ دریا کی جانب لگائے تھے۔ اعلیٰ حضرت کو معیت میں بھائیوں کے اس تہہ خانہ کو ملاحظہ کرنے کے لئے گئے محمد اور غریب تہہ خانہ کے دروازے کے قریب ہی بیٹھ گئے جس سے برابر آمد و رفت جاری تھی داراشکوہ نے یہ دیکھ کر اعلیٰ حضرت کو آنکھ کے اشارہ سے اس طرف متوجہ کیا کہ آپ کی نشست ملاحظہ ہو۔ بادشاہ نے فرمایا ”بابا ہمیں معلوم ہے کہ تم عالم اور درویش صفت

حریت کو بھاگ دیکو اور رنگ زیب پر حملہ کیا جو وہاں گھوڑے پر موجود تھا اور جس نے اپنے نیزہ سے ہاتھی کے سر پر زخم لگائیے تھے۔ لوگوں نے ہاتھی کو ڈرانے کے لئے آتش بازی چرخی وغیرہ چھوڑی مگر اس پر کوئی اثر نہ ہوا اور اس نے شاہزادے کے گھوڑے کو اپنے دانتوں سے گرا دیا اور رنگ زیب بروقت رکاب سے گود پڑا۔ شاہجہان نے دھویں اور بھٹی میں بمشکل اپنا راستہ بنا کر ہاتھی پر نیزہ سے حملہ کیا۔ لیکن اس کا گھوڑا چمکا اور اس کو نیچے گرا دیا۔ جسے سنگھ کا گھوڑا بھی بھڑک گیا۔ اسی اثناء میں صورت سندھ لڑنے کے لئے پیہ لوط آیا اور سدھاکر شاہجہان کو چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اور رنگ زیب کی عمر اس وقت نہ تھی چودہ سال کی قیامت و لے اُس کو اپنے ہزار سکھ طلانی مع سدھاکر ہاتھی اور بہت سے دوسرے تمامات میں لے کر غریبی فہستہ دواکھ دوسرے ہوتے تھے تحفہ لئیے۔

اعتماد خاں برادریمین الدولہ آصف خاں وزیر جہانگیر و قاسمی سے اعتماد دنوں مجبور کیا ہے وہ ابتداء مارچ ۱۶۲۲ء میں دہلی کا صوبہ دار بن کر دیا جاتا تھا۔ (دج۔ ن۔ یس)

ہو لیکن پھر بھی حفظ مراتب ضروری ہے۔

۵۔ گر حفظ مراتب نہ کنی زندیق

”کیا ضرورت ہے کہ عام لوگوں کے راستے میں بیٹھو اور اپنے چھوٹے بھائیوں کی بھی پشت پر رہو“

انہوں نے عرض کیا: ”اس جگہ بیٹھنے کی وجہ بعد میں عرض کروں گا!“

کچھ دیر بعد جماعت سے نماز ظہر پڑھنے کے لئے اٹھے اور پھر وہاں سے بغیر اجازت لئے ہوئے اپنے محل چلے گئے۔ بعد میں جب اس کی اطلاع اعلیٰ حضرت کو ہوئی تو حکم دیا کہ دربار میں نہ آئیں۔ چنانچہ آئندہ سات ماہ تک عارضی اور کجرا بند رہا۔ سات ماہ کے بعد اعلیٰ حضرت نے بیگم صاحبہ (شہزادی جہاں آرا بیگم) کو حکم دیا کہ ان کے محل جا کر اس روز ہماری بلا اجازت چلے آئے اور اس بے موقع جگہ پر بیٹھنے کی وجہ دریافت کریں۔

بیگم صاحبہ کے دریافت حال کرنے پر انہوں نے جواب دیا:

”جس روز داراشکوہ نے دعوت کی تھی اس دن خواہ انہوں نے قصد ایسا کیا ہو کہ باپ اور بھائیوں کو ایک ایسے تہ خانہ میں جس کا محض ایک دروازہ تھا تنہا چھوڑ کر خود دعوت کے انتظام کے لئے برابر آتے جاتے ہے۔ اب اگر دروازہ بند کر دیتے تو ہم سب کا کام تمام تھا۔ یا سہواً ان سے ایسا ہوا ہو۔ بہر حال میرے دل میں برابر یہ خیال آ رہا تھا کہ جب تک وہ سب اندر ہیں میں اس خدمت (محافظت کو بجالانوں لیکن اعلیٰ حضرت کا وجہ اس خدمت کی بجا آوری میں مانع تھا۔ اس لئے میں استغفار پڑھتا ہوا چلا آیا“

یہ سن کر اعلیٰ حضرت نے فوراً ان کو طلب فرمایا اور بہت عنایت کیں۔

شہزادہ نے سعد اللہ خاں (وزیر اعظم) سے فرمایا کہ ”کسی صورت مجھے دربار سے

باہر بھیج دو۔ یہاں آرام و اطمینان مجھے نصیب نہیں۔ (اعلیٰ حضرت نے) انکو لاہور سے دکن کی صوبہ داری پر روانہ کر دیا۔

③ حسن سلوک

داراشکوہ بعض امراء کے ساتھ معاندانہ اور بعض کے ساتھ متکبرانہ سلوک کرتے تھے حالانکہ یہ سب پانچ ہزاری مرتبہ رکھتے تھے اور اعلیٰ حضرت کے خاص مصاحبین بھی تھے۔ مثلاً علی مردان خاں، سعد اللہ خاں اور سید میران بارہہ اور حضرت عالمگیر کو ان میں سے ہر ایک کے ساتھ خاص تعلق تھا۔ چنانچہ علی مردان خاں کو ہمیشہ ”مشفق نیکو کردار“ لکھتے تھے۔ جنہیں حضور (شاہجہان) نے ”یار وفادار“ کے خطاب سے سرفراز فرمایا تھا۔ اور چونکہ سعد اللہ خاں سے جنہیں ”عصائے پیری“ اور ”وزیر باتدبیر“ کا خطاب ملا ہوا تھا درس حاصل کیا تھا اور اپنے آپ کو ان کا شاگرد خیال کرتے تھے۔ اس لئے ان کو ہمیشہ ”وزیر باتدبیر“ اور ”سرتانہ صغیر“ کے القاب لکھتے تھے۔ اور سید میران بارہہ کو جنہیں حضور (شاہجہان) ”سید السادات“ کے خطاب سے یاد کرتے تھے ”غلام“ اولاد حضرت سید کا ثنات“ لکھتے تھے۔ ان تینوں میں سے ہر ایک امیر اور ان کے عہدہ بھی دوسرے امراء مثلاً افضل خاں، علاء الملک، جو خانساہاں کے درجہ سے وزارت کے عہدہ تک پہنچ گیا، کمال محبت سے ان کی رازداری میں حق دوستی ادا کرتے تھے۔ (اود یہ بات) اعلیٰ حضرت آخیاں (شاہجہان) کو بہت گراں گذرتی تھی۔ شاہ بلند اقبال

لے یہاں پر لاہور کی جگہ ملتان ہونا چاہیے۔ اور ملک زیب کبھی بھی لاہور پنجاب کی صوبہ داری پر مامور نہیں ہے۔ البتہ ۱۳ جولائی ۱۶۵۲ء میں ان کو ملتان سے دکن کا صوبہ دار بنا کر بھیجا گیا تھا۔ (ج. ن. بس)

(داراشکوہ) کی پیشانی سے آثار اوبار دیکھ کر اور شاہزاد اورنگ زیب کی قسمت کی بندسی کے آثار دیکھ کر آپ نے داراشکوہ کو افعال قبیحہ اور اقوال نازیبا سے بچنے کی نصیحت فرمائی لیکن جب دیکھا کہ ان نصیحتوں نے داراشکوہ پر کچھ اثر نہ کیا جیسا کہ کہا ہے

سے گلیم بخت کے راکہ بافتند سیاہ

یہ آپ زم زم و کوثر سفید نتوان کرد

ترجمہ ”جس کی قسمت کا گیل سیاہ بن دیا گیا ہے پھر اسے زم زم اور کوثر کے پانی سے بھی سفید نہیں کیا جاسکتا“

تو پھر انہوں نے چاہا کہ محمد اورنگ زیب امراء کے ساتھ اپنے سلوک میں تبدیلی کریں تاکہ وہ ان کی رازداری سے دست بردار ہو جائیں [اورنگ زیب کو ایک خط میں خود دست مبارک سے لکھ کر بھیجا کہ ”بابا سلطان اور ان کے فرزندوں کو بلند تہمت ہونا چاہیئے اور عال فطری کو کام میں لانا چاہیئے۔ سنا ہے کہ تم ہر ایک ملازم سے ایسا سلوک کرتے ہو کہ جس سے تم اپنے آپ کو انتہائی پست بنا دیتے ہو۔ اگر یہ عاقبت جینی پر مبنی ہے تو (سمجھ لو کہ) تمام کام تقدیر سے وابستہ ہیں۔ اس پست فطری سے سوائے ذلت کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔“

انہوں نے لکھ کر عرض کیا، ”جو کچھ (حضور نے) اس غلام کے متعلق ازراہ فضل کرم تجویز فرمایا ہے وہ (میرے لئے) وحی آسمانی کی طرح ہے۔ پیرو مشرب برحق سلامت رہیں۔ وثیغ من تشاء وتذل من تشاء (عزت بھی اللہ کی طرف سے ہے اور ذلت بھی اللہ کی طرف سے ہے) اور عزت و ذلت دونوں قادر مطلق اور خالق ارض و بلاد کی مرضی پر ہیں۔ یہ غلام تو من اذل لنفسہ اعز اللہ (جس نے اپنے نفس کو ذلیل کیا اسکو اللہ نے عزت دی) کی حدیث صحیح پر عمل کرتا ہے جس کے راوی انس بن مالک ہیں۔ اور دشمنی کو تمام عیوب سے زیادہ بُرا اور تمام بُرائیوں سے زیادہ قبیح جانتا ہے۔ جو

کچھ اعلیٰ حضرت نے تحریر فرمایا ہے اس سے انکار نہیں کرتا لیکن اس کا بھی یقین ہے کہ ”دوسرا اس سختیٰ الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنتہ والناس“ ”دوسرا انداز کہ برائی سے جو پیچھے ہٹ جاتا ہے جو لوگوں کے دلوں میں دوسرا ڈالتا ہے جنات میں سے ہو یا انسانوں سے“ کے مطابق عرض کرنے پر تحریر فرمایا ہے۔

سے زبان عرض ندایم بغیر عذر گناہ
بہ بخش جرم من رو سیاہ و نامہ سیاہ

④ شہزادوں کے متعلق شاہجہان کا خیال

اعلیٰ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں بعض اوقات خیال آتا ہے کہ داراشکوہ نیک لوگوں کا دشمن واقع ہوا ہے۔ مراد بخش کو مشروب سے نوشی سے فرصت نہیں اور محمد شجاع میں سیر چشمی کے سوا کوئی اور صفت نہیں۔ مگر اورنگ زیب کے عزم و شعور کا تقاضا ہے کہ وہ سلطنت کے اس بارگراں کو اٹھالے گا۔ لیکن اس کی فطرت میں زبردست خامیاں بھی ہیں۔

۵۔ تا دوست کرا باشد و میلش بکہ باشد
وہ دوست کس کا ہوگا اور اس کا رجحان کس طرف ہوگا۔

⑤ چناں کہ افتد دانی

زین آبادی کا واقعہ اس طرح ہوا کہ جب حضرت اورنگ زیب دکن کی سوہ داری پر مقرر کئے گئے اور (اورنگ آباد) جا رہے تھے تو بُراں پور پہنچے۔ وہاں کا صوبہ دار شیخ تاجا جس کی شادی ان کی غامہ یعنی صاحبہ بانو دختر آصف خاں سے ہوئی تھی۔ حضرت

ان سے ملنے کے لئے گئے۔ اور انہوں نے بھی حضرت کی دعوت کی۔ چونکہ خالہ کا مکان تھا اس لئے محل کی عورتوں نے پردہ کا کچھ زیادہ اہتمام نہیں کیا۔ آپ بھی بغیر کسی اطلاع کے اندر چلے گئے۔ زین آبادی جس کا اصل نام ہیرا بائی تھا ایک درخت کے نیچے کھڑی تھی وہاں سے درخت کی شاخ پڑے ہوئے دھیمے دھیمے سروں میں گارہی تھی ساکو دیکھتے ہی آپ بے اختیار زمین پر بیٹھ گئے، وہیں زمین پر لیٹ گئے اس کے بعد غش آگیا۔ یہ خبر ان کے خالہ کو پہنچی۔ وہ ننگے پاؤں دوڑتی ہوئی آئیں اور ان کو سینہ سے لگا کر گریہ زاری کرنے لگیں۔ عین چار گھڑی بعد ان کو کچھ ہوش ہوا۔ ہر چند وہ حال پوچھتیں رہیں کہ کیا بات ہے لیکن انہوں نے کچھ جواب نہ دیا اور بالکل خاموش رہے۔ دعوت اور ہانڈی کی تمام خوشی خاک میں مل گئی اور تمام محل میں ایک ماتم اور سوگواری کی کیفیت چھا گئی۔

آدھی رات کے قریب وہ گفتگو کرنے کے قابل ہو سکے اور کہا "اگر میں اپنا مرض بتاؤ تو کیا آپ علاج کر سکیں گی؟ خالہ نے جو یہ کلمے سنئے انتہائی خوشی میں داری صدقہ گئیں اور بولیں "علاج کیا چیز ہے میری جان بھی تم پر نثار ہے" اسپر انہوں نے تمام قصہ بیان کیا۔ یہ بات سنئے ہی خالہ کے ہوش اڑ گئے۔ زبان گویا بند ہو کر رہ گئی کہ کیا جواب دیں۔

کچھ دیر کے انتظار کے بعد اورنگ زیب نے فرمایا:

"آپ نے خواہجہ میرا حال دریافت کرنے میں اتنی شفقت کا اظہار کیا۔ میری بات کا جواب تک تو دیتی نہیں۔ آپ علاج کیا کریں گی؟"

خالہ نے کہا: "صدقہ پاؤں! اس بد بخت سیف خاں کو تم جانتے ہی ہو کیا سفاک ہے۔ وہ بادشاہ شاہجہان یا تمہاری کسی کبھی خدا پر واہ نہیں کرتا۔ وہ اس بات کو سنتے ہی پہلے اس (زین آبادی) اور پھر مجھے قتل کر دے گا۔ اس کے متعلق اس کے کہنے کا فائدہ اس سے زیادہ کچھ نہ ہو گا کہ میں تم پر اپنی جان فدا کر دوں۔ لیکن وہ بے گناہ ہمارے بلا قصہ مار رہا ہے گئی۔"

اورنگ زیب نے فرمایا: "سچ بتائیں کوئی دوسری ترکیب نکالتا ہوں" سورج نکلنے کے بعد اپنے محل چلے آئے اور مطلق کھانا نوش نہ فرمایا۔

مرشد قلی خاں کو جوان کے ساتھ معنی اور دکن کا دیوان تنخا بلایا۔ وہ ان کا خاص راز دار تھا۔ اس سے تمام واقعہ تفصیل بیان کیا۔ اس نے عرض کیا کہ پہلے میں اس (سیف خاں) کا کام تمام کئے دیتا ہوں۔ اب اگر اس کے بعد کوئی کچھ قتل بھی کر ڈالے تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ میرے خون کے بدلہ میں پیر و مرشد کا مقصد تو پورا ہو ہی جائیگا۔ انہوں نے فرمایا: "واقعہ ہمیں تمہاری جانفشانی کا ایسا ہی یقین تھا۔ لیکن ہمارا دل نہیں مانتا کہ (اتنے سے کام کے لئے) خالہ کو بیوہ کیا جائے۔ پھر جو شرع اور فقہ سے وقف ہو اس کے لئے شریعت میں کسی کے صریحاً قتل کا اقدام کرنا ممکن نہیں البتہ اللہ پر بھروسہ کر کے سیف خاں سے کہو۔"

مرشد قلی خاں بلا کسی عذر کے فوراً چلا گیا اور سیف خاں کو کل حال کہہ سنایا۔

سیف خاں نے عرض کیا: ان سے میرا آداب کہو اور اس بات کا جواب میں اُن کے خالہ کو دے دوں گا۔" یہ کہہ کر وہ اسی وقت زمان خانہ میں گیا اور اپنی بیوی سے کہا: "اس میں کیا مضائقہ ہے۔ مجھ اورنگ زیب کی بیگم شاہنواز خاں کی لڑکی کی تو کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں وہ اپنی حرم خاص چتر بائی کو بھیجیں تاکہ اس کا عوض و بدلہ ہو جائے۔ اُسی وقت خالہ کو سوار کرا کے بھیجا۔ ہر چند وہ انکار کرتی رہیں کہ میں نہیں جاتی لیکن اس نے کہا کہ اگر اپنی جان کی خیر چاہتی ہو تو فوراً چلی جاؤ۔ چنانچہ مجبور ہو کر وہ گئیں اور مفصل تمام باتیں کہیں۔ وہ یہ سن کر بہت زیادہ خوش ہوئے اور فرمایا:

"ایک کا کیا ہے جس پانگی میں آپ آئی ہیں اسی میں (میرے حرم میں سے) دونوں کو اسی وقت لے جائیں۔ مجھے کوئی عذر نہیں ہے۔"

خالہ نے ایک خواجہ سرا کے ہاتھ ساری بات (سیف خاں سے) کہلوادی۔

اُس نے کہا ”اب کوئی صورت باقی نہیں ہے“ اور میرا بانی کو فوراً سوار کر کے ان کے پاس روانہ کر دیا۔

لے آثرالامراء میں اس واقعہ کی تفصیلات ”خان زماں“ کے حالات کے تحت اس طرح بیان کی گئی ہیں: ”میر فیض خان، اعظم خان جہانگیر کی دوسرا لڑکا اور آصف خان کا داماد تھا اپنے باپ کی ہر اس میں بڑے کارنامے اور معرکے سرانجام دیتے تھے۔ اپنے عظیم کارناموں کے سبب مفتخر خان اور سپہدار خان اور خان زماں کے خطاب پائے۔ شائستہ خان، اعظم خان کی التماس پر اسے کل دکن کی خدمت داروعلی توپ خانہ بھی تفویض کی گئی۔ (آثرالامراء ج ۲ ص ۹۶) اورنگ زیب کے زمانہ میں خاندیش لاکوڑ مقرر ہوا۔ ۱۶۹۵ ہجری میں وفات پائی۔ (آثرالامراء ج ۲ ص ۹۷) ہر علم سے بہرہ ور تھا، خطاطی میں شہرت رکھتا تھا، سلیقہ مندانہ، پرداز، دانشور اور معلم تھا فنی موسیقی میں مہارت تمام رکھتا تھا۔ کاروبار سلطنت میں ہمیشہ منہمک رہنے کے ساتھ شیفٹہ راگ و رنگ بھی تھا۔ پری چہرہ گان خوش آواز اور مغنیات عشرہ ساز مجلس میں رہتی تھیں۔ مشہور ”زین آبادی“ جو اورنگ زیب علی گڑھ کی اقامت شاہزادگی سے محبوبہ و مرغوب تھی اسی نمرہ میں شامل ہے۔ جگہ کہتے ہیں کہ ”لاخان زماں“ کی مدخل ہے۔

ایک روز شاہزادہ اورنگ زیب زین آباد برہان پور کے باغ میں جس کو آہو خانہ کہتے تھے اپنا ہل کے ساتھ تشہیف فرماتے اور مضمومان بزمِ الفت کے ساتھ چہل قدمی فرماتے زین آبادی غصہ سنجی میں ہوش ربا اور شوہر دہری میں یکتا تھی۔ خان زماں کی اہلیہ متہرہ کیساتھ جو شاہزادہ کی خانہ ہوتی تھیں آئی اور یہ کرنے کے دوران آموں سے لائے ہوئے رشتہ کو دیکھ کر بغیر شاہزادہ کا پاس ادب کئے نہایت شوخی و دلربائی سے اُچھل کر ایک آم توڑا اس انداز سے کہ جو سہانہ انداز دہری و دلربائی تھا شاہزادہ پر خود فراموشی طاری کر دی اور دوش و پارسی کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا۔

باقی اگلے صفحہ پر حاشیہ ملاحظہ ہوا

⑥ حفظِ ماتم

جس وقت داراشکوہ سے مقابلہ کے واسطے اورنگ آباد سے کوچ کر کے شہر سے چار میل دور فاصلے پر خمیرہ نصب کئے گئے تو حکم ہوا کہ یہاں پر دس روز قیام ہوگا۔ تاکہ لوگ اپنی ضروریات کا سامان مہیا کر لیں۔ کسی کو اس کے خلاف عرض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ: عجب کبرندہ دل سے بود در عاشق رہا نہیں
نگاہے آشنائے یار بیش از آشنائیں

اپنی خالہ مکرّم سے نہایت اصرار اور سماجت کر کے اسکو حاصل کیا اور اس تمام زہد و ورع خشک اور تقویہ و تقشف کے باوجود اس کے دلدارہ اور شیفٹہ ہو گئے اور شراب کا پیالہ خود اپنے ہاتھ سے بھر کر اسکو دیتے تھے۔

کہتے ہیں کہ ایک روز اس نے بھی قدح شراب بھر کر شاہزادہ کے ہاتھ میں دیا اور اصرار کیا ہر چند انہوں نے عجز و نیاز سے کام لیا لیکن علی اس خالہ نے ایک دُسنی۔ ناچار شاہزادہ نے چاہا کہ پی ہائے تو اس عباد و طراز سیارہ نے خود پیالہ پھین لیا اور کہا کہ فرض تو امتحانِ محبت تھی نہ یہ کہ اس آپ پر شر و شور سے آپ کی تلخ کامی اور بدترکی۔ اس عشق بازی نے یہاں تک سر اٹھایا کہ اعلیٰ حضرت شاہجہان ملک الملاح پہنچ۔ داراشکوہ کو تو دل عناد تھا ہی۔ اس حکایت کو چغتوڑی اوشمات کی بنیاد بنا کر اعلیٰ حضرت سے کہا اس مکار و ریا کار کو صلاح و تقویٰ سے کیا کام۔ خود کو اپنی خالہ کی ایک کنیز کے پیچھے بر باد کر دیا۔

قصائے الہی کہ عین شباب میں بہارِ زندگی پر خیز چھا گئی اور شاہزادہ کو اپنے ابدی پھر کے داغ میں مبتلا کر دیا۔ اس کا مقبرہ اورنگ آباد میں تالابِ کلاں کے متصل ہے۔ اس کی وفات کے دن شاہزادہ کا رنج سے بُرا حال تھا۔ (آثرالامراء ج ۲ ص ۹۷، ۹۸) قادری) باقی اگلے صفحہ پر

مگر نجابت خاں نے جو بہت ہی مخلص عقیدت مند اور باہمت تھا عرض کیا :
”کوچ کا حکم صادر فرمانے کے بعد اتنی مدت تک اس مقام پر اس طرح قیام کرنا
دشمنوں کے واسطے جرأت کا باعث ہوگا۔“

آپ نے مسکرا کر فرمایا : ”جرأت کی تفصیل بیان کرو تو پھر جواب دیں۔“
اس نے عرض کیا : ”جب ہمارے یہاں اتنے عرصہ تک ٹھہرنے کی اطلاع دشمن کو ہو
جائیگی تو وہ ایک عمدہ سی فوج ہمارا راستہ روکنے کے واسطے روانہ کرے گا۔“

اورنگ زیب نے فرمایا : ”اصل مصلحت تو یہی ہے۔ اگر ہم جلدی بڑھے چلیں تو تمام فوج
سے مقابلہ کرنا ہوگا اور یہاں ٹھہرے رہنے کی صورت میں فوج کے صرف ایک حصہ سے
مقابلہ کرنا ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ ایک حصہ کو شکست دینا تمام فوج کو شکست دینے سے
کہیں زیادہ آسان ہے۔ اور اگر دارا شکوہ خود آنے کی جرأت کریں اور زبرد کو پار کر چلیں
تو ان کی حالت ان اشعار کے مصداق ہوگی۔“

آں کس کہ زامن و وطن دُور شود
بیچارہ مستمند و مہجور شود
در آب ہنر بر مید مامی گردد
در خاک ہنگ طعمہ مور شود

یہاں پر قیام کرنا اس مصلحت کی بناء پر ہے بعض دفعہ وقتی نہیں ہے بلکہ اس

بیتہ شاعر صفحہ گذشتہ : ہمارا نامہ سرکار کا خیال ہے کہ حمید الدین خاں کے بیان کردہ قصہ میں متعدد
اغلاط ہیں۔ بیعت خاں نے ممتاز محل کی بڑی بہن سے شادی کی تھی جبکہ نام ملکہ بانو تھا صاحبزادہ
نہیں تھا۔ وہ شاہجہان کی تخت نشینی ۱۶۲۸ء کے وقت خاندیش کے گورنری سے برطرف کر دیا
گیا تھا اور پھر کبھی مامور نہیں ہوا۔ ملکہ بانو کی انتقال ۱۶۲۵ء اگست ۱۶۴۱ء کو ہوا۔

(ٹھہرنے) میں جو بات ابھی بیان کی اس کے علاوہ ایک دوسری مصلحت بھی ہے۔
اور وہ یہ ہے کہ ہمارے ساتھ ہوا امراء اور غریبوں میں ان (سب) کی کیفیت اچھی
طرح معلوم کی جائے۔ جو شخص باوجود خوشحال ہونے کے ہمراہ جانے میں ہچکچاتا ہے
اسکو یہیں سے (ساتھ) نہ لیجنا بہتر ہے۔ کیونکہ آئندہ (پھر) یہ بات زیادہ پریشانی
کا باعث ہوگی۔ پھر (اس کے علاوہ) جلدی کوچ کرنے کی صورت میں بعض امراء
(جن کی نیتیں مشکوک ہیں) اور جن سے نفاق و فساد کا اندیشہ ہے وہ (عمداً) تغافل و
تساهل سے کام لیں گے۔ اور چونکہ ہمارا فاصلہ ان سے زیادہ ہو جائے گا (اس خیر
کا) تدارک بھی مشکل ہو جائے گا۔ (اور صرف یہ صورت باقی رہ جائے گی کہ) یا تو ان کو مجبوراً
اسی حالت میں چھوڑ دیا جائے اور یا پھر دوبارہ لوٹ کر ان سے باز پرس کی جائے۔“
جب نجابت خاں نے یہ بات سنی تو قدموں میں گر پڑا، قدم بوسی کی اور عرض کیا
”اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ“ اللہ بہتر جانتا ہے کہ اپنے پیغام کو کہاں بھیجے۔

اور اس کرامت آمیز گفتگو کی صداقت (فوراً) یوں معلوم ہو گئی کہ شاہنواز خاں
جو دکن کے افسران میں سے تھا پہلے کوچ میں ساتھ نہ آیا اور دوسرے کوچ پر عرض کیا
”چونکہ میں اعلیٰ حضرت (شاہجہان) کا نوکر ہوں اس لئے مجبوراً (میرے واسطے اور
کوئی چارہ کار نہیں سوائے اس کے کہ) فقراء کی طرح (بے تعلق ہو کر یہاں ٹھہرا ہوں
مجھے دارا شکوہ سے کوئی (خاص) تعلق نہیں ہے۔ میری ایک (ڑکی) حضور کے نکاح میں
ہے اور دوسری مراد بخش کے نکاح میں ہے۔ دارا شکوہ سے مجھے کوئی (ایسا خاص)
تعلق نہیں ہے جس کی پاسداری (مجھے) منظور ہو۔ اور حضرت خوب واقف ہیں
کہ میں نے کسی قیام یا جنگ میں کوئی کمی یا کوتاہی نہیں کی ہے جس کی وجہ سے مجھ پر
بدولی یا بزدلی کا شک کیا جاسکے۔“

(اورنگ زیب نے) فرمایا : ”واقعاً حق نیک اور کرنا شرفاد کے لئے کوئی عجیب

بات نہیں ہے۔ لیکن یہاں پر ہمارا (آج کل) قیام ہے۔ چند روز تک ہم تم سے ملاقات رکھیں گے اور اس کے بعد کوچ کے وقت تمہیں اجازت دے دیں گے۔ اور فقراؤ کی طرح ٹھہرے رہنا کیا ضروری ہے؟

(اس نے) عرض کیا: ”یہ صورت بھی بندگ کے خلاف ہے (چونکہ میں شاہجہان کا نوکر ہوں اس لئے) غلام کی عزت افزائی کرنا بھی اعلیٰ حضرت ہی کا کام ہے۔“

اس کے بعد شہر کیا گیا کہ (اورنگ زیب کو) اس سال کا مرض ہو گیا ہے جو امرا و عیاد کے واسطے آتے تھے ان کے لئے حکم تھا کہ ایک ایک کر کے آئیں اور نوکروں کو باہر ہی چھوڑ کر (تہنہ) آئیں۔ چنانچہ دوسرے روز جب مرزا شاہنواز خاں آیا تو شیخ میر نے فوراً اس کو گرفتار کر کے اس کے ہاتھ اور گردن باندھ دی۔ ہتکڑیاں اور زنجیریں پہنا کر ہاتھی پر ایک ہود میں بٹھا دیا اور اُس وقت کوچ کا حکم دے دیا۔ برہان پور پہنچ کر اس کی قید کر دی گئی۔ داراشکوہ پر فتح پانے کے بعد زیب النساء بیگم کی سفارش پر جنہوں نے تین روز سے بھوک ہڑتال کر رکھی تھی کہ جب تک میرے نانا کو رہا نہ کر دیا جائے گا میں کھانا نہ کھاؤں گی۔ انتہائی غصہ اور غضب کے ساتھ (اورنگ زیب) نے (اس کی) رہائی کا حکم دیا اور چونکہ مراد بخش کے احمد آباد سے چلے آنے کے بعد وہ صوبہ بالکل خال تھا (اس کو) وہاں کا صوبہ دار مقرر کر دیا۔ لیکن (اورنگ زیب) فرماتے تھے کہ ”مجھے اطمینان نہیں ہے۔ میں نے مجبوراً (رہائی) کا حکم دیا ہے۔ (خیر) آئندہ دیکھا جائے گا۔ چونکہ وہ) سیدھے اس لئے قتل کا حکم بھی نہیں دیا جاسکتا۔ لیکن مثل مشہور ہے کہ ”سر بریدہ سخن نہ گوید“ (مراہو انسان بات نہیں کہتا ہے) چنانچہ جو کچھ (اورنگ زیب نے) فرمایا تھا وہ ظاہر ہو کر رہا۔ داراشکوہ کے بھاگ جانے کے بعد اجمیر کی لڑائی میں وہ اس سے مل گیا اور عین لڑائی میں مارا گیا۔

حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو:

⑤ جرأت و دلیری

جس روز شجاع سے جنگ ہونی والی تھی اس سے پہلے رات کو جب تین گھنٹی رات گزر چکی تو (اورنگ زیب کے پاس) اطلاع پہنچی کہ حبوت سنگھ جس کے سپرد ہراول کی حفاظت تھی مع اپنی چودہ ہزار پیادہ و سوار فوج کے شجاع سے مل گیا اور چلتے چلتے شاہی فوج کے جانوروں اور آدمیوں پر بھی سخت دست درازی کرتا گیا۔ چنانچہ تمام لشکر کا انتظام درجہ برہم ہو گیا اور اکثر آدمی انتہائی پریشان ہو کر اس بدبخت (حبوت رائے) کی فوج میں مل کر ساتھ چلے گئے۔ حضرت اس وقت نماز تہجد اور اوراد و وظائف میں مشغول تھے۔ یہ سُن کر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ”اگر جانتے تو جانے دو“ اور کوئی دوسری بات ارشاد نہ فرمائی۔ اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر میر جملہ کو بلا کر فرمایا: ”کہ اس صورت میں یہ بھی خدا کی مہربانی ہی تھی۔ اگر یہ منافق جنگ کے دوران میں ایسا کرتا تو تدارک بڑا مشکل ہو جاتا۔“ اس کے بعد سواری کے تیار کرنے اور نقارہ کے بجانے کا حکم دیا اور خود (دفعہ نفیس) سوار ہو کر باقی رات ہاتھی کی سواری میں بسر کی۔ پو پھٹنے پر معلوم ہوا کہ

حاشیہ صفحہ گذشتہ: ۵ فروری ۱۶۵۸ء کو اورنگ زیب تخت و تاج کی جنگ کیلئے اورنگ آباد سے چلا۔ شہر سے چار میل شمال مشرق کی جانب بمقام ہرول ایک دن قیام کیا۔ لیکن برہان پور میں ایک مہینہ ۱۸ فروری تا ۲۰ مارچ قیام کیا۔ شاہنواز خاں صفوی نے اورنگ زیب کے ساتھ کوچ نہیں کیا بلکہ مختلف بہانوں سے برہان پور ہی مقیم رہا۔ اسلئے اورنگ زیب نے ۲۵ مارچ کو منڈوہ پہنچنے پر محمد سلطان اور شیخ میر کو واپس برہان پور بھیجا تاکہ شاہنواز خاں کو گرفتار کر کے برہان پور کے قلع میں قید کر دیا جائے۔ شاہنواز خاں سید النسب تھا اور اورنگ زیب خستہ تھا تب کے آخر میں اورنگ زیب نے ملتان سے اسی رہائی کا حکم دیا اور گجرات کا صوبہ دار مقرر کیا۔ اجمیر کی لڑائی میں ۱۲ مارچ ۱۶۵۹ء کو مارا گیا۔ (دج۔ ن۔ م)

شجاع کی فوج بائیں جانب سے توپ خانہ سے فائر کرتی ہوئی چلی آ رہی ہے۔ جن لوگوں کی فضا آگنی تھی وہ مائے گئے۔ اپنے فیل بان کو حکم دیا کہ ہمارا ہاتھی کسی نہ کسی طرح شجاع کے ہاتھی کے پاس پہنچا دو۔ اس وقت مرشد قلی خاں نے جو ساتھ ہی تھا عرض کیا: ”اس طرح کی جرأت بادشاہوں کے قاعدہ کے خلاف ہے۔“

(آپ نے) فرمایا: ”ہم ابھی تو بادشاہ نہیں بنے ہیں، لوگ اسی طرح کی جرأت کے بعد بادشاہ بن جاتے ہیں۔ اور بادشاہ بن جانے کے بعد اگر جرأت میں فرق پیدا ہو جائے تو سلطنت باقی نہیں رہتی۔“

عروسِ ملکن کے در بغل بگیر دستگ
کہ بوسہ بر لب شمشیر آب دار زند

⑧ بارہ وصیتیں

احمد شہ الصلوٰۃ علی عبادی الذین اصطفیٰ ورضا۔

(میری) چند وصیتیں ہیں:

پہلی یہ کہ اس عاصی غرق معاصی کو پاک و مقدس تربت حسین علیہ السلام کی چادر میں لپیٹا اور کفن یا جلانے کیونکہ گنہوں کے سمندر میں غرق شدہ لوگوں کے لئے سوائے اس درگاہ سے التجا کے رحمت اور مغفرت نہیں ہے اور اس سعادتِ عظمیٰ کا سامان (یعنی چادر تربت مقدسہ و مطہرہ) فرزند ارجمند بادشاہ زادہ عالی جاہ کے پاس ہے۔ اس سے

لے لیا آفس لائبریری کے نسخہ (نمبر ۲۳۸۸) میں یہ عبارت اس طرح درج ہے۔

”یہ معلوم ہوا کہ اورنگ زیب کی فوج داراشکوہ کی فوج سے چوتھاٹی بھی نہ تھی۔ تھوڑی دیر تو پانچاڑ سے لڑائی ہوئی۔ وہ (شجاع یا اورنگ زیب) بائیں جانب سے مع اپنے ہراول کے آگیا۔“

لے لیا جائے۔

دوسری یہ کہ ٹوپیا خیسنے کی (جو) مزدوری (میں نے جمع کی ہے) چار روپے دو آنے وہ آئیہ بیگم، محل دار کے پاس ہیں (اس سے) لے لیں اور اس بے چارہ (اورنگ زیب) کے کفن پر خرچ کریں اور قرآن (شریف) کی کتابت (سے جمع کئے ہوئے) تین سو پانچ روپے میرے صرف خاص میں ہیں وفات کے دن فقراء کو دیدیئے جائیں۔ وجہ یہ ہے کہ فرقہ شیعہ کے نزدیک کتابت قرآن کی اجرت میں ناجائز ہونے کا شبہ ہے (اس رقم کو) کفن و دفن کی ضروریات میں صرف نہ کریں۔

تیسری یہ کہ باقی جو ضرورت (اخراجات کی) ہو وہ بادشاہ زادہ عالی جاہ کے وکیل سے لے لیں۔ کہ اولاد میں وہی قریبی وارث ہیں۔ اور ملت و حرمت ان ہی کے ذمہ ہے اس بے چارہ سے باز پرس نہیں کہ مردہ بدست زندہ۔

چوتھی یہ کہ وادی گمراہی کے اس سرگشتہ کو برہنہ سر دفن کریں۔ کہ جس تہ روزگار گنہگار کو بادشاہ عظیم الشان (خدا کے تعالیٰ) کے سامنے لے جائیں گے تو البتہ وہ رحم کا مستحق ہوگا۔

پانچویں یہ کہ تابوت کے صندوق کے اوپر معمول کھڑا سفید کپڑا جسے گزی کہتے ہیں ڈالیں اور شامیانہ (دک) (مغنیوں کی) یا مولود کی بدعت سے احتراز کریں۔

چھٹی یہ کہ والی ملک پر واجب ہے کہ ان بے کس خانہ زادوں کی مداخلت کرے جو اس بے شرم گنہگار (اورنگ زیب) کے ساتھ دشت و صحرا میں مائے مائے پھرتے رہے ہیں۔ اور اگر ان سے واضح طور پر بھی کوئی قصور سرزد ہو تو جس عفو اور درگزر سے کام لے۔

ساتویں یہ کہ ایرانیوں سے بہتر دفتری کام (متصدی گری) کے لئے کوئی اور نہیں ہے اور جنگ میں بھی حضرت جنت آشیان (شاہجہان) کے عہد سے لیکر اب تک اس فرقہ

میں سے کسی ایک نے معرکہ سے روگردانی نہیں کی، نہ ان کے پائے استقامت کو لغزش ہوئی۔ اس کے علاوہ انہوں نے کبھی خود سری اور ناک حرامی نہیں کی لیکن چونکہ عزت کے بہت زیادہ طالب ہیں اس لئے ان کے ساتھ نبھانا بہت مشکل ہے لیکن بہر حال نبھانا چاہیئے اور ناممکن کو ممکن کرنا چاہیئے!

آٹھویں یہ کہ تورانی فرقہ کے لوگ سپاہی مقرر ہیں۔ وہ تاخت و تاراج کرنے، شہنوں مارنے اور قید و گرفتار کرنے میں بہت اچھے ہیں اور عین جنگ کی حالت میں پسپائی سے کہ جس کا ترجمہ ”تیر کو روک لینا ہے“ انہیں کوئی دوسرا دھڑکاؤ یا مخالفت و شرمندگی نہیں ہوتی۔ اور ہندوستان کے جہل مرکب سے کہ سر جاتے مگر قدم نہ ہٹیں۔ بصد مرحلہ دور ہیں۔ بہر حال اس جماعت پر رعایت کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اکثر جگہ جہاں یہ لوگ کام آتے ہیں دوسرے کام نہیں آتے۔

نویں یہ کہ لازم السعادات، سادات بارہ کے ساتھ احترام و رعایت میں کوئی فروگزاشت نہیں کرنی چاہیئے اور قریب والوں کو انکاحی دو: کی آیت شریفہ کے بموجب عمل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ آیت کریمہ ”کہد تبکے کہ میں تم سے اسپر کوئی اجر طلب نہیں کرتا بجز اس کے کہ میرے عزیزوں سے محبت کرو“ کے بموجب یہ جماعت اجر نبوت ہے۔ اس میں ہرگز کوتاہی نہ کرنی چاہیئے کہ دنیا و آخرت میں خیر و فلاح کا باعث ہے۔ لیکن سادات بارہ کے ساتھ احتیاط کرنی چاہیئے۔ محبت باطنی میں تو کوئی کمی نہیں کرنی چاہیئے لیکن بحسب ظاہر ان کے مرتبہ کو بڑھانا نہیں چاہیئے۔ کیونکہ ملک کا شریک غالب، ملک کا طالب بن جاتا ہے۔ اگر باگ ڈور ذرا بھی ڈھیلی پڑی تو ندامت ہوگی۔

دسویں یہ کہ جہاں تک مقدور ہو وال ملک اپنے آپ کو نفل و حرکت سے معاف نہ رکھے اور ایک جگہ بیٹھے پسنے سے احتراز کرے کہ جو بڑی ہر تو آرام کی صورت ہے لیکن حقیقت میں ہزار مصیبت و آلام پیدا کرتی ہے۔

گیارھویں یہ کہ لڑکوں (اولاد) پر ہرگز اعتماد نہ کریں اور اپنی زندگی میں (قریبی) مصاحبت نہ دیں۔ کیونکہ اگر اعلیٰ خدمت (شاہجہان) داراشکوہ کے ساتھ ایسا سلوک نہ کرتے تو یہ نوبت تک نہ پہنچتی۔ اور اسکو ہمیشہ مد نظر رکھیں کہ ”بادشاہ کا قول ہمیشہ بانجھ ہوتا ہے“

بارھویں یہ کہ سلطنت کا عمدہ رکن ملک کی خبریں اور اطلاعات ہیں اور عظم بھر کی غفلت سالہا دراز کی ندامت کا باعث بن جاتی ہے۔ مقہور شیوا (جی) کا فرار (ہماری) غفلت سے ہوا۔ اور (نتیجہ) آخر عمر تک سرگردانی و پریشانی باقی رہی۔ بارہ (کا عدد) مبارک ہے اور وصیت کا اختتام بھی بارہ پر کیا جاتا ہے۔

۷ اگر دریافتی دانشت بوس
وگر غافل شدی افسوس افسوس

⑨ بہادر شاہ کی نظر بندی

جب محمد معظم بہادر شاہ کو قید کرنے کے واسطے طلب کیا تو وہ تسبیح خانہ میں آکر حاضر ہوئے (اورنگ زیب نے) بختاور خاں داروغہ خوشبو کو حکم دیا کہ ”جو عطر بابا (بہادر شاہ) پسند کریں وہ پیش کیا جائے۔“

بہادر شاہ نے عرض کیا: غلام کی کیا مجال ہے کہ خود کچھ پسند کرے جو کچھ بھی (حضور) ازراہ کرم عنایت فرمائیں گے بہتر ہی ہوگا۔“

(اورنگ زیب نے) فرمایا: ”یہ حکم بھی ازراہ کرم ہی دیا گیا ہے“

بہادر شاہ نے بختاور خاں سے کہا ”عطر فتنہ و فساد کے علاوہ جو عطر بھی ہو اچھا ہے“

(اورنگ زیب نے) فرمایا ”ہاں — ہم نے بھی اسی امتیاط کی بناء پر تمہیں یہ تکلیف

دی ہے۔“

جب عطر پیش کیا گیا تو حکم دیا کہ ہتھیار جسم سے اتار کر ہمارے پاس آؤ تاکہ ہم خود اپنے ہاتھوں سے عطر ملیں۔ عطر لگانے کے بعد (بہادر شاہ نے) سلام کیا (اسکے بعد) خود (اورنگ زیب) اٹھ کھڑے ہوئے اور محرم خاں کو حکم دیا کہ حمید الدین خاں کی مدد سے (بہادر شاہ) کے چاروں لڑکوں کے (بھی) ہتھیار اتار لئے جائیں۔ اور ان پانچوں کو (وہیں پر) بٹھائیں۔ چنانچہ جب (ہتھیار اتارنے کی نیت سے) محمد معز الدین کی طرف بڑھے تو اس نے توار کے قبضہ پر ہاتھ رکھا (یہ دیکھ کر) بہادر شاہ کو انتہائی غصہ آیا اور کہا ”بد بخت اپنے قبضہ و کعبہ کی حکم عدول کرتا ہے چنانچہ (پھر) اپنے ہاتھ سے اس کے ہتھیار اتار کر محرم خاں کے حوالہ کر دیئے دوسرے لڑکوں نے بھی اپنے آپ (ہیں) ہتھیار اتار دیئے۔ جب (اس بات کی) اطلاع حضرت (اورنگ زیب) کو پہنچی تو فرمایا کہ ”تبیخ خانہ (ان کے لئے) چاہِ یوسف بن گیا ہے تو اب وہ یوسف کا (مرتبہ و) جاہ (بھی) حاصل کر لیں گے۔“

⑩۔ بہادر شاہ کو نصائح

جس روز بہادر شاہ کو رہا کیا گیا اس دن (اسکو) اپنے پاس بلا کر فرمایا چونکہ مجھ جیسا باپ تم پر خوش ہے اس لئے سلطنت تمہی کو نصیب ہوگی۔ مجھے البتہ اعلیٰ حضرت (شاہجہان) کی رضامندی و رکار نہ تھی کیونکہ وہ داراشکوہ کو چاہتے تھے اور داراشکوہ ہر وقت اہل یزد اور جوگیوں کی صحبت میں رہنے سے بے ایمان ہو گیا تھا۔ (ہماری) فتح و فتوح کا سبب صرف سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کی امداد تھا۔ تمہیں کچھ نصیحتیں کی جاتی ہیں ان کو یاد رکھنا۔ اگرچہ (ہمیں) یقین ہے کہ ان پر عمل کرنا تمہاری طبیعت سے بعید ہے لیکن شفقتِ پدری کی وجہ سے اور تمہاری محنت و اطاعت پر (خوش و کریم

تمہیں نصیحتیں کرتے ہیں۔

پہلی یہ کہ بادشاہ کو لطف و قہر کے معاملہ میں جاؤ اعتدال پر رہنا چاہیئے۔ ان (لطف و قہر) میں سے جو بھی زیادہ ہو جائے گا (وہی) سلطنت کی تباہی کا سبب ہوگا۔ کیونکہ زیادہ لطف (دوہرانی) سے لوگوں کی بُرائیاں بڑھ جاتی ہیں۔ اور (ایسی طرح) زیادہ قہر سے بھی لوگوں کے دلوں میں نفرت بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ اس عاجز (اورنگ زیب) کے عم (محترم) سلطان الغ بیگ باوجود اپنے فضل و کمال کے خوزیری میں ذرا نہ بچھکتے تھے۔ اور ذرا ذرا سے جرم پر (بے دریغ) قتل کا حکم دیدیتے تھے۔ ان کے لڑکے عبداللطیف نے ان کو قید کر کے نہاوند کے قلعہ بھیج دیا۔ راستہ میں انہوں نے ایک شخص سے پوچھا ”ہماری حکومت کے زوال کا سبب تمہارے نزدیک کیا ہے؟“ اس نے جواب دیا ”آپ کی خوزیری کہ اس کی وجہ سے لوگوں (کے دلوں) میں (آپ کی طرف سے) نفرت پیدا ہو گئی۔“

(اور وہ یہ نہ کرنا چاہیئے) جو ہمارے جدِ امجد ہمایوں بادشاہ نے کیا۔ تساہل جنو بیجا اور تغافل کہ باوجود اس کے کہ ہنگال میں شیر خاں کی درست درازیوں کی اطلاع برابر ان تک پہنچتی رہی۔ لیکن وہ تغافل برتتے رہے اور (شیر خاں کے) باپ حسن صدر کو سرزنش کرتے رہے کہ تم اپنے بیٹے کی حرکتیں دیکھتے ہو اور اس کو تہدید نہیں کرتے۔ وہ جواب دیتا کہ اب اس کا کام لکھنے کی حد سے گزر گیا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ حضرت کی غفلت کیا رنگ لائے گی۔

دوسرے یہ کہ بادشاہ کو ہرگز فراغتِ شعاری اور آرام طلبی نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ یہ عادت ملک و سلطنت کی تباہی و بربادی کی سب سے بڑی وجہ (ہوتی) ہے۔ اور جہاں تک ہو سکے ہمیشہ حرکت کرتے رہنا چاہیئے۔

سے بادشاہ و آبرا در یک مکان بودن بدست آب می گزند ز بدن شہر و دہان دست

اور سے در سفر باشد شہان را حرمت و عیش و وقار
شکر آرام و تنعم من کند بے اعتبار

تیسرے یہ کہ لوگوں کے تقرر میں غور و فکر سے کام لینا چاہیے اور جس شخص کو جس کام کے لائق دیکھو اس پر (اسے) مقرر کر دو۔ (کیونکہ) لوہے سے بڑی کام لینا عقل مندی کے خلاف ہے۔ بڑے کام پر چھوٹے آدمی (بھی) مقرر نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ بڑے آدمیوں کے لئے ادنیٰ کام کرنا باعثِ ننگ ہے۔ اور چھوٹے آدمی کو (کسی) بڑے کام کرنے کا سلیقہ نہیں آتا۔ (اور اس طرح پر) تمام نظام حکومت میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔

⑪ احکام

جس محمد معظم بادشاہ کو قید سے آزاد کیا بڑے فضل اور عنایت فرما کر نصرت کے روز ارشاد فرمایا کہ اگرچہ ضرورت کی بناء پر اور کوئی چارہ کار نہ ہونے کی بناء پر تمہارے تمام تباہ کن افعال کی سزا کے طور پر چند سال تمہیں قید میں رکھی لیکن سلطنت کی قومی علامت بھی یہی ہے کہ سلطنت و جاہ حضرت یوسف بھی مشروط بہ حبس تھی۔ انشاء اللہ لغال تمہارے واسطے بھی ایسا ہی ہوگا۔ اسی امید پر خود اپنی زندگی میں ہندوستان بہشت نشان کو تمہارے حوالے کر دیا ہے۔ ہمارے زائچہ کے احکام بتوں فاضل خاں علاء الملک نے ہمارے روز ولادت کے بعد وفات تک کے کچھ ٹیٹے ہیں۔ تجربہ مطابق تمام کے تمام اسی طرح ظہور میں آئے ہیں۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ اس سلطنت

سے تیمور کا بیٹا مرزا الغ بیگ جو فلکیات کا عالم و ماہر تھا۔ ۱۴۲۹ء تک سر قند بادشاہ تھا۔ اس کے بیٹے عبداللطیف نے اسکو تخت سے اتار کر قتل کر دیا۔

(یعنی حکومت عالمگیری) کے بعد جو سماک رائج اور سماک اعزل کو جد کر نیوال اور درجہ طالع کے اعلیٰ مقام میں واقع ہے ایک ایسا بادشاہ عمل میں آئے گا کہ جو بے خبر، تنگ نفس، معدوم الغر ہوگا۔ اور اس کی تمام باتیں ناقص اور تمام تدابیر خام ہوں گی بعض اشخاص کے لئے اس قدر شاداب و فیاض کہ غرق کر دینے کے قریب اور دوسروں کے لئے اس قدر خشک کہ زوال کا خوف ہو۔ یہ تمام صفات حمیدہ اور محالہ پسندیدہ تمہاری ذات میں موجود ہیں۔ اگرچہ ایک لائق وزیر جس کا ہمیں تجربہ ہے اور ہم نے مہیا کر دیا ہے اسے تمہارے بعد بھیجیں گے۔ لیکن اس کا کیا فائدہ ہے۔

سلطنت کے چاروں رکن یعنی چاروں اولادیں ہرگز اس بیچارہ کو اس کے حال پر نہ چھوڑیں گی کہ وہ کوئی کام کر سکے۔ ان حالات کے باوجود بھی وہ ہاتھ پاؤں مارے گا کہ کاروبار و انتظام کو رونق ہو۔ لیکن وہی علم طب والا قاعدہ ہے کہ جب تک مادہ (فاسد) اصلی بدن سے خارج نہ ہو اسافل بدن میں خواہ کتنی ہی قوت ہو بالآخر کام ضعیف و کمزوری بلکہ فساد و زوال کو پہنچ جاتا ہے۔

یہاں بھی یہی صورت ہے۔ اگرچہ ہماری مقرر کردہ اور بیاباں پیائی سے ہمارے امام طلب اور مادر پدر بیزار خانہ زاد (ملازمین و حکام) ہماری حیات مستعار کے ختم

لے کتا علاء الملک توئی مخاطب ہر فاضل خاں فنون حکمت طبعی و ریاضی میں کیتاٹے روزگار تھا۔ علم ہیئت اور نجوم میں دوسروں سے بدرجہا ممتاز تھا۔ جلوس شاہجہانی کے سال نہم میں ایران سے ہندوستان آیا اور نواب آصف جاہی سے توسط پیدا کیا اور اس کا مصاحب ہو گیا نواب آصف جاہی کے ارشمال کے بعد جلوس شاہجہانی کے چند رحویں سال شاہی ملازمت میں داخل ہوا اور پانچ صدی پنجاہ سوار کا منصب پایا۔ لاہور کی نہر جو کئی لاکھ روپے کے صرف کے باوجود حسبِ دیکھا نہ بن سکی تھی اور اس کا بانی شہرکت پہنچ سکا تھا۔ باقی اگلے صفحہ پر

ہونے کی آرزو رکھتے ہیں لیکن ہمارے بعد ہمارے اس ناقدر دان فرزند کی بے تمیزی اور ناشناسی کے سبب جس بات کی آرزو ہمارے واسطے اب کرتے ہیں خود اپنے واسطے خدا سے اسی بات کی آرزو کریں گے۔

بہر حال محبت پدری کے باعث کہا جاتا ہے کہ اس قدر تلخ مست بن کر نہ سے متھوک دیں اور نہ اس قدر شیریں کہ مگھل بن جائیں۔ لیکن یہ نصیحت بھی بے جا ہی تھی کیونکہ تلخی تو اس فرزند میں ہٹی نہیں اس کے برادر عزیز کے حقے میں آئی ہے۔ اور اس زیادہ تمیز دار فرزند کے حقے میں تو بے نکلی ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں بھائیوں کو کمال اعتدال پر رکھے۔ آمین یا رب العالمین۔

(بقیہ ماضیہ صفحہ گذشتہ) فاضل خاں نے اپنے اہتمام سے اعلیٰ درجہ کی مکمل کراچی اور صاف و شفاف پانی دار اسطنت لاہور تک پہنچنے لگا۔ وہ ریاضی کے تمام فنون کی طرح حضرات نہر کا بھی ہر تھا۔ وہ دیوانی تہ۔ دار و گل عریض اور پھر خانہ سالوں کے عمدہ پر فائز ہوا اور برابر ترقی کرتا رہا۔ پنج و بدخشاں کی تسخیر سے پہلے فاضل خاں نے علم نجوم کے ذریعے ان ملکوں کی فتح استخراج کر کے شاہجہان سے عرض کر دی تھی۔ ان ممالک کی فتح کے بعد اس کے اصل منصب میں مزید اضافہ ہوا۔ جلوس شاہجہانی کے ۲۲ ویں سال سے فاضل خاں کا خطاب اور رہنمائی منصب عطا ہوا۔ خان مذکور باوصف جامعیت علوم معقول و منقول، سمجید روش، معاملہ فہم اور متب الرائے بھی تھا اور وزارت کے عہد منصب کا استحقاق رکھتا تھا۔ چنانچہ ۱۰۴۳ھ کو اس نے منصب وزارت بھی اے حاصل ہوا۔ کہتے ہیں کہ وزارت حاصل ہونے سے چند روز پہلے اس نے کہد یا تھا کہ میں وزارت کو پہنچتا ہوں مگر عمر وفا نہیں کرتی۔ چنانچہ اس ماہ کی ۲۰ ویں کو کہ وزارت کا چند صول دن تھا داعی اجل کو لبیک کہا۔

کہا جاتا ہے کہ علم نجوم سے حوا حکام اس نے شاہجہان اور (باقی اگلے صفحہ پر)

۱۲ ضابطہ شاہی

کابل کے واقعہ نگار نے لکھا "شاہزادہ محمد معظم نے عدالت کے وقت حکم دیا کہ چار طبیل بجاٹے جائیں" (اورنگ زیب) نے اپنے ہاتھ سے تحریر کیا کہ "جود الملک مدار المہام حسب الحکم تحریر کریں کہ چار طبیلوں کی جگہ چار ڈھول بجاٹے جائیں۔ عدالت میں لقارہ بجوانا بادشاہوں کا قعدہ۔ اگر خدا (تمہیں) دے گا تو (اس وقت) ہو جائے گا۔ (ابھی ہے) بے قراری کی کیا بات ہے؟"

۱۳ اولاد کی نگرانی

صوبہ کابل کے شرکا کی تحریر سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ محمد معظم بہادر نے جامع مسجد میں ثنات لکوا کر نماز کی سنتیں ادا کیں۔

اس اطلاع نامہ پر خود اپنے دست مبارک سے، تحریر فرمایا، حقیقتاً خوف و بزدلی سے جو اس قدرت میں داخل ہے۔ یہ بات کچھ بعید نہیں ہے، لیکن اس بزدلی کے ساتھ تھوڑا سا ہمارا خوف بھی ہونا چاہیے۔ اس کام کی جرأت کہ جو صرف سلطنت کے ساتھ مخصوص ہے کس طرح ہو سکی۔ اعلیٰ حضرت غفران مرتبت (شاہجہان) نے اپنی اولاد کے ساتھ اس درجہ سے بے پروائی سے کلام لیا

(بقیہ ماضیہ صفحہ گذشتہ) اورنگ زیب کے متعلق لگائے گئے حرف بحرف صحیح ثابت ہوئے چنانچہ خواص پور میں (احکام ۴۷) اورنگ زیب کے زانوں کو جو چوٹ لگی تھی اس کا ذکر بھی اس نے زانچہ اور احکام میں لکھ دیا تھا۔ (ماثر الامراء جلد ۳ ص ۵۲۳)

فاطمہ ایک دوسرے نسخہ میں وزارت کا تاریخ یا زخم بتائی گئی ہے اور با زخم کی نسبت یہی صحیح معلوم ہوتا ہے (قادی)

کہ حالات اس قدر بگڑ گئے۔

حاشیہ پر اپنے دست مبارک سے تحریر کیا ناظر کو (اس سزا میں کہ اس نے) اس بات کے متعلق کچھ نہیں لکھا درخواست کیا جاتا ہے۔ اور اس کے مرتبہ میں ایک صدی کی کمی جاتی ہے۔ محرم خان دوسرے ناظر مقرر کریں۔ واقعہ نگار اور سوانح نگار کی جاگیریں (بجائے سرکار) ضبط کر لی جائیں۔ منصب کی کمی اس لئے نہیں ہے کہ وہ (پھر) دوبارہ کام آئیں گے۔ ہر کار وہ بہت جلد تحقیق (حالات) کر کے حقیقت حال لکھے۔ اگر صحیح ہے تو صوبہ داری سے درخواست کر کے ہم اپنے حضور میں طلب کریں۔

۱۳) شایانہ اشغال

محمد معظم بہادر شاہ کے ناظر نے لکھا سر متد کے چکھلے سے روانگی کے وقت (محمد معظم بہادر شاہ نے) قبل خانہ کے داروغہ کے کان میں کچھ آہستہ سے کہا جس کو یہ فدوی (ناظر) نہ سن سکا۔ (سر متد) سے آٹھ میل نکلنے کے بعد ایک میدان میں دو مست باقیوں کی لڑائی کرائی گئی خود (محمد معظم بہادر) مع تمام ہمراہیوں اور سپاہیوں کے (باقیوں کی) جنگ کا تماشا دیکھتے رہے۔ اس کے بعد قیل بانو نے ان دونوں باقیوں کو الگ کر دیا (اور پھر) کوئی شروع ہو گیا۔ لیکن ان باقیوں کی لڑائی میں جاتی اور مالی کس قسم کا نقصان نہیں ہوا۔

عرض پر اپنے دست مبارک سے تحریر کیا (اس اطلاع کی) پہلی شوق جان کے خوف کی وجہ سے تھی۔ کیوں کہ (اس بات کا) اخفا ممکن نہ تھا۔ اور دوسری شوق یعنی (کس کا) جاتی اور مالی نقصان نہیں ہوا۔ لایح کی وجہ

سے ہے جو انسان کو اندھا اور گونگا بنا دیتی ہے۔ میر بخش ناظر کے منصب میں سے دو صدی کم کریں۔ اس کمی کی مناسبت سے جاگیر میں سے بھی کم کر دیا جائے۔ اور محمد الملک مدار المہام فرزند شاہی کی جگہ پر حسب الحکم شاہ نادان (مظلم بہادر) کو مقرر کریں کہ باقیوں کی جنگ شایانہ اشغال ہیں۔ اور ان بے کار ویسے حاصل آرزوؤں کے سبب (تم) بادشاہی تک جلد نہ پہنچ سکو گے۔ جب بھی اس کا وقت آئے گا اور وہ تمہارے نصیب میں ہوگی تب ہی مل جائے گی۔ جو چیز انسان کو خراب کرتی ہے وہ مقدر سے زیادہ اور وقت سے پہلے طلب کرتا ہے۔ ہم کو کیوں ناراض اور خود کو کیوں پریشان کرتے ہو؟

۱۵) وقائع صوبہ کابل

کابل کے خبر رساں سے معلوم ہوا کہ جب محمد معظم بہادر شاہ دوبار منعقد کرتے ہیں تو دوبار میں ایک مسند جو زمین سے ایک گز بلند ہے آراستہ کی جاتی ہے۔ اور اس پر بیٹھ کر وہ دوبار منعقد کرتے ہیں۔

عرض پر تحریر فرمایا۔

بہو سنس کار بر نمی آید در ہمہ کار لطف حق باید ترجمہ (محض ہوس سے کوئی مقصد نہیں پورا ہوتا۔ تمام کاموں میں لطف الہی شامل حال ہونا چاہیے۔)

تکبیر جہائے بزرگان نتوان زد بگداف مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی ترجمہ (صرف لاف و گداف سے بزرگوں کی جگہ حاصل نہیں ہو سکتی جب تک تم بزرگی کی علامتیں اور اسباب بھی نہ پیدا کر لو۔)

تعجب ہے کہ چند سال کی قید بھی اس احمق و مغرور (محمد معظم بہادر) کے دماغ کی اصلاح نہ کر سکی۔ دو طاقت ور گرز بردار جائیں اور اس کو

مرد دربار مسند سے اٹھا کر مسند کو توڑ ڈالیں اور اگر گزردار ایسے وقت پہنچیں کہ
ہمسند پر نہ ہو تو انتظار کریں اور جس وقت وہ دربار منعقد کرے اس وقت حکم کی
تعمیل کریں۔ نیز آیما کا نوا بعلوں (جو کچھ بھی وہ کرتے ہیں اس کے بدلے کے طور پر)
علی حضرت فردوس مرکان (شاہ جہان) نے اپنی اولاد کے ساتھ اس قدر تساہل
اور تغافل سے کام لیا کہ تا بعد ازئیس ہی معکوس ہو گیا۔

صوبہ ملتان سے محمد معظم بہادر شاہ کے محل کی محلہ رحیمہ بانو نے اطلاع دی
اکثر اوقات کہ رات کے وقت اپنی خلوت خاص میں تشریف لے جاتے ہیں تو سیاہی
اور نیم دان بھی ہمراہ ہوتا ہے۔ اور یہ قاعدہ کے خلاف ہو گا کہ اس وقت محل دار
اس کی نائب موجود ہو (حالانکہ) رخصت کے وقت حضور نے اس بوڑھی کنیز (حمیدہ
نوعمل دار) سے بالمشافہ فرمایا تھا اور بعد میں بھی ایک حکم نامہ میں درج فرمایا تھا
کہ جب بھی وہ (محمد معظم) قلم دان طلب کریں اس جگہ پر بوڑھی کنیز یا اس کی
اب شرف النساء موجود ہوں حقیقت حال تو یہ ہے۔ اس کے متعلق کیا حکم صادر
ہوتا ہے۔

اپنے درست مبارک سے تحریر فرمایا اگر خلوت خاص میں جانا ادب کے خلاف
ہے تو (ایسی حالت میں) قلم دان کو طلب کرنے پر (روک لینے میں کیا امر مانع ہے۔
بہر حال آئندہ کبھی بھی خلوت خاص میں قلم دان نہ بھیجا جائے اور ناظر کو حکم دیا گیا کہ
(خلوت خاص سے) باہر سوجیب بھی قلم دان کی ضرورت نہ ہو تو) حاضر کیا جائے اور
جب اور جب تک ضروری دستخط کے جائیں قلم دان سامنے رہے۔ اس کے بعد
ناظر اس کو سر مبارک اپنی نگرانی میں رکھے۔ اور اس اجڑی فرزندہ (محمد معظم) سے ناظر کہے
کہ چند سال کی قید سے (ابھی) عقل نہیں آئی۔ جو اس قسم کی جراتیں کی جاتی ہیں لیکن
اب بھی کچھ نہیں گیا ہے۔ دوری مانع تنبیہ نہیں ہے۔

اے ناظم، سچ مدال

TooBaa-Research-Library

احکام عالم گیری

باب دوم

شاہزادہ محمد اعظم شاہ کے متعلق

①۷ قلعہ برلی کا محاصرہ

قلعہ برلی کے محاصرہ کو (تقریباً چار ماہ گزر گئے تھے اور اس کے بعد برسا قریب آگئی۔ اس مقام (برلی) کا یہ خاصہ تھا کہ بارش بغیر ژالہ باری کے نہ ہوتی تھی۔ اسوجہ سے لشکر میں کافی تشویش پھیلی ہوئی تھی۔ شیخ سعد اللہ خاں نے محرم خاں کی معرفت عرض کیا: ”اگر بادشاہ زادہ (محمد عظیم شاہ) ناراض نہ ہوں تو ایک دن میں صلح ہو سکتی ہے۔“ (اس پر) فرمایا: ”آج صبر کرو کل جواب دے دیا جائے گا۔“

چھپنے کے وقت معلوم ہوا کہ شاہ زادہ (محمد عظیم شاہ) کو صلح کے بارے میں کچھ خاص پریشانی ہے۔ اور شیخ مذکور (سعد اللہ خاں) نے صلح کی شرط یہ رکھی ہے کہ قلعہ کے تمام آدمی بغیر کس مال و متاع کے (بالکل نہتے) قلعہ سے نکل جائیں۔ (یہ معلوم ہونے کے بعد حکم صادر فرمایا کہ تمام کام (خوب) پختہ کر لو۔ تاکہ (ہمارا) حکم ملتے ہی بلا کسی تاخیر کے فوراً قلعہ پر شاہی جھنڈا نصب کر دیا جائے۔ چنانچہ فرمان کے مطابق تمام کاروائی ختم ہو گئی۔

پہلے دن شاہ عالی جاہ (محمد عظیم شاہ) سے فرمایا: ”ہم کو نہ تو تمہاری خاطر منظور ہے

ورنہ صلح کوئی مشکل بات نہیں ہے اور دوسرا آدمی بھی یہ کام کر سکتا ہے۔ (انہوں نے عرض کیا) ”جو کام بھی مخدوم فرمائیں گے غلام کو اس سے اختلاف نہ ہو گا۔“ (اسپر اورنگ زیب نے) فرمایا ”پھر بعد میں تم مول ہو گے۔“ انہوں نے عرض کیا ”خادموں کی کیا مبالغہ ہے کہ اپنے پیر و مرشد کے (کسی) کام سے مول ہوں۔“ کچھ توقف کے بعد عرض کیا ”جو شخص صلح کے واسطے بیچ میں پڑ رہا ہے وہ کون ہے؟“ فرمایا ”شیخ سعد اللہ خاں“ (شاہزادہ محمد اعظم نے) عرض کیا ”تو بیشک حکم دے دیا جائے“ (اس وقت) شیخ سعد اللہ خاں مانہ نہ تھے۔ محرم خاں سے فرمایا کہ شیخ مذکور کو حکم پہنچادیں کہ فوراً قلعہ پر شاہی جھنڈا لہا دیا جائے۔ دو گھنٹی بعد جھنڈا نصب کر دیا گیا۔ اور فتح کی نوبت بچنے لگی۔ اعظم شاہ نے انتہائی بے دماغی اور تندہی سے عرض کیا ”ہم غلاموں کو اب زہر کھا کر مر جانا چاہیے کیونکہ یہ پاچی مصاحب بن گئے ہیں“ بادشاہ نے فرمایا:

”بے شک ہم سے پاچی پرستی واقع ہوئی ہے۔ (اب) ہم دونوں پاچیوں کو لشکر سے نکالے دیتے ہیں شیخ سعد اللہ بنگاہ جاٹیں اور تم کو صوبہ احمد آباد میں مقرر کیا جاتا ہے۔ اور پھر حکم دیا کہ سیادت خاں گرز برداروں کا داروغہ مع تمام گرز برداروں کے (اعظم شاہ کے) ہمراہ جائے اور (شاہی) لشکر کے تین کوس کے فاصلے پر سانپ گانوں کے مقام پر (اس کو قیام کرائے اور) (اعظم شاہ کو) اس کے موجودہ مستقر پر نہ جانے دے اور خود دربار برخواست کر کے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اعظم شاہ نے حیران و پریشان ہو کر جمعدۃ الملک اسد اللہ خاں کا وسیلہ ڈھونڈا۔ اسد اللہ خاں نے عرض کیا کہ (شاہزادے کو) دو دن کی مہلت دیجائے تاکہ بارش فراز کر جائے“ (اورنگ زیب نے) حکم دیا ”ہماری فرزندوں کے معاملہ میں دخل اندازی کرنے کا ملازموں کو کیا حق ہے؟“

اسد اللہ خاں اپنی درخواست پر (خود) پشیمان ہوئے۔

بہر حال گرز برداروں کے داروغہ کے ساتھ جا کر شاہزادے نے سانپ گانوں

کے مقام پر قیام کیا اور وہاں سے عرض بھیجی کہ ”موم جامہ کے واسطے موم دستیاب نہیں ہوتا۔ (اورنگ زیب نے) حکم دیا ”قیمت ادا کر کے شاہی گودام سے لے لیا جائے“ انہوں نے دوبارہ درخواست دی کہ (اس کی قیمت) غلام کے مقدرہ وظیفے میں سے وضع کر لیا جائے۔ اسپر اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا ”کوئی عقلمند نقد کو ادھار پر نہیں چھوڑتا کیونکہ وظیفہ میں سے وضع کرنے کے وقت تک (کون جانتا ہے کہ) کون زندہ ہے اور کون مر جائے۔ نقد قیمت دی جائے اور (موم) لے لیا جائے“ چنانچہ حکم کے مطابق عمل کیا گیا اور ایک ہزار دو سو روپیہ بھیج کر موم لے لیا۔

۱۸) عدل شاہی

بادشاہ زادہ محمد اعظم شاہ نے عنایت اللہ خاں کو لکھا کہ ان (شاہزادہ) کے عندداشت اور شکایت شہنشاہ عالم گیر تک پہنچا دی جائے کہ ”سید عدل شاہی ملازمت میں پشت منسوب رکھتا ہے اور غلام (محمد اعظم شاہ) کی جاگیر واقع مندر سور میں شراب نوشی اور جملہ بدعات کا مرتکب ہوتا ہے۔ (اس کے بارے میں شاہی حکم جاری) کیا جائے۔ اس کی جاگیر ضبط کر کے اس غلام (محمد اعظم شاہ) کو دے دی جائے تاکہ اس فتنہ کا سد باب ہو سکے“

(اس) عرض پر دست مبارک سے تحریر فرمایا:

”محتسب کا کام خود اپنے آپ کر لینا اور پھر جاگیر کی منطقی کی درخواست (بھی)

لے لے انڈیا انسٹیٹیوٹ بریسی فارسی نسخہ نمبر ۲۲۸۸ میں یہ عبارت اسی طرح درج ہے: ”یہ نہیں ہو سکتا یہ ادھار ہے ہم نے نقد دے دیے ہیں، لکھتا ہے کہ نقد ملنے کے وقت کون زندہ ہے اور کون نہ ہے۔ اب خود اپنی جیب سے ادا کرنا چاہیے اور (موم) لے لیا جائے۔“

کرنا پُر لطف بات ہے۔ ایک پشتی جاگیر ضبط کرنا محال ہے چہ جائیکہ سر پشتی کسی کی جاگیر
اس طرح کسی کے کہنے سے ضبط نہیں ہوتی۔ ملازمت میں وہ بابا محمد اعظم اور سید لعل سادی
درجہ رکھتے ہیں۔ اور دوسری طرف (سید لعل کی) سیادت ہزار درجہ زیادہ (قابل احترام)
ہے۔ صدر الصدور اس جگہ کے محتسب کو لکھیں کہ تحقیق کر کے حقیقت حال سے مطلع
کیا جائے۔ اکھنڈ اعلیٰ حضرت (شاہجہان کی طرح میں نے اولاد کو سر نہیں چڑھایا
ہے کہ (بعد میں ندامت ہو۔

۱۹) حزم و احتیاط

محمد اعظم شاہ کے خبر رساں سے اطلاع ملی کہ (اعظم شاہ) بغیر کسی حفاظت اور اطلاع
کے برنامہ کے قلعہ کا ملاحظہ کرنے کے لئے خندقوں کی طرف چلے جاتے ہیں۔ ہر چند
محل دار اور ناظر منع کرتے ہیں لیکن ان کے کہنے سے وہ نہیں مانتے اور ناظر اور محل دار
کی تحریروں سے بھی اسی قسم کی اطلاع ملی۔ (اس اطلاع نامہ) پر دستِ خاص سے
تحریر فرمایا:

”تعبیب ہے کہ اس لڑکے (محمد اعظم شاہ) پر ہماری صحبت کا ذرا بھی اثر نہیں ہوا۔
اور (وہ) احتیاط و دور بینی سے کوسوں دور ہے۔ اس کے ذہن میں اکھنڈ سوانقین
دگمان بد بھی حزم و احتیاط میں داخل ہے) نہیں ہے اور نہ آئے، ”ولا تلقوا یا ایہاکم
الی التعلتہ“ (اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو) کا اس کو خیال ہے۔“

مرغیکہ زیر کہ است دریں بوستان ہرا

گل را خیال چنگل شہباز می کند

خون من چکد ز زخم نمایاں ز خندہ اش

لیکے کہ بے ملاحظہ پروا بر می کند

از صحبت نیکان نشود طینت بد نیک

بادام ہماں تلخ بروں ہاشکر آید

ترجمہ: اس بات میں وہی پرندہ عقلمند کہا جاسکتا ہے جو پھول کو بھی شہباز کا پنجہ
خیال کرتا ہے جو چوڑے احتیاطی سے اڑتی پھرتی ہے اس کے مقبول کے
بدلہ میں اس کے زخموں سے خون ٹپکتا ہے۔ بد طینت انسان نیکیوں کی
صحبت سے نیک نہیں ہو سکتا جس طرح بادام کی تلخی شکر کے اندر بھی
باقی رہتی ہے۔“

(اصل) مردانگی شجاعت اور بے باکی میں نہیں ہے بلکہ خوشگن میں ہے۔

سے کمال مردی و مردانگی است خوشگنی

بوس دست کے راکہ ایں کماں شکند

ترجمہ: کمال مردی و مردانگی خوشگنی میں ہے اسکے ہاتھوں کو بوسہ سے
جس نے یہ کمان توڑ ڈالا۔“

۲۰) بدسلوکی کی سزا

محمد اعظم شاہ کی ڈیوڑھی کے ناظر بہروز خاں نے اطلاع کی کہ ”شاہزادہ نے نور النساء
محلدار کے ساتھ بدسلوکی کی اور اس کو احمد آباد کے شاہی باغوں کے معائنہ کے وقت
بمراہ نہیں لے گئے۔ محلدار (نور النساء) نے باہر (میر سے پاس) چمٹی بھیجی اور شاہزادہ
کی سواری کو منع کیا چنانچہ غلام (بہروز خاں) آیا اور کسی (شاہی) حکم (کے آنے تک)
شاہزادے کی سواری کو منع کر دیا۔ انہوں نے محلدار کو اپنی مجلس سے باہر نکال دیا۔“
(اس اطلاع نامہ پر) تحریر فرمایا کہ ”خواجہ قلی خاں مع اپنی فوج کے اور اس جگہ کے
(مقام) منصب دار اور راجہ زور متفق ہو کر ہمارے حکم ثانی تک اس (شاہزادہ) کی

سواری اور دربار کو بند رکھیں۔

دوسرے دن جب یہ خبہ بادشاہزادہ کو پہنچی۔ انہوں نے اپنی بہن بادشاہ بیگم زینت النساء کی معرفت درخواست بھیجی اور اپنے قصور کی معافی چاہی اور ایک راضی نامہ مع ناظر اور محل دار کی مہر کے بھیجا ان کی اس درخواست پر دست مبارک سے تحریر فرمایا کہ ”جاگیر کی تبدیلی موقوف کی جاتی ہے۔ لیکن اگر کوئی مال سزا دہی نہ دی گئی تو (آئندہ) اس قسم کی حرکتوں کی جرأت پھر باقی ہے گی۔ پچاس ہزار روپیہ اس جرم کی سزا کے طور پر اس نا عاقبت بین الحق و بے وقوف لڑکے کے وظیفہ میں سے وضع کر کے خزانہ عامرہ میں داخل کر دیئے جائیں۔

۲۱) نقصان کا معاوضہ

احمد آباد سے جو محمد اعظم شاہ کی صوبہ داری میں تھا۔ سو انجی نگار نے اطلاع دی : ”دشمنوں نے ہڈی اک فوج کے سردار جاناجی دالیہ نے احمد آباد سے ۸۰ میل کے فاصلہ پر سورت کی شاہراہ عام پر سودا گروں کو لوٹ لیا۔ جب یہ اطلاع شاہ حال جاہ محمد اعظم کو پہنچی تو فرمایا کہ ”یہ واقعہ سورت کے کلکٹر امانت خاں کی فوج داری میں ہوا ہے ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں“ اطلاع نامہ پر تحریر فرمایا ”شاہزادہ کے اصل منصب میں سے پانچ ہزار کم (کئے جائیں) اور سودا گروں کے بیان کے مطابق (ان کے نقصان کا) روپیہ (شاہزادے کے) وکیل سے لے لیا جائے (اگر یہ واقعہ) کسی اور شخص سے (اعلاوہ شہزادے کے) سرزد ہوتا تو تحقیقات کے بعد حکم جاری کیا جاتا۔ لیکن شہزادے کے واسطے بطور سزا کے بغیر تحقیقات کے حکم جاری کیا جاتا ہے۔ کیا کہنا ہے تمہاری شہزادگی کا کہ اپنے آپ کو امانت خاں سے بھی کم سمجھتے ہو جبکہ ہماری زندگی ہی میں تم سلطنت کی وراثت کا دعویٰ رکھتے ہو تو پھر ہماری زندگی ہی میں کیوں تم امانت خاں کو اپنی میراث کا

شریک نہیں بنالیتے؟

سے در دے کہ بادشاہ آئندہ علاج نیست
آں را کہ قتل نیست هیچ احتیاج نیست
ترجمہ: جو درد و اسے اچھا نہ ہو پھر اس کا کوئی علاج نہیں۔ جس شخص میں عمل نہیں اس کی کسی چیز کی ضرورت بھی نہیں۔

۲۲) گستاخی کی سزا

(ایک مرتبہ) محمد اعظم شاہ دربار میں کچھ عرض کرتے تھے۔ (لیکن) جب اپنے حسب فضا جواب نہ پایا تو کسی قدر طول ہو کر آگے قدم بڑھایا (یہاں تک کہ مستطاب پر (پاؤں) رکھ دیا۔ اور نگ زیب نے اس بات پر مکر ہو کر پردہ عدالت گرا دیا اور دربار برخاست کر دیا۔ اور (ساتھ ہی) شاہزادہ کا مجرا بند کر دیا۔ کسی کو اس معاملہ میں سفارش کی ہمت نہ رہی تھی۔ شاہ سلیم اللہ نے عرض کیا شاہزادے کا آگے قدم بڑھانا جرأت کی وجہ سے نہ تھا بلکہ ازراہ غفلت ایسا ہوا۔ ”من عفا واصلح فاجرة علی اللہ“ (جو معاف کر دیتے ہیں اور صلح کرتے ہیں ان کو اللہ اجر دیتا ہے) اس آیت کے نیچے بادشاہ نے تحریر فرمایا۔

سے از سائل نجات بہ بحر فنا فتاد

از حد خود کسی کہ قدم پیشتر گذاشت

”سب امتی کے کنہ سے موت کے سمندر میں وہ شخص گر پڑتا ہے جو اپنی حد سے باہر قدم رکھتا ہے“

۲۳) اورنگ زیب کا طنز

محمد اعظم شاہ نے چونکہ (خود) بدتمیز اور بد زبان واقع ہوئے تھے جناب مقدس (عالمگیری) کو جمعہ خاکروب سے تشبیہ دی جو دیوان خاص کی صفائی کے لئے مقرر تھا اس بات کی اطلاع اورنگ زیب کو ہوگئی ایک دن جبکہ (جمعہ خاکروب) دیوان خاص کا صحن صاف کر رہا تھا (اورنگ زیب نے) اعظم شاہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا "بابا اس خاکروب کے چار لڑکے ہیں" (اعظم شاہ نے) عرض کیا (اس کے تو ایک لڑکا ہے اور وہ بھی (ابھی) بچہ ہے" (اس پر ارشاد فرمایا "غلط کہتے ہو۔ مجھے تو یہ بھی اطلاع ہے کہ ان لڑکوں میں سے ایک ولایت بھی گیا ہے" یہ بات سنتے ہی اعظم شاہ مطلب سمجھ گئے اور نہایت شرمندہ ہوئے اور اپنی ہمیشہ زینت النساء بیگم سے گلگیا۔ کہ حضرت نے ذرا بھی میری والدہ صاحبہ کی رعایت و حرمت نہ کی اور جمعہ خاکروب کو میرا باپ بتایا۔ (اس پر) فرمایا "ہاں! تم نے بھی حضرت (شاہجہان) کی ذرا بھی رعایت و حرمت نہ کی اور ان کے لڑکے کو جمعہ خاکروب قرار دیا۔"

۲۴) حفظ دل

محمد اعظم شاہ کے ہمراہیوں کے واقعات سے معلوم ہوا ہے اور انہوں نے جن زمانہ میں احمد آباد کے گورنر تھے خود بھی عرضی دی تھی کہ طویل بیماری کی وجہ سے (جس میں

لے ولایت سے مراد "ایران" ہے۔ شاہزادہ محمد اکبر نے بغاوت کی تھی اور شاہی افواج سے شکست کھا کر شاہ ایران کی پناہ میں چلا گیا تھا۔ اس وقت اورنگ زیب کے صرف چار لڑکے زندہ تھے۔ (ج۔ ن۔ س۔)

باری کا ہڑا بھی شامل تھا) اس قدر نفاہت ہوگئی ہے کہ گفتگو کرنی بھی محال ہے مگر چہ (ادھر) دو ماہ سے کوئی شکایت باقی نہیں ہے۔ میں متمنی ہوں کہ اس صوبہ سے مجھے اپنے حضور میں طلب فرمایا جائے تاکہ قدم بوسی کی سعادت کے بعد (اپنی) جان اتلاں (آپ کے قدموں پر) نثار کر دوں" اس پر اورنگ زیب نے تحریر فرمایا "حافظ حقیقی ہمارے محنت جگر کی نگہبانی فرمائے۔ ایسی نفاہت کی حالت میں سفر کرنے کی اجازت دینا بیدردمی سے خالی نہیں ہے۔"

سے بالاتر از دصال شمار و خیال را

شکر خدا کہ دیدہ مانا پاس نیست

ترجمہ: "وہ خیال کو دصال سے بہتر سمجھتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہماری نگاہیں نا شکر گزار نہیں ہیں۔"

یہ پیر ضعیف اور یہ بے چارہ (خود) علاوہ درد سر کے صدر امرامیں میں مبتلا لیکن (میں نے) تحمل کو اپنا شعار بنالیا ہے۔

سے در مشرب جمع کے کہ ہمائے رحیل اند

ہر بخش بے با فک لطف بجائیت

ماوصلہ درد ندریم و گر نہ

ہر درد کہ روزی شود از غیب دوائیت

"جو لوگ کوچ کرنے کے لئے تیار ہیں ان کے نزدیک آسمان کا ہر بے محل ستم بھی لطف کا درجہ رکھتا ہے۔ ہمیں درد کا حوصلہ نہیں ہے ورنہ غریب

جو بھی درد ہمیں دیا جاتا ہے وہ دوا ہی ہے۔"

جب اپنے بد بخت نفس کے ساتھ گفتگو ہوتی ہے تو کہتے ہوں "کہ دل کے علاوہ جوئی الحقیقت ایک سزیز اور قابل حفاظت شے ہے دنیا اور جو کچھ دنیا کے اندر ہے

وہ سب چھوڑ دینے کے لائق ہے۔ اس زمین و زماں سے دل کیوں لگا رکھا ہے دل
ساتھ جانیوالا ہے اور یہ زمین و زماں چھوٹ جانے والے ہیں۔
سے ترا بھاگ زندہ ہر چہ را برا فزایی
بغیر سہایت اشکے کہ بر فراشتی مرث
”سوئے اشک ریزی کے کہ جو بندی دینے والے ہوں ہر چیز جو تو بناتا
ہے تجھے خاک میں ملا دیتی ہے“

احکامِ عالم گیری

باب سوم

شاہزادہ محمد کاغذ نش اور بیدار بخت
کے متعلق

۶۔ ۱۷۰۵ء اس نے گجرات سے دسی تھی اور اپنے والد کے حضور میں آنے کی اجازت
طلب کی تھی۔ خانی خاں کا بیان ہے:

”شاہزادہ محمد اعظم نے گجرات سے اپنے والد کی عدالت کی خبر سن کر وہ بار میں ماضی کی اجازت
چاہی اور یہاں کیا کہ گجرات کی آب و ہوا موافق ہے شہنشاہ اس بات سے بہت ناخوش ہو کر
لکھا کہ میں نے بھی اپنے والد شاہجہان کی (آخری) عدالت کے دوران اسی طرح کی درخواست
کی تھی اور انہوں نے اس کے جواب میں یہ لکھا تھا کہ ”ہر جگہ کی آب و ہوا آدمی کو اس آقا
سوائے ہوائے ہوس کے“ آخر کار اور انگریز نے شاہزادہ اعظم کو دربار واپس لے کر اجازت دیدی تھی اور وہ ۱۷۰۵ء مارچ ۱۰ء



②۵ حراست شہزادہ کام بخش

شہزادہ محمد کام بخش کے وقائع نگار اور ناظر کے خطوط سے معلوم ہوا ہے کہ قلعہ ججنی کی فتح کے بعد خان نصرت جنگ نے اس خیال سے کہ دشمن کی پانچ ہزار سے زیادہ فوج اطراف میں موجود تھی۔ شہزادہ کو کوچ اور قیام کے بارے میں احتیاط سے کام لینے کا مشورہ دیا۔ تو شہزادہ کام بخش، درشتی سے پیش آئے اور فرمایا ”ہمیں اختیار ہے کہ جب چاہیں کوچ کریں۔“

بات یہاں تک پہنچی کہ آپس میں رنجش ہو گئی اور خان نصرت نے دربار کا مجرا ترک کر دیا اور (صرف) شہزادہ سوار ہو کر نکلتا تو مجر کر لیتے۔ یہاں تک کہ چہار شنبہ ۹ ذی قعدہ (۱۲ جولائی ۱۶۹۲ء) کو دوپہر کے وقت جب شہزادہ خیمہ میں تھا (تو) ایک آدمی خان نصرت جنگ کے بلاتے کے لئے بھیجا۔ اس نے آنے میں دیر لگائی۔ چار آدمی پے درپے بھیجے۔ اس سلسلہ میں خان مذکور کے ہر کاروں نے خبر دی کہ (شہزادہ نے) اپنے رنساہی بھائی کی مدد سے تمناے گرفتار کرنے کی تدبیر کی ہے اور ناظر کی تحریر سے بھی معلوم ہوا کہ یہ بات صحیح ہے۔ خان نے ان

خبر رسالوں کو بلایا اور بطور گواہ کے ساتھ لے کر دہاتھی پر سوار ہو کر (شہزادہ کے خیمہ میں داخل ہو گیا۔ اور دربار کے خیمہ کو دہاتھی کے سوئڈ سے اکھاڑ پھینکا۔ (شہزادے نے) یہ حال دیکھ کر محل سرا میں بھاگ جانا چاہا۔ راؤ دلپت نے اگر اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے اور گھسیٹا ہوا نان نصرت کے ہاتھ کی پاس لایا۔ خان نے اشارہ کیا کہ اپنے ہاتھ پر بٹھالو۔ چنانچہ اسی طرح چار کوچ کئے گئے۔ رات دن (شہزادہ) راؤ دلپت کے ساتھ رہا اور اسی کے خیمہ میں ٹھہرا۔ اس اطلاع نامہ پر (اورنگ زیب نے) تحریر فرمایا:

پرستار زادہ نیابد بکار

اگرچہ بود زادہ شہر یار

حضرت نوح علی نبینا علیہ السلام نے اپنے ناخلف بیٹے کو کیا علاج کیا تھا جو میں کروں۔ خان نصرت جنگ احمق نہیں ہے جو اس کو برا کہے۔ وہ خود برا ہے اس نابکار اشرار اور فساد یوں کے سردار (کام بخش) کو لانے کے لئے بیجا پور تک خان نصرت جنگ اس کے ساتھ رہیں۔ اس کے بعد جمدة المکاب (وزیر اعظم) کے ہمراہ کر دیں۔ اور بیجا پور کے گورنر کے نام ایک فرمان بھیجا۔ ایک ہزار اس کی محافظت کے لئے ساتھ کر دو اور میرے پاس بھیج دو۔ خان نصرت جنگ مفتوح ممالک مثلاً قلعہ جنبی وغیرہ کی حفاظت کے لئے روانہ ہو جائیں اور جب فرمان (شاہی) ان کی طلبی کا پہنچے تو حاضر ہو جائیں۔

اطلاع نامہ کے حاشیہ پر تحریر فرمایا: ”اس لڑکے کی خاطر جو آیت ”عدو الکفر“ کے مصداق ثابت ہو چکا ہے میں کیوں اپنے (ایک ایسے) دوست پر جو اچھا توکر بھی ہے اور احب اک ثلاث کے مصداق بھی ہے بے جا غصہ کروں خصوصاً جبکہ وہ لے ائمہ آفس لائبریری فارسی نسخہ نمبر ۳۳۸۸ میں ذیل کی عبارت (باقی اگلے صفحہ پر)

خانہ زاد بھائی بھی ہے اور انعام و اکرام کے لائق بھی ہے“

(۲۶) بیدار بخت کو سزا

(شہزادہ) بیدار بخت کے ہمراہی ناظر کی تحریر سے معلوم ہوا کہ (انہوں نے) پہلے راجہ رام جٹ کے قلعہ سنسی کو فتح کرنے کی بہت کوشش کی اور پھر بعد میں یہ معلوم ہوا کہ انہوں نے اس (راجہ رام) کی زبانی یہ پیغام بھجوایا کہ اپنی بھتیجی کو حوالہ کر دے اور خود قلعہ سے باہر چلا جائے۔

اطلاع نامہ پر تحریر فرمایا: ”کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ لڑکے دینا بھی ایک طرح (مطیع ہونے کی علامت ہے۔ قلعہ سے (تن) باہر جانا ہے لیکن ملک بادشاہی سے کہاں جائے گا۔ لیکن:

سے چہ مرے بود گزرنے کم شود

مطیع زنان بد قراز زن شود

”وہ کیا مرد ہے جو عورت سے بھی کم ہو۔ زن مرید عورت سے بھی بدتر ہوتا ہے۔“

(بقیہ حاشیہ منقذہ گذشتہ:) اور درج ہے ”حاشیہ پر تحریر فرمایا: ”کلام افلاطون احب اک ثلاث من شرک فی ملکوفی منکبوفی سفرک (ترجمہ) تو تین آدمیوں کو دوست سمجھ جو تیرا شریک نمک ہو یا شریک محنت ہو یا شریک سفر ہو“

کام بخش اورنگ زیب سب سے چھوٹا بیٹا اودے پوری کے لہن سے تھا۔ (ج۔ن۔س) حاشیہ احکام ۲۶۔

محمد بیدار بخت داراشکوہ کی لڑکی جہاں زیب بالوں بیگم اور شہزادہ محمد اعظم کا بیٹا تھا۔ ۴۴ اگست ۱۶۷۰ء کو پیدا ہوا تھا۔ اورنگ زیب ان (باقی اگلے صفحہ پر)

اولاد کی تربیت باپ سے متعلق ہے نہ کہ دادا سے۔ شاہ عالیہ امجد علیہ السلام نے اس (بیدار بخت) کی والدہ مرحومہ کی محبت میں یہ نوبت پہنچا دی۔ عقلمندوں کے نزدیک مال کی سختی جو مال کے نقصان سے ہو بڑا وبال اور عذاب ہے۔ ایک سال کے لئے جاگیر میں سے نصف کی کس اور منصب میں تغیر۔

②۷ کاروبار و لداری

شہزادہ بیدار بخت کے ہمراہی ناظر کی تحریر سے معلوم ہوا کہ ”شہزادہ ہمیشہ شمس النساء دختر مختار خاں کے ساتھ کمال محبت و عنایت سے پیش آتا تھا۔ لیکن ادھر کچھ عرصہ سے خلاف معمول اکثر ناراض رہتا ہے۔ چنانچہ ایک روز کہا: پاچی کی لڑکی کو سلاطین کے ساتھ غرور سے نہیں پیش آنا چاہیئے۔ چنانچہ شمس النساء نے جواب میں کہا: ”اگر (آپ) چاہے مجھے مار بی کیوں نہ ڈالیں لیکن اب دوبارہ آپ کے بات نہ کروں گی“ لہذا اس روز سے شہزادہ نے بات نہیں کی۔“

اس اطلاع نامہ پر تحریر فرمایا:

سے صبح دم مرغ چین با گل زخواره گفت ناز کم کن کہ دریں باغ بے چوں تو شکفت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) تینوں سے بہت محبت کرتا تھا۔ اور بیدار بخت تو شہنشاہ کا چہیتا تھا۔ خان جہاں کے ساتھ اس نے سنسنی کے باغی سردار راجہ رام جاٹ کے خلاف لشکر کشی کی جسے شکست دے کر ۳ جولائی ۱۸۸۸ء کو قتل کیا۔ سنسنی پر جنوری ۱۹۰۱ء میں قبضہ کیا۔ اب جبکہ ہاتھ میں اور علی گڑھ کے درمیان ایک ریلوے اسٹیشن ہے مندرجہ بالا احکام میں والدہ مرحومہ کا غلط فہم ہے کیونکہ جہاں زیب بانو کا انتقال بہت بعد میں مارچ ۱۹۰۵ء کو ہوا۔ (ج۔ ن۔ س)

نکل بخندید کہ از راست فرجیم۔ دے بیچ عاشق سخن تلخ بمعشوق نہ گفت ترجمہ: صبح کے وقت بیل نے ایک خوشگنتہ پھول سے کہا کہ فدا دیاں نہ اٹھو تب مجھے اس باغ میں بہت کھلے ہیں۔ پھول نے منس کر کہا مجھے سچی بات کا افسوس نہیں مگر آج تک کسی عاشق نے اپنے محبوب سے سخت سخت باتیں نہیں کیں۔“

اس نور چشم (بیدار بخت) کو واضح ہے کہ جوانی کے زمانہ میں جیسے تمہارے پاچی مصاحبین کی اصطلاح میں جوانی دیوانی کہتے ہیں۔ ہم کو بھی ایک کے ساتھ (دل) تعلق تھا جو نہایت (ہی) مغرور تھی لیکن ہم نے تمام زندگی اس کی محبت کو نبھایا اور کبھی اُسے آزر دہ خاطر نہ ہونے دیا۔

دوسری یہ بات (بھی) واضح ہے کہ سادات کے ساتھ پاچی کا لفظ استعمال کرنا خود پاچی پن ہے۔ اگر کسی سید کو پاچی کہا جائے تو وہ پاچی نہیں ہو جاتا۔ اگر محلدار اور ناظر کی تحریروں سے اس سیدہ (شمس النساء) کے راضی ہونیکا حال معلوم نہ ہوا تو عتاب بلکہ عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے۔ ”جہازا بما کانوا لعلون“ (جو کچھ کہہ دے کرتے ہیں اسکا بدلہ اللہ تعالیٰ دے گا)۔

حاشیہ احکام ۱۲: بیدار بخت شہزادہ محمد ظلم کا بیٹا اور اوزنگ زیب کا لڑکا پوتا تھا۔ ۲۱ نومبر ۱۸۸۶ء کو اس کی شادی مختار خاں کی بیٹی شمس النساء کیساتھ ہوئی جس کا لقب پوتی بیگم تھا۔ ۲۳ اگست ۱۸۹۵ء کو ان کے ایک بیٹا فیروز بخت بھی پیدا ہوا تھا۔ بیدار بخت کے ختم کا اہل نام قمر الدین تھا۔ اس کے باپ کا نام شمس الدین تھا شمس الدین کا باپ سید محمد تھا۔ ان سب کے خطاب یکے بعد دیگرے مختار خاں ہی تھے جو سادات بن مختار تھے اس احکام میں اوزنگ زیب نے غالباً اپنی بیوی دل رس بانو بنت شاہنواز خاں صفوی کا ذکر کیا ہے جس کے ساتھ ۸ مئی ۱۹۳۷ء کو شادی ہوئی تھی اور اس کا انتقال ۸ اکتوبر ۱۹۵۷ء کو ہوا۔ (ج۔ ن۔ س)

احکام عالم گیری



باب چہارم



افسران کے متعلق

②۸ نصرت جنگ

ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ جب ججی کی فتح سے لوٹ کر شاہی خیمہ گاہ پہنچ گیا تو سربراہ خاں کو تول نے خدمت (شاہی) میں عرض کیا: ”فرمان شاہی مرہٹوں کی سرکوبی کے مقصد سے جو بنگاہ کی طرف مارے مارے پھر رہے ہیں (ذوالفقار خاں) کو پہنچا دیا گیا تھا۔ (لیکن) خان مذکور نے اس کی پرواہ نہ کی اور شاہی خیمہ گاہ کے قریب پہنچ گیا۔

(اورنگ زیب نے) حکم صادر فرمایا کہ ”لشکر شاہی میں داخلہ کا پروانہ دیا جائے اور یار علی بیگ جو نصرت جنگ کا وکیل ہے یہ تمام معاملہ اس کو لکھے۔“
دوسرے دن صبح نصرت جنگ (بغیر ہی داخلہ کے پروانہ کے شاہی لشکر میں آگیا اور دیوان خاص میں حاضری کی اجازت چاہی۔

(اورنگ زیب نے) حکم دیا کہ ”ترکش و تمیلہ کمر سے باندھ کر کان کا ندھے پر اور بندوق ہاتھ میں لے کر ہمارے سامنے آئیں۔ اور برخلاف سابق کہ پانچ دیوان خاص کی مجال تک آیا کرتی تھی آج مجال کے اندر دیوان خاص کی دو راوٹی (مربع مختصر خیمہ) کے پاس

پالکی کو چھوڑ دیا جائے۔“

یاری بیگ نے نصرت جنگ کو اس عتاب نامہ کے متعلق مفصل لکھ دیا چنانچہ (نصرت جنگ) کلال بار (شاہی خیمہ کے چاروں طرف سُرخ کینوس کی دیوار) سے پیدل اتر کر اور تمام ہتھیار اپنے جسم سے کھول کر دیوان خاص کے دروازہ کی قریبی اونٹ کے پاس حکم باریابی کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ (اورنگ زیب) نے دو گھنٹی سکوت و تغافل فرمایا۔ اس کے بعد ماضی کی اجازت دی۔

(نصرت جنگ) نے قدم پرسی کا ارادہ کیا۔ (اورنگ زیب نے) دایبنا پاؤں بڑھا دیا۔ تشویش اور اضطراب کی وجہ سے خان نصرت جنگ کا زانو مند (شاہی) تک پہنچ گیا۔ یہ بات (اورنگ زیب کو) ناگوار گذری اور انتہائی کرم و عنایت سے نصرت جنگ کی کمر تھپتھپائی اور فرمایا ”چونکہ عرصہ دراز تک باہر رہے ہو اس وجہ سے (شاید) آداب شاہی بھول گئے۔“

ہے زاغ دم سوے شہر دسر سوے

وہ۔ دم آں زاغ از سر او بہرہ

اس کے بعد بہرہ مند خاں کی طرف رخ کر کے فرمایا ”کیا وجہ ہے کہ یہاں خانہ دار باہر جا کر آداب شاہی بھول جاتے ہیں۔ شاید خان مذکور (نصرت جنگ) کی قربت بینائی میں کچھ فرق واقع ہو گیا ہے۔ اور محرم خاں کو حکم دیا کہ ایک صینک لاکر خود اپنے ہاتھوں سے نصرت جنگ کے لگا دے۔ اور یہ تاکید کی کہ (نصرت جنگ) اسی طرح گھرواپس جائیں۔ اور چونکہ یہ (ان پر) خاص عنایت ہے اس لئے صینک کہ خلعت کا قاعدہ ہے اسے بھی تین روز لگا کر دربار میں آئیں۔“

جب خان مذکور نے اپنی یہ رسوائی دیکھی تو رات کو امیر خاں داروغہ خواہاں کی وساطت سے دشمن (مرہٹوں) کی سہ کوبی کے واسطے جانے کی اجازت چاہی

اور نماز عشاء کے بعد صینک لگا کر آیا۔ اور بیچ خانہ میں اجازت حاصل کی۔

۲۹) پابندی احکام

حکم شاہی کے بموجب ذوالفقار خاں نصرت جنگ ہنونت راوگراہ مرہٹوں کے تعاقب میں گیا ہوا تھا۔ اتفاقاً اس کا گذر شاہی خیمہ گاہ سے چار میل حدود کے اندر ہوا۔ اس نے عرض بھیجی کہ اتفاقاً ایسا ہوا ہے کہ شاہی لشکر کے قرب سے گذر ہوا اس لئے بغیر ماضی دیئے گذر جانا خلاف ادب ہوگا۔

عرض پر تحریر فرمایا ”تم سے دو کام خلاف ادب ہوئے۔ پہلا یہ کہ ایسا اتفاق کیوں ہوا کہ دشمن لشکر شاہی کے اس قدر قریب گذرا۔ یہ نہ صرف خلاف ادب ہے بلکہ اس سے نقصان کا بھی اندیشہ تھا۔ دوسرے یہ کہ جس کام پر مامور کئے گئے ہو اس کو نہ کرنا اور اس کے خلاف عرض کرنا اطاعت کے خلاف ہے۔“ اطمینان اللہ و اطیعوا الرسول و اول الامر منکم ”اللہ کی اطاعت کرو۔ رسول کی اطاعت کرو اور جو تم پر حاکم ہو ان کی اطاعت کرو۔“

۳۰) تشہیر

ذوالفقار خاں نصرت جنگ کی فوج کے حالات سے معلوم ہوا کہ جنگ جو خاں دکن جو بیچ ہزاری منصب رکھتا ہے اس کے نقائے بیلوں پر لاد دیئے گئے ہیں اور وہ ازراہ فساد کہتا ہے کہ نصرت جنگ کی نوبت کے نقاروں کے ہمراہ (اس کے

حاشیہ احکام ۱۷ ذوالفقار خاں نقب بہ نصرت جنگ بہادر (پیدائش ۱۶۵۷ء) اورنگ زیب کے وزیر اعظم اسد خاں کاڑ کا تھا۔

نقائے بھی چلیں گے۔

اس پر دست مبارک سے تحریر فرمایا کہ ”ہمیں کیا مضائقہ ہے اور نصرت جنگ کو اس بارے میں کیا اعتراض ہے۔ اگر اس ملعون و مردود جماعت کا رئیس (جنگو خان) اپنی تشہیر کو جو عین روانی بت نہیں سمجھتا اور آگے آگے بھی جائے تو بھی (ہمارا کچھ حرج نہیں اور یہی ہمارا عین مقصد ہے۔ اور برابر چلنے میں بھی کچھ کم فضا میری نہیں ہے۔“

۳۱) دکنی سردار سے سلوک

نصرت جنگ کے سوانح نگار نے لکھا: ”زندانی خاں دکنی جو دکن میں چار ہزاری منصب رکھتا ہے شاہی خدمت میں ہمیشہ جان فشان کرتا ہے۔ اگر اس سے زیادہ کرم و عنایت ہو تو بہتر ہے۔“ اور خان نصرت جنگ نے بھی اسی مضمون کی عرض کی۔ اس عرض پر دست مبارک سے تحریر فرمایا ”لفظ جانفشان محض عبارت و انشاء پر دازی ہے۔ اگر ہمیشہ جانفشان کرتا رہا ہے تو پھر اب تک زندہ کیسے ہے۔ اس جماعت (دکن) سے رعایت کرنا کچھ جتیلی پر رکھنے اور سانپ بغل میں رکھنے کے مراد ہے۔“ الکونی لایونی (اہل کوفہ سے وفا کا امید نہیں)۔

۳۲) اہل سادات

صوبہ خاندیس کے سوانح نگار سے معلوم ہوا ہے کہ حسن علی خان بہادر مہنونت محرم مرہٹوں کے سردار کے ساتھ جنگ میں بہت کارہائے نمایاں کئے اور اس کی خیمہ گاہ وغیرہ بالکل برباد کر دی اور اس کے بھتیجہ جانا جی کو زندہ گرفتار کر کے مشرف براسلام کر لیا۔ ذوالفقار خاں نصرت جنگ نے کہ جو مفسد و صنا جادوں کی سرکوبی کے لئے یہاں سے گذر رہے تھے دونوں بھائیوں کے اصناف منصب کی تجویز کر کے

سفارش نامہ بذراجمہ ڈاک حضور (عالمگیر) کی خدمت میں بھیجا ہے کہ بڑے بھائی کا اصل منصب آٹھ صدی ہے ایک ہزار ہو جائے اور چھوٹے بھائی کا سات صدی ہے نو صدی ہو جائے۔

اس اطلاع نامہ پر دست مبارک سے تحریر فرمایا ”آفرین ہے کیوں نہ ہو سادات کہ جو منبع سعادت ہیں انہیں یہی چاہیے کہ اپنے جد امجد حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں کی اعانت میں دل و جان سے کوشش کریں (ہمارے) خاص تو شہ خانہ سے دونوں بھائیوں کے لئے دو خلعت مع دو مروارید کے کام کے سادہ خنجر گزدار کے ہاتھ بھیجے جائیں۔ اور محمد الملک (وزیر اعظم) حسب الحکم بہت زیادہ تحسین آفرین لکھ کر انہیں بھیجیں۔“

عرضی پر تحریر فرمایا ”ہمارے مزاج سے واقف اس خانہ زاد (نصرت جنگ) نے اصناف کی تجویز مناسب موقع پر کی۔ بڑے افسوس کی بات ہوگی اگر سردار اپنے جنرل کی دلجوئی نہ کریں۔ لیکن ایک دم اصناف منظور کر لینا مشکل ہے۔ بلند مرتبہ سادات کے ساتھ محبت رکھنا جزو ایمان بلکہ عین ایمان ہے۔ اور اس فرقہ کے ساتھ عدوت کا نتیجہ دوزخ کی آگ اور قہر الہی ہے۔ لیکن کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جو دنیا کی ملامت اور عقوبت کی بدبختی کا باعث ہو۔ سادات بارہ کے ساتھ نرمی پر تنا آخر کار تباہی و بداسنامی کا باعث ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ جماعت ذرا سی ترقی پر انا ولا غیر (مہم جیا کوئی دوسرا نہیں) کی شیخی مارنے لگتے ہیں اور سیدھے راستے سے ہٹ جاتے ہیں۔ اور اپنی نظر بلند کر کے رخنہ اندازی کرتے ہیں۔ اب اگر ان کے ساتھ لغافل برتا

حاشیہ احکام ۳۲ سید حسن علی خاں اور سید حسین علی خاں سادات بارہ میں سے حقیقی بھائی تھے۔ دونوں بھائی لونگ زیب کے عہد میں منصب فوجداری پر فائز تھے (باقی اگلے صفحہ پر ملے گا)۔

جائے اور بلحاظ سید سے ہونے کے زعم کی جائے، تو سلطنت کے انتظام میں خلل پڑتا ہے۔ اور اگر بجھتی کر کے، ان کا تدارک کیا جائے تو آخرت میں پاؤں کیچڑ میں دھنستے ہیں۔

③ میر شہاب الدین

غازی الدین خاں بہادر فیروز جنگ کا نام میر شہاب الدین تھا۔ یہ پہلے جب ولایت سے آئے تو ان کے والد عابد خاں نے سر بلند خاں بخش کے ذریعے دہلی میں انہیں (حضرت عالمگیر کے) سامنے جبکہ وہ (عالمگیر) حضرت قطب القلوب

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) بعد میں بڑی ترقیاں کیں۔ سید حسن علی نے قطب الملک عبداللہ خاں لعل پایا اور فرخ سید کا وزیر ہوا۔ سید حسین علی نے امیر الامراء کا لقب حاصل کیا۔ ان دونوں بھائیوں نے اس قدر قوت اور اقتدار حاصل کیا کہ بادشاہ گر کہلاتے تھے۔ جس کو چاہتے تخت پر بٹھاتے جس کو چاہتے اتار دیتے تھے۔ اورنگ زیب کی بصیرت کی داد دین چاہیے کہ جو اس نے ابتداء کار میں کہہ دیا تھا انجام کار وہی پیش آیا اور یہ دونوں بھائی رسالت باہر سے مغل بادشاہوں کو کٹھ پتلیوں کی طرح بچاتے رہے۔ (قادر علی)

حاشیہ احکام ۳۳ میر شہاب الدین کا لقب غازی الدین خاں فیروز جنگ تھا۔ اسکے والد کا نام عابد خاں تھا جو اورنگ زیب کے عہد صدر کے عہد پر فائز تھا۔ میر شہاب الدین کا بیٹا نظام الملک اول جس کا نام میر قمر الدین چمن قلیچ خاں آصف جاہ تھا۔ شہاب الدین اپنے وطن سر قند سے اکتوبر ۱۶۶۹ء میں دربار دہلی میں قسمت آزمائی کے لئے آیا تھا۔

اس احکام کا بیان کردہ واقعہ شاہزادہ اکبر کی بغاوت سے قبل کا ہے۔ شاہزادہ اکبر نے اپنے والد کے خلاف جنوری ۱۶۸۱ء میں بغاوت کی تھی۔ (ج۔ ن۔ س۔)

کی زیارت کے لئے تشریف لے جا رہے تھے پیش کیا۔ اور تین سو کا منصب عطا ہوا اس کے بعد جب عالمگیر اجمیہ تشریف لے گئے تو سپاہیوں میں سے کوئی بیٹھی ہزاہ محمد اکبر کی خبر جو راجپوتوں کی طرف چلے گئے تھے لانے پر رنما مند نہ ہوتا تھا۔ میر شہاب الدین نے کہا کہ غلام حاضر ہے۔ اسکو غصت مرحمت فرما کر اور منصب میں دو صدی کا اضافہ کر کے روانہ کیا۔ چودھویں دن خبر ملی کہ وہ لشکر لے کر چوکیداروں تک آگیا ہے اور اس نے بھی عرض بھیجی کہ غلام خبر لیکر حاضر ہو گیا ہے۔ جلد لشکر میں داخلہ کی اجازت عطا کی جائے تاکہ عرض کیا جائے۔

اس عرض پر تحریر فرمایا۔

چوں لعل ہر کہ خون جگر خورد و صبر کرد

زیب کلاہ افسر اقبال می شود

جو کوئی لعل کی طرح خون جگر کھاتا ہے اور صبر کرتا ہے وہ کلاہ اقبال کی زینت بنتا ہے، کو تو ال لشکر میں داخلہ کی اجازت (جلد دے)۔

④ حکم قتل

غل فیروز جنگ کی فوج کے وقائع نگار سے معلوم ہوا کہ اس نے برسر دربار ایک شخص محمد عاقل خاں کو راہزنی کے جرم میں قتل کر دیا۔

اس پر تحریر فرمایا کہ "حمد الملک (وزیر اعظم) اس بے عقل فیروز جنگ کو تحریر کریں کہ اس نے قتل جو کہ صدم بنیان الہی کے مترادف ہے کیا ہے اور (وہ بھی) بغیر (کس) دلیل شرعی کے۔ افسوس ہے اس دن پر جب اس کے وارث ہمارے پاس آئیں گے اور خون بہا قبول نہ کریں گے۔ اور اس عاجز (اورنگ زیب) کے لئے سوائے حکم قصاص کے اور کوئی چارہ کار نہ ہوگا۔ (کیونکہ) حدود شرعی کے اندر رحم کرنا

کلام پاک سے منع ہے۔

۳۵) کرامت بنیاد

غازی الدین خاں بہادر فیروز جنگ کے واقعہ نگار سے معلوم ہوا کہ ”خان فیروز جنگ نے مقرر کر لیا ہے کہ جو احکام اس کی طرف سے جاری ہوتے ہیں ان میں حسب اللہ شاد کرامت بنیاد کے الفاظ لکھے جاتے ہیں“

اس پر تحریر فرمایا ”کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ان (خان فیروز جنگ) کے آباؤ اجداد درویش اور خانقاہ نشین لوگ تھے (اس لئے) صرف ”حسب اللہ شاد“ لکھنا ہمیں قبول ہے۔ لیکن بخت عدی کوئی کرامت نہیں رکھتا۔ اس کے بعد سے ہم یہ مقرر کرتے ہیں کہ سحائف و نذرانے جو جشن و جلوس کے موقعوں پر غلاموں (یعنی اورنگ زیب کو) بھیجتے ہیں ہم قبول نہ کریں گے۔

اس کے بعد جب یہ حکم نامہ غازی الدین خاں بہادر تک پہنچا تو انہوں نے عرض دی ”التائب من الذنب کمن لا ذنب له والعقوب بالتقصیر فقد عفى الله عنه القليل والكثير“۔

ترجمہ ”توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے قصور ہی نہیں کیا اور جو اپنے قصور کا اعتراف کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دیتا ہے خواہ کم ہو یا زیادہ۔“

عرض پر عالمگیر نے تحریر فرمایا ”من عفى واصلح فاجرة على الله ومن عاد فيستقم الله“

اسے نظام الملک اول کا والد غازی الدین خاں سمرقند کے بزرگ شیخ اور عالم۔ عالم شیخ کا لڑکا تھا جن کا سلسلہ نسب حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے ملتا ہے۔

ترجمہ ”جو اپنی غلطی کی اصلاح کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جزا دیتا ہے۔“

اور دوسری عبارت کا ترجمہ یہ ہے،

”اور جو کوئی دوبارہ اپنی غلطی کا اعادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لیتا ہے۔“

۳۶) سوانح نگار کو تنبیہ

غازی الدین خاں فیروز جنگ کے بھائی حامد خاں بہادر کی فوج کے سوانح نگار سے معلوم ہوا (حامد خاں بہادر) بلا اجازت و مرحمت (شاہی) اپنے ساتھ نقارہ و نقار خانہ رکھتا ہے اور ہر روز بطور جشن کے بجواتا ہے۔ اس عرضی پر تحریر فرمایا ”خان فیروز جنگ بھائی (احمد خاں) احمق نہیں ہے کہ اس طرح کی حماقت کرے۔ (سوانح نگار کو) معلوم ہونا چاہیے کہ اس کے گھر ہر روز شادی کی تقریب ہے اور جبکہ شادی میں نوبت بچوانے کی اجازت کی (ذیل سے) ذیل کو ضرورت نہیں ہوتی تو پھر یہاں (اس موقع پر) کیا ضرورت ہے۔ سوانح نگار کو آئندہ اس کی اس طرح کی شکایت بر بنائے عداوت نہ لکھنی چاہیئے۔ اس کے صبر پر آفرین ہے کہ باوجود چارہزار می منصب اور بہادری کے خطاب کے ہم نے اس کی قلت عقل کی بناء پر نوبت نہیں عطا کی اور اس نے بھی کبھی اس کے لئے عرض نہیں کیا۔

۳۷) جابر گورنر پر عتاب

خان جہاں بہادر نے جو لاہور کے گورنر تھے (لاہور سے) واپسی کے وقت (وہاں کی)

ماہیہ کاٹنے میر محمد حسین بہادر خاں اعظم خاں کو کہ لاہور میں تھا۔ ۱۶۴۲ء خان جہاں بہادر کو کشت اور ۱۶۴۳ء میں لاہور کے خطاب پائے۔ ۱۶۴۹ء کو پنہاں کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ ۱۶۵۲ء کے وسط میں برطانیہ کی گئی۔ ۱۶۵۳ء میں لاہور کو فوت ہوا۔

رعایا پر بہت ظلم ڈھائے جن کی اطلاع سوانح نگار کی (رپورٹوں) سے عالمگیر تک پہنچی۔ چنانچہ (عالمگیر) نے خان جہاں سے دربار میں حاضر ہونے پر فرمایا ”ہمیں تمہارے متعلق یہ گمان نہ تھا اور سب سے بدتر بات یہ ہے کہ تم نے لاہور کی جاگیروں میں کچھ ایسی بدعتیں جاری کر دی ہیں جو ہمیشہ باقی رہیں گی۔“

سے ظلم بمرگ حسرت نمی دارد از ستم

آخر پر عقاب تیر می شود

ترجمہ: ظالم مرنے پر بھی ستم سے باز نہیں آتا۔ پر عقاب آخر پر تیر ہی بنتا ہے۔

(۳۸) اصول حکومت

سر بلند خاں میر بخش کے والد بخارا کے مشہور خواجہ خاندان سے تھے اس لیے حضرت (عالمگیر) اس کی (سر بلند خاں) بہت زیادہ خاطر ملحوظ رکھتے تھے۔ اگر کبھی اس سر بلند خاں سے کوئی جگہ کیا تو وہ یہ تھا کہ — اس (سر بلند خاں) کے اقوال سے بڑے تشیع آتی ہے۔“

حاشیہ احام ۲۸ IRVIN کے نسخہ میں مندرجہ ذیل عبارت کا اضافہ ہے:

... کہ باعث رسوائی و فضیحت نہ ہو کہ بعد میں برسوں تک اس کا تذکرہ ہے۔ اس شخص کا گمان پرور ہے اور خود اپنے حق میں اس کا گمان انتہائی اعتماد و غرور سے بھرا ہوا ہے۔ افلاطون نے سکندر کو لکھا تھا کہ حکومت کے لئے شدت چاہئے۔ بغیر درشتی کے اور نرمی چاہئے بغیر کمزوری کے اور اس عزیز القدر کے مزاج میں نہایت سختی اور یک رخمی ہے اور کچھ دار و درمیز کو بالکل نہیں سمجھتا اور اس لئے (مزاج میں) نہایت صداقت و سادگی ہے۔ اور ہرگز کمزور و حیلہ سے واقف نہیں۔ اور حکومت بغیر حیلہ کے نہیں ہوتی۔ حدیث شریف (باقی اگلے صفحہ پر)

سر بلند خاں نے ایک دن عرض کیا کہ ”بخارا میں اکثر سادات بخاری یہ مذہب رکھتے ہیں یہ ان کی صحبت کا اثر ہے کہ بندہ ایرانیوں کی رعایت زیادہ ملحوظ رکھتا ہے۔ چنانچہ کابل کی گورنری کے لئے فلاں امیر کا نام تجویز کرتا ہوں۔“

عرضی پر تحریر فرمایا ”ہم نے اس قابل اعتماد بندہ (سر بلند خاں) کی عرض قبول کی۔ جہاں تو شہر خانہ سے چھ پارچہ کا خدمت (اسکی) دیا جائے۔ (اور) جواہر واسپٹ فیل بھی قاعدہ کے مطابق عنایت کیا جائے۔ لیکن (سر بلند خاں کو) یہ بات یاد رہے کہ اس شخص سے یہ خدمت (گورنری) انجام نہیں دی جاسکتی۔ اللہ تعالیٰ اس تقرری کا انجام بخیر کرے۔“

(بقیہ حاشیہ گزشتہ) میں صاف واضح ہے کہ ”جنگ میں حیلہ و خدع ہے۔ اور علم اصول عدالت کی جزئیات بہت ہیں۔ اغلب یہ کہ ریاست و حکومت کرنیکا فن بھی اسی کل میں داخل ہے جس زمانہ میں ہم دکن کی گورنری پر جاتے تھے برہان پور میں ایک رویش سے ملاقات ہوئی جو علم تکسیر کا ماہر تھا اس علم کے بعض نکات اس سے حاصل کئے اور خود بھی گاہے گاہے تعریف کی چنانچہ علم تکسیر کے قواعد میں مقرر ہے کہ اگر سطور تکسیر میں مکرر حروف کو مذق کر دیں تو (جو حروف باقی بچیں ان کو ملا کر) بمعنی لفظ بن جاتے ہیں چنانچہ اگر حکومت اور حیلت کو دو سطر میں لکھ کر مکرر حروف کو مذق کر دیں تو (باقی ماندہ حروف ک۔ و۔ می۔ ل۔ لم۔ ملانے سے) کل۔ یوم۔ ملک نکلتے ہیں۔ ان کو بدل کر لکھنے سے ملک کل یوم ہو جاتا ہے یعنی حکومت حیلت سے کی جائے اسے دوام و استقلال ہوتا ہے اور وہ کل وقت کا ایک ہوتا ہے اور موم بوش جاذبوں کے ہوتے ہیں ان کے نزدیک مکرر حیلہ بہت مذموم چیز ہے حالانکہ حق تعالیٰ نے کوم مجید میں بار بار خود اپنی پاک ذات سے منسوب کیا ہے کہ ”واللہ خیر الکریم“ واللہ احمداً کو نہ موم سمجھنا نص قرآنی کے خلاف ہے۔ پس کابل کی گورنری میں یہی شیوہ عمدہ جزو ہے۔

جو کچھ کہہ جانے اور کہنے کا حق تھا تجھے کہہ دیا خواہ تو اب میری بات سے خوش یا ناخوش ہو۔

(۳۹) امور انتظامی میں بے تعصبی

محمد بن خاں جس دن ولایت سے دہندوستان آیا اُسی دن پانچ ہندی کے منصب پر سرفراز کیا گیا (اور یہ اس سبب ہوا کہ) اس کا باپ بلخ کی فتح کے وقت حضرت عالمگیر سے بہت عقیدت رکھتا تھا اور اس نے ان کی بہت زیادہ خدمت کی تھی۔ تھوڑے عرصہ میں اس کی خدمات کو جو اس نے بدبخت اور بد انجام شمنوں (مرہٹوں) سے جنگ کے دوران میں جانوروں کے واسطے تارہ سے چارہ کی فراہمی اور سامان رسد کی فراہمی، اطراف و جوانب کے کمک اور (مغلوں) کی مورچہ بندی کے دوران میں آمد و رفت کے سلسلہ میں جو خدمات انجام دی تھیں ان کو سراہا گیا اور جلد ہی اس کے منصب میں سہ ہزاری (اور دو ہزاری سوار مزید) کا اضافہ کیا گیا اور نوبت بھی عطا کی گئی۔

چونکہ شہنشاہ کی خواہش تھی کہ وہ نوبت کو (جو انہیں عنایت ہوئی تھی) بچائیں۔ (اور اسکے لئے ضروری تھا کہ شاہی قیام گاہ سے) کچھ دن کے لئے دور رہیں (اسلئے انہوں نے حکم دیا کہ) سوانح نگار سے معلوم ہوا کہ بنگالہ کی مال گزاری و کاروبار بڑا کو عبور کر چکا ہے۔ تم جاؤ اور اوزنگ آباد میں قیام کرو۔ اور کچھ روز کے لئے تفکر و تردد سے آزاد ہو جاؤ۔ اور نوبت جو تمہیں عطا ہوئی ہے اسے دل کھول کر بجاؤ۔ اس کے بعد اپنا قسمی پوسٹین اور زرین کار چوغہ جو پہنے ہوئے تھے مرحمت فرمایا اور رخصت کر دیا۔

(اس سفر سے) واپس پر جبکہ بے غیرت مرہٹوں سے جنگ کر کے اور انہیں مغلوب کر کے خزانہ کو دیکھنا تمام، حضور میں پہنچا تو گھوڑا مع سونے کے ساز اور خنجر مع کفن اور خلعت خاص جو خود (شہنشاہ) پہنے ہوئے تھے (اسے) عنایت کیا

جب اس نے یہ سلسل عنایات دیکھیں تو محرم خاں کی معرفت عرضی گزاری کہ اس بڑے غلام نے بلخ میں جو خدمات انجام دی ہیں ان پر نظر کر کے یہ خادم بھی چند عنایات کا امیدوار تھا۔ لیکن چونکہ (دربار میں میرے) دوستوں کی قلت اور دشمنوں کی کثرت ہے اس لئے اب تک اظہار مطلب کی جرأت نہیں کر سکا۔ اب اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے یہ عرضی پیش کرتا ہوں۔
نقل عرضی:

پیر و مرشد عالمیان سلامت!

بخشی گری کی دو نوکریاں ہیں اور ان دونوں پر بد مذہب اور دیو صفت ایرانی مقرر ہیں۔ اگر ایک بخشی گری کی ملازمت اس بُرائے خادم کو مرحمت فرمائی جائے تو دین کی تقویت کا باعث بھی ہوگا اور ملعون کافروں سے کام کو بھی چھینا جائے گا۔ اسی عرضی پر تحریر فرمایا: ”جو کچھ (اس نے) اپنی قدیم خدمات کے سلسلہ میں بیان کیا ہے وہ سچ ہے اور حسب توفیق قدردان بھی عمل میں آتی ہے۔“

جو کچھ بد مذہب ایرانیوں (شیعوں) کے متعلق لکھا ہے (اس سلسلہ میں خیال رکھنا چاہیے کہ) دنیا کے کاموں میں مذہب کا واسطہ کیا معنی رکھتا ہے اور امور انتظامی میں تعصب کا کیا دخل۔ مکمل دیکھ دلی الدین“ اگر یہی قاعدہ مقرر ہوتا تو پھر تمام راجاؤں اور ان کے متعلقین کو ہم کو قتل کر دیتے۔ لائق لوگوں کی تبدیلی عقلمندوں کے نزدیک مذہم بات ہے۔ بخشی گری کی تقرری کی جو درخواست کی وہ بروقت اور بر محل ہے کہ (وہ) اس خدمت (کی تقرری) کے لائق منصب رکھتا ہے۔ (لیکن اس وقت) جو بات مانع ہے وہ یہ کہ تورانی لوگ کہ جو ہمارے بزرگوں کے ہم شہر ہیں۔ یعنی جن لوگوں کی طرف (تم نے) اشارہ کیا ہے۔ اس مضمون کے بموجب کہ خود اپنے آپ کو جان بوجھ کر ہاکت میں نہ ڈالو، عین لڑائی کے وقت بھی واپس لوٹ آنے میں کوئی بُرائی نہیں سمجھتے۔

اگر یہ امر اس وقت رونما ہوتا جب کہ چارہ کی فراہمی جاری تھی تو کوئی مضائقہ نہ تھا۔

لیکن اس وقت عین لڑائی کے وقت مشعل ہے۔ اگر خداخواستہ ہمارے ہمراہیوں میں یہ صورت واقع ہو جائے تو ایک کھنڈ میں تمام قہقہہ ختم ہو جائے گا۔

اگر اس (ہزاروں بارک) تجربہ کار ہونے کی بات سے بھی انکار ہو تو پھر مفصل بیان کریں۔ لیکن ایران لوگ خواہ ملکی ہوں یا غیر ملکی اگرچہ اپنے بل کب میں مشہور ہیں لیکن اس قسم کی باتوں سے بہت دور ہیں۔

”انصاف کرو کہ اس بڑے آدمی کا جہل کوٹری کی طرح مزاج رکھنے والے ہزار عقلوں سے بہتہ ہے۔ صرف ایک عقل سائے لشکر کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ آسمان میں اولہ بھی اینٹ کی طرح لگتا ہے۔“

۴۰) بردباری و حکم آمیزی

یاد علی بیگ نے ہمارے زبان میں عرض کرایا کہ حمید الدین خان بہادر نے محمد مراد کے ساتھ سخت گفتگو کی۔ محمد مراد نے کہا اے مردک تو بھی چیلہ ہے اور میں بھی چیلہ۔ اس بات پر حمید الدین خان نے نوکری سے استغفرت دیا اور میر بخش بہرہ مند خاں کے پاس استغفرت کا کاغذ بھیج دیا۔

اس پر تحریر فرمایا: ”مردک کوئی گال نہیں ہے صرف تصغیر کا صیغہ ہے۔ یعنی چھوٹا آدمی۔ دنیا کے سائے آدمی بڑے آدمی نہیں ہیں۔ شاید خان بہادر کو چیلہ کہنے پر غصہ آیا ہوگا۔“

”جو شخص اپنے سے کمتر شخص سے دست درگریاں ہوتا ہے وہ اس کمینہ شخص سے بھی پہلے خود اپنا راز فاش کر دیتا ہے۔“

”جس عقائد شخص نے (کمینہ) شخص سے گفتگو کی اس نے گویا اپنے آب و ارمو کی پتھر پرے مارا۔“

۴۱) شاہنواز خاں

سنت مرزا صدر الدین محمد خاں صفوی کہ جس کو آخر میں شاہنواز خاں کے خطاب سے نوازا گیا کسی نامناسب عرض پر منصب سے ہٹا دیا گیا۔ چالیس ہزار روپیہ سالانہ مقرر کیا تھا۔ ایک سال کے بعد اس کے باپ سلطان صفوی کے حقوق یاد آئے کہ اس نے دارا شکوہ سے جنگ (کے دوران میں نہایت استقامت دکھائی تھی۔ اس کی طلبی کا فرمان خلعت خاص کے ساتھ گرزداروں کے ہاتھ بھیجا۔

خان مذکور نے فرمان لے کر بوسہ دیا اور خلعت کو پہن کر آداب بجا کر عرض کرایا کہ ایک مدت سے بے منصب ہونے کی وجہ سے حال تباہ ہے اور خدمت میں حاضر ہونے کے سلسلہ میں ایک پوسے لشکر کے خرچ کی استطاعت نہیں ہے اس لئے بنگالہ سے آنیوالے قافلہ کا انتظار ہے کہ وہ آئے تو اس کے ہمراہ خدمت میں حاضر ہوں، اس پر تحریر فرمایا:

”بوسے لگی اور باد سحر راہ میں ہیں اور اگر اپنے آپ سے جانا ہے تو پھر اس سے بہتر قافلہ نہیں ہے۔“

فریاد کہ دل کی گرفتاری کے اسباب حلقہ زنجیر کی طرح سے فاصلہ نہیں رکھتے بظاہر یہ عند معقول ہے لیکن درحقیقت یہ (عذر محض) سُستی اور دل تنگی کی بنا پر ہے اللہ تعالیٰ سُست قدم لوگوں کی راہبری فرمائے۔

۴۲) میرزا معز فطرت موسوی

بہرہ مند خاں کو کہ اس زمانے میں بخش تھا۔ حکم ہوا کہ موسوی خاں عرف میرزا معز فطرت غرور کی وجہ سے ہرگز عرضی مطلب نہیں کرتا اور نہایت پریشانی میں (زندگی گزارا)۔

ہے۔ جب تک وہ (از خود) عرض حال نہیں کرے گا ہم اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کریں گے۔

(بہزمنند خاں کو) چاہیئے کہ یہ پیغام (موسوی خاں کو) پہنچا کر (اسکے جواب میں اس کی مرضی لاکر) ہمارے) ملاحظہ میں پیش کریں۔

چنانچہ پیغام کے بعد موسوی خاں نے عرضی پیش کی۔ تمہارا علم میرے حال کے متعلق۔ میرے بیان کے مقابلہ میں کافی ہے؛

شعر۔

۱: ہم بے زبان طلب میں پروانے کی اُمت ہیں۔ ہمارے لئے عرض مطلب کی نسبت جل مرزا زیادہ آسان ہے۔

۲: غلامی کے غرور کی وجہ سے زبان عرض خاموش ہو گئی ہے۔ ان درست باتوں نے مجھے غلط راہ پر ڈال دیا ہے۔

۳: بحر کرم کو خود موج کے سبب قرار نہیں۔ سوال کر نیوالے خواہم خواہ اصرار کرتے ہیں اس پر تحریر ہوا کہ "حقیقتاً صحیح لکھا ہے"

شعر۔

کوئی شخص بھی اپنی عادتوں کی اصلاح نہیں چاہتا۔

جس شخص کو بھی دیکھا وہ اپنے عادتوں کی آزمائش (اور تحسین) میں مصروف نظر آیا۔ اس حدیث کے مطابق کہ سلطان قتل اللہ ہوتا ہے۔ جب کبھی بادشاہ وقت خود اپنے نوکروں سے ان کا مدعا دریافت کرے اور وہ اس خوبی سے جواب دیں تو اخلاق سے بعید ہے کہ اس (نوکر) پر دوبارہ مہربانی و کرم نہ ہو بلکہ

۱۔ اکثر عالم گیر جلد سوم صفحہ ۶۳ پر میرزا مظفر خاں موسوی فطرت کا حال درج ہے۔
باقی اگلے صفحہ پر

(۶۳) اُجرت بلا خدمت

مخلص خاں نے سلطان محمود کے پاس میں جو شہد مقدس کے پنجائے سادات

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ؛

خلاصہ یہ ہے:

سیدالسادات میر محمد زین شہیدی کا نواسہ تھا جو وہاں کے علماء میں ممتاز تھے۔ میرزا مظفر ابتداء میں شباب میں اپنے والد میرزا فخر سے لڑکر حرقم کے سادات موسوی میں تھے دارالسلطنت اصفہان چلا گیا اور وقت علماء و فضلاء کا مرکز تھا۔ وہاں علامہ آقا حسین خوانساری کے سامنے زانوئے تلمیذ کیا اور طبع رسا اور ذہانت کی بدولت علوم عقلیہ میں گیارہ روز گزار ہو گیا۔ ششہ ہجری میں ہندوستان کو ہجرت کی۔ چونکہ قسمت کا ستارہ اسکے علم کی طرح بلند تھا جلد ہی اورنگ زیب کی عنایت کامرگز بنا اور اورنگ زیب کی بیوی کی بہن شاہزادہ صفوی کی بیٹی سے شادی ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ حسن ابدال کے مقام پر ایک روز اس کا شیخ عبدالعزیز عزت سے مباحثہ علمی اور مذاکرہ حکمی ہوا۔ اور بحث نے کافی طول کھینچا۔ شیخ نے کہا کہ تم جو کہتے ہو اس کی کیا سند تمہارے پاس ہے؟ میرزا نے جواب دیا کہ شیخ بہاؤ الدین محمد سے سند ہے شیخ عبدالعزیز عزت نے کہا میں نے شیخ بہاؤ الدین پر بائیس جگہ اعتراض کئے ہیں۔

(بیت و دو جاحوت کردہ ام)

میرزا نے جواب میں کہا ہاں وہ حرفِ تہجی پڑھ دیتے ہوں گے۔ آخر بحث میں اتنی تلخی پیدا ہو گئی کہ شیخ کو غصہ آگیا اور کہنے لگے کہ تم شیعہ لگتے ہو کہ غل کے وقت گزرتے ہو! سبب کیلئے؟ میرزا نے تہمتہ مارا اور کہا کہ یہ مسئلہ یا تو لاہور کی کچنوں کے بھڑدوں نے ایک دفعہ محمد سے پوچھا تھا یا آج تم نے پوچھا ہے۔

بہر حال ابتداء میں صوبہ پٹنہ و بہار کی دیوانی پر مامور رہا۔ پھر ۱۱۸۵ھ میں دکن
باقی اگلے صفحہ پر

میں سے تھے اور نہایت پریشان حال تھے، اور خان مذکور (مخلص خاں) کو سید مذکور (سلطان محمد) سے بہت زیادہ عقیدت تھی۔ نصرت نقدی اور جاگیر میں اضافہ کے متعلق ایک عرض دی۔

(اس پر تحریر فرمایا کہ جس نے نیک عمل کیا وہ اس کی ذات کے لئے ہے اور جس نے بُرائی کی وہ بھی اسی کے لئے ہے۔)

سید مذکور کے اقویٰ اور نیکی کے متعلق تمام اطلاع ہے لیکن نوکری کی کیا شرط ہے مزدور کو چاہیے کہ بغیر خدمت کے اجرت کو جائز نہ رکھے کہ یہی نیکی و برکت ہے۔

شعر
پاؤں کی انگلی سے اگرچہ گرہ نہیں کھل سکتی لیکن روزی کے عقد ہے سہی
قدم سے ہی کھتے ہیں۔

(۴۳) نیکی غافل و نوب

دیوان اعلیٰ کی کچہری کی اطلاعات سے معلوم ہوا کہ میر حبیب اللہ جون پوری نے جس کے

بتیہ عاشقہ منو گزشتہ،

کا دیوان بنایا گیا۔ ۱۹۹۰ عیسوی میں انتقال ہوا۔ کماشہ موسیقی تاریخ وفات ہے۔
فارسی کا اعلیٰ درجہ کا شاعر تھا۔ خوش خیالی و نازک تلاش اور انداز پر داری و بند آفرینی میں ممتاز تھا۔
ابتداءً سخن میں موسیقی اور بعد میں فطرت تخلص کرتا تھا۔ یہ شعر اس کا ہے۔

سہ سہ راہ معصیت ہاشد پریشانی مرا

داشت سرمانی نگہ زالودہ دامانی مرا

نشدہ معصیت بدنی ست از بے چادری کے محاورہ سے یہ شعر پیدا کیا ہے۔ ۱۲۔ قادری

ذمہ جزیہ کی امانت (وصول کرنے اور رکھنے کی) خدمت تھی چالیس ہزار روپیہ بلاشبہ شاہی روپے میں سے خرچ کر دیا۔ (اس کی اسکو) خود اقرار ہے۔ عنایت اللہ خان نے کچہری میں بٹھا کر وصول کر نیوے مقرر کر دیئے ہیں تاکہ اس سے وصول کریں۔

سید مذکور کہتا ہے کہ جان حاضر ہے مال دنیا میں سے کچھ پاس نہیں ہے۔ اطلاع نامے پر تحریر فرمایا گیا۔ وصول شدہ مال کو دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش کیوں کی جائے؟ اس سے پہلے برہان پور کے حالات میں بار بار (ہمیں) مطلع کیا گیا ہے کہ سید مذکور جو کچھ بھی پاتا ہے وہ مستحقین میں تقسیم یا کار خیر میں صرف کر دیتا ہے۔

چوں کہ اس عاصی غرق معاصی (اور ننگ زریب) کا مال بھی نیا بتا (اسکی طرف سے) کار خیر میں صرف کیا ہوگا۔ اس لئے اس کی واپسی بے کار ہے۔ ہم اللہ سے اپنی نفیس شہر سے پناہ مانگتے ہیں۔

(۴۵) اشنا عشرہ

اسلام پوری عزت بہم پوری سے کہ (جہاں سے) ۱۲۲۰ھ کے ماہ جمادی الثانی میں دکن کے قلعوں کی فتح کے لئے کوچ فرمایا تھا حکم ہوا کہ ہر روز مخلص خاں کی جو بخش دوم تھا خانہ زادوں وغیرہ میں سے دس آدمی منصبدار و کھنوں کے علاوہ، نظر مبارک سے گذریں۔ خان مذکور نے عرض کیا کہ ”اگرچہ آیت کریمہ ”تک عشرۃ کاملۃ“ کے مطابق حکم ہوا ہے کہ دس افراد روز پیش ہوں۔ اگر بارہ بھی ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ حکم ہوا بہتم نے بے دلیل عرض نہیں کیا ہے۔

شعر

”وقت کی گھڑیاں اور فلک کے برتوں کو دیکھو، روز و شب اور آسمان بھی بارہ ہیں“

محمد امین خاں نے عرض کیا: ”جی ہاں صحبت کا بھی عجیب اثر ہوتا ہے یہ آج ہی معلوم ہوا
بارہ کی جگہ چار کیوں نہ ہوں؟“ حکم فرمایا ”چار بھی بارہ میں شامل ہیں“ (پھر متبسم ہو کر فرمایا:-
”تین کیوں نہ ہوں؟“ لیکن بارہ کو تین سے دو گئے دو گئے کی نسبت ہے تم کو اختیار
ہے جس میں بھی خلق خدا کا زیادہ فائدہ ہو اسے عمل میں لاؤ۔

۴۶۔۔۔۔۔ راہ زندگی ہموار نیست

حیدر آباد و بیجاپور کی فتح کے بعد حمید الملک مدارالہمام نے عرض کیا کہ:
”احمد اللہ قادر متعال اور اقبال بے زوال کے فضل سے دونوں ملک فتح ہو گئے۔
اب حکومت کی بہتری اسی میں ہے کہ شاہی جھنڈے ہندوستان بہشت نشان کی طرح
متوجہ ہوں (یعنی افواج شاہی دکن سے شمال بند واپس ہوں) تاکہ لوگوں کو معلوم ہو
جائے کہ اب کوئی کام باقی نہیں رہا۔“

اس پر تحریر فرمایا: ”اس ہمہ دہان خانہ زادے تعجب ہے کہ ایسا لکھا ہے اگر
مقصد یہ ہے کہ لوگوں پر یہ ظاہر ہو جائے کہ اب کوئی کام باقی نہیں رہا تو خلاف واقعہ
ہے۔ جب تک کہ فانی عمر کا ایک سانس بھی باقی ہے شغل و کار سے خلوس ممکن نہیں۔“

شعر

”بسی امیدوں کے راستہ پر چلنے والے کو کسی ریسری کی ضرورت نہیں۔ جب
تک سانس باقی ہے زندگی کا راستہ ہموار نہیں ہے مشکل یہ ہے کہ بھاگا ہوا
دل وطن کا آرزو مند ہے شبنم اس طرح گئی کہ چمن کو یاد کرتی ہے۔“

اگر اعلیٰ حضرت (شاہجہان) ہمیشہ دارالافت اور مستقرالافت میں مقیم نہ رہتے
اور ہمیشہ سفر میں رہتے تو کام یہاں تک نہ پہنچتے جہاں تک کہ پہنچے۔ اور اگر ادب کی وجہ
سے عرض نہیں کرتے اور قلعوں کو فتح کرنے میں مشغول اٹھاتے ہیں (تو آئندہ قلعوں کے

محاصرہ کے لئے میں خود متوجہ ہوں گا۔

۷۔ غریب عشق کو اندیشہ خطر کیا ہے

سرگندہ شستہ کو پروانے در دہر کیا ہے

احمد اللہ ہم جس جگہ اور جس مقام میں بھی ہیں۔ وہاں سے گزرنے میں دل کو ہم نے
تعلقات سے آزاد کر لیا ہے اور مرنے کو اپنے لئے آسان بنالیا ہے۔

شعر

”دل بستگی کی گرہ کو تو آہستہ آہستہ کھول ورنہ موت اس دورے کو ایک دم
غفلت میں کھینچ لے گی۔“

۴۷۔۔۔۔۔ کوچ در ایام علالت

جس وقت کہ برہم پوری سے جس کا نام حضور نے اسلام پوری مقرر کیا تھا قلعوں
کی فتح کے لئے کوچ فرمایا تو یہ مقرر کر دیا تھا کہ چاہے بیماری ہو یا صحت سوائے مجمعہ
کے اور کسی دن قیام نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ خواص پورہ پہنچنے تک کون کے زانو میں تکلیف
پیدا ہوئی۔ دوبارہ تکلیف سخت ہو گئی۔ ایک ہارپ اور ایک بار اسہال۔ لیکن سوائے
جمعہ کے ہرگز قیام نہ کیا۔ بیماری کے ایام میں کھل چھت کے سروروں پر سواری مقرر کی تھی
برخلاف صحت کے کہ (اطراف میں) شیشہ لگے ہوئے سروروں پر سواری مقرر تھی۔
اتفاق سے جب خواص پور میں زانو کو تکلیف پہنچی تو جمعہ کی شب تھی۔ اسی وقت فرمایا
کہ کوچ کا قلعہ بجایا جائے۔ حمید الدین خاں نے چونکہ جرأت زیادہ رکھتا تھا عرض کیا
اسلام پوری سے آتے وقت جو حکم دیا گیا تھا اس کے خلاف عمل کیا جاتا ہے متبسم فرمایا:
اور کہا کہ اگر منطق کا ذرا بھی علم ہوتا تو ایسا عرض نہ کرتے۔ (اس وقت) بات جمعہ کے
علاوہ قیام کرنے کے متعلق تھی۔ غرض کوچ کے اہتمام سے ہے نہ یہ کہ جمعہ کے روز

کوچ بھی نہ کیا جائے گا۔ مخالفت مفہوم اصلی معنی سے متعارض نہیں ہوتا۔

۲۸) سزائے اوباشی

میرزا قنبر نے جو جمدۃ الملک مدارالمہام کا نواسہ تھا۔ دارا سکھت میں اوباشی کو اپنا شیوہ بنا کر لوگوں کے ماں اور سرت و آبرو پر ظلم کا ہاتھ دراز کیا۔ بار بار اپنے ساتھیوں کے ساتھ بازار میں آکر بقال اور شیرینی فروش وغیرہ کی دوکانیں لوٹتا تھا۔ اور ہندوؤں کو جو دریا پر نشان کو جاتی تھیں اپنے آدمیوں سے چڑوا کر طرح طرح کی فحشیت اور بے شرمی کرتا تھا۔ وقائع اور سوانح کے ذریعے جتنی مرتبہ اس کی اطلاع (بادشاہ کو) پہنچتی تھی ہر مرتبہ صرف اتنا ہی تحریر ہوتا تھا کہ جمدۃ الملک (اس کے سوا) اور کچھ نہ لکھتے تھے یہاں تک کہ ایک بار اطلاع پہنچی کہ گھنٹا نام کا بحسریہ (علازم توپ خانہ سے کاری) شادی کر کے بیوی کو ڈول میں سوار کرا کے خود گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے ساتھیوں کیساتھ میرزا قنبر کے دروازے سے گذرتا تھا۔ اوباشوں نے اسے خبر پہنچا دی چنانچہ میرزا قنبر ان کے ایک گروہ کو لے کر آیا اور ڈول کو کھینچ کر اپنے گھر لے گیا۔ دو نفر اسے گئے اور چھ نفر خفی ہوئے۔ یہ خبر بادشاہی توپ خانہ کے آدمیوں کو پہنچی وہ جانتے تھے کہ اکٹھے ہو کر میرزا قنبر کے گھر پر تجوم کریں۔ عاقل خاں نے کوتوال کو بھیج کر روک دیا اور اپنے خواجہ سر کو جمدۃ الملک کی بیٹی اور میرزا قنبر کی ماں قمر النساء بیگم کے پاس بھیج کر بہت ڈانٹ ڈپٹ کی۔ چنانچہ اس بیچاری ہندو عورت کو آبروریزی اور بے عزتی کے بعد خواجہ سر کے حوالے کر دیا گیا۔ اور توپ خانہ کی جمعیت کو تسلی دی گئی کہ (یہ بات) وقائع و سوانح میں داخل کر دی جائے گی اور حضور کی طرف سے اس کا تدارک ہوگا۔ اس سبب انہوں نے فساد سے ہاتھ اٹھالیا۔

مطالعہ کے بعد کاغذ پر تحریر فرمایا کہ جمدۃ الملک مدارالمہام حسب حکم مقدس معلی

یعنی اور نام زیب کے حکم سے، عاقل خاں کو لکھیں کہ اس ابرنا بکار ضائع روزگار میں اثر (میرزا قنبر) کو قلعہ سے جا کر قید کر دیں۔ اور اگر اس کی والدہ شدت محبت کے سبب جو بیٹے کے ساتھ ہے اس سے جذباتی اختیار نہ کر سکیں تو ناظر کو حکم سے دیا جائے کہ قمر النساء بیگم کو چند روز میں نہایت احترام کے ساتھ لیجا کر قلعہ سے جایا جائے اور ان کے بیٹے کیساتھ رکھا جائے۔ اور عاقل خاں قمر النساء کی رہائش کے لائق عمدہ مکان انہیں دیں۔ کیونکہ ان کو خالہ زاد بہن ہونے کا تعلق ہے۔ اور صفات حسنہ سے موصوف ہیں۔ ان کی رعایت ظاہر اوباشوں دونوں طرح کرنی چاہیے لیکن مخالفت فرزند کے ساتھ، حضرت فتح علی بن علی بن حسین علیہ السلام کی علاج کر کے جو دوسرا کوئی کر سکتا ہے۔ بہانے اور جذبات کو ایذا پہنچانے سے روکنا، جو خالق کی لمانت میں لازم ہے۔ کوتوال کے پاس پیاسے گھر کے چاروں طرف اور صد دروازوں کے سامنے پاسبانی کریں کہ وہ موزی غار سے نہ نکل بھاگے۔

شعر

”یہ مخالفت شیطان کی خلعت ہیں۔ اور چند نیک نلموں کو بدنام کرنے والے ہیں۔“
جمدۃ الملک نے اسی وقت حکم کے مطابق لکھا اور بغیر بند کئے ہوئے مع اپنے خط کے جو عاقل خاں کے نام لکھا تھا نظر اقدس سے گذارا۔ اس خط کا مضمون یہ تھا کہ:
”برا در مشفق مہربان میں اس محبت کے پیش نظر جو بہانے درمیان اعلیٰ حضرت (شاہجہان) کے عہد سے ہے۔ مجھے آپ سے یہ توقع ہے کہ قنبر فاجر سے آپ چچا بھتیجے کی نسبت رکھیں گے۔ اگر خواجہ سر کو بھیج کر اسے اپنے حضور طلب کر کے پاس تہرب خار دار سے ماریں تو آپ کے، اس بھائی کے محبت بھرے دل کو تسکین و آرام پہنچے گا۔ لکڑی کے کانٹے اس محبت بھرے دل سے کانٹوں کو نکال دیں گے۔“

اسے جس کے ہنود بکسر پہنچاتے تھے اب بھر چوٹی کہتے ہیں شاہی قہر میں انہیں سے بھرتی ہوتی تھی۔
اسے عاقل خاں منشا سے اپنی وفات ۱۹۹۱ء تک دہلی کا صوبہ دار تھا۔

مطالعہ کے بعد اس خط پر تحریر فرمایا کہ (میری) خالہ زاد بہن کے لڑکے کو دوسرا تنبیہ نہیں کر سکتا۔ اگر میری زندگی باقی ہے اور موت مہلت دیتی ہے کہ دارالکھافت واپس ہوں تو اللہ اللہ خود اپنے ہاتھ سے تنبیہ کروں گا۔ وہ ہمارے بیٹے کے برابر ہے۔ لیکن فرزند بہتر کا کیا علاج۔ غلام کو مارنا اس کے آقا کی اہانت ہے۔

۴۹) گورنر کو سرنش

کابل کے وقائع سے اطلاع پہنچی کہ گیارہ ہزار گھوڑے سواری کے لائق، دو گھوڑوں پر ایک سائیس، کابل میں داخل ہوئے۔ اس کاغذ پر تحریر فرمایا کہ: امیر خاں سے تعجب ہے کہ خالہ زاد اور ہمارا مزاج دال اور تربیت کردہ بہت اور اس طرح کی غلطی کی ہے۔ گویا پانچ ہزار پانچ سو سوار جزا غیر ملک بادشاہی ملک میں داخل ہو گئے۔ آخر یہی لوگ تھے کہ افغانوں کے ہاتھوں سے انہوں نے ملک ہندو چین لیا تھا۔ آئندہ اس قسم کے فعل سے احتراز کیا جائے اور اس کا تدارک اس طرح کرے کہ جب گھوڑوں کا گھر پہنچے تو بیس گھوڑوں پر ایک سائیس مقرر کیا جائے اور وہ بھی ایسا ہو کہ چونکا رہ، بڑھا، مضمحل، در بیچارہ ہو۔

۵۰) از منکر دشمن بغفلت مباش

کابل کے صوبہ دار امیر خاں کی عرضداشت سے علم ہوا کہ غزنین کے تھانیدار کی

۱۔ امیر خاں پسر خیل خاں ۱۲۹۵ھ سے ۱۲۹۸ھ تک کابل کا گورنر تھا۔

۲۔ شاہ اس صفت ہے کہ کھد بختیار کے فرجیوں نے جب بنگال پر حملہ کیا تو انہیں بجائے

کابل کے گھوڑوں کا آٹا خانا کیا تھا۔ (ج۔ ن۔ س۔)

تحریر سے معلوم ہوا ہے کہ ایرانی سرحد کا نصف ۳۶ میل ہے (اٹھارہ کروہ) اس طرف (یعنی ایران) کا تھانہ دار جو قندھار کی سمت میں ہے کہتا ہے کہ اگر اسے (ہماری طرف) چار میل اندر تھانہ چوک بنانے کی اجازت دے دی جائے تو ہر سال سو عراقی گھوڑے حضور کی نظر کئے جائیں گے۔ چونکہ اس طرف کا سابق تھانہ بے آباد ہو چکا ہے اور چار میل (ہماری طرف) پانی ہے۔ اس لئے یہ التماس کی گئی ہے۔

اس پر تحریر کیا گیا کہ ایرانی تھانہ دار کو آب و رنگ بخشنا اپنی صوبہ داری بے آبرو کرنا عقلمندوں کا کام نہیں۔ لیکن:

”طبع کے تین حروف ہیں اور ہر حرف خال ہے۔“

اپنے علاقے کی طرف چار میل اجازت دینے کے کیا معنی؟ دو قدم بھی اجازت نہیں۔ تمام مذاہب میں یہ مسئلہ فتنی سند ہے کہ صفائر پر اصرار کرنا گویا کباٹر پر اصرار کرنا ہے۔ اس مزاج دال خالہ زاد پر تعجب ہے کہ سات برس کی عمر سے ہمارے حضور تربیت پائے اور ایرانیوں کی تدبیروں سے غافل ہے۔ خود اپنے آپ سوچنا چاہیے کہ ایسے پہل کام کے لئے کہ اس طرف چار میل تھانہ بنانے کی اجازت دی جائے کس طرح سو عراقی گھوڑوں پر تیار ہو گئے جن کی قیمت نہایت زیادہ ہوگی۔۔۔۔ وہی مثل ہے:

”انٹل کا سر اپڑتا ہے توڑنے کی فکر میں، پھر ایک دم ہاتھ توڑنے کی جرأت کر لے۔“

”تو دشمن کی فکر سے غافل مت رہ، ہمیشہ اس کے سیاہ چہرے کو کھڑے تیار۔“

مشہور مثل ہے کہ:

”عقل اور دولت ایک دوسرے کے ساتھی ہیں، جس کسی کو عقل نہیں، دولت بھی نہیں۔“

عوام کا انجام، عوام پریش جانوروں کے ہوتے ہیں، یہ سمجھتے ہیں کہ جو کوئی دولت مند ہو گا وہ عقلمند بھی ضرور ہو گا۔ اور یہ غلط ہے۔ معنی اس کے یہ ہیں کہ جس کسی کے عقل نہیں ہے اس کی دولت بھی پائیدار نہیں، گویا کہ ہٹی نہیں۔ اس معاملہ میں کلام کو طول دینا

ٹھنڈے لوہے کو پیٹنا اور پرانے کپڑے کو سینا ہے۔

⑤۱ مرد خدا بامشرق و مغرب غریب نیست

ملک التجار محمد صادق نے ایران سے جو اطلاع بھیجی اس سے معلوم ہوا کہ شاہ عباس نے دارالسلطنت اصفہان سے چل کر شہر سے دو فرسخ (چوبیس میل) قیام کیا اور پیش خیمہ لگا کر آباد روانہ کر دیا۔ حضرت عالمگیر اسی وقت اپنے اسپہ تازی پر سوار ہو کر برآمد ہوئے اس وقت کسی کو کچھ عرض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ محمد امین خاں پسر میر جملہ نے کہ نہایت گستاخ تھا عرض کیا کہ ابھی پیش خانہ روانہ نہیں ہو سکتا ہے۔ پیش خانہ پہنچنے تک توقف کرنا ضروری ہے۔ جواب میں فرمایا کہ بے اطلاع تو ہم معذور تھے لیکن علم ہونے کے بعد تساہل اور غفلت اقبال کے زوال کی علامت ہے۔ پیش خانہ کا پہنچنا کیا ضروری ہے۔

شعر

”مرد خدا بامشرق و مغرب میں اجنبی نہیں ہوتا، جہاں کہیں بھی جائے ملک خدا اس سے جدا نہیں ہوتا۔“

باغ میں داخل ہونے کے بعد دیوان عام منعقد کر کے ارباب کار متصدیوں اور ملاکوں سے فرمایا کہ کل کوچ ہوگا اور لاہور میں قیام کیا جائے گا۔ خان سالار نے عرض کیا کہ یہ کوچ یک سخت کیا گیا ہے۔ ساز و سامان کی بہم رسانی مشکل ہے۔

ماشہد احکام ۱۱۶۶ء میں اورنگ زیب آگرہ میں تھا کہ رپڑوں سے معلوم ہوا کہ ایران کا بادشاہ عباس دوم ہندوستان پر ملک نیت سے خراسان میں داخل ہوئے۔ شہنشاہ نے اپنے بیٹے معظم کو جو نیت ملک کے ساتھ فوراً پنجاب روانہ کر دیا۔ ۹ اکتوبر کو خود آگرہ سے دہلی کے لئے روانہ ہوا۔ ۱۲ دسمبر کو بالہم کے مقام پر یہ اطلاع ملی کہ شاہ عباس کا انتقال ۱۲ اگست کو ہو چکا تھا۔

عرض پر تحریر فرمایا کہ ابدی سفر جس سے لوگوں کو کوئی مضر نہیں ہے اس طرح دفعہ بے خبری میں پیش آئے گا۔ اس وقت کیا کروں گا۔ اس سفر کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیئے جس طرح سے یہاں تک پہنچا ہوں اسی طرح آگے بھی پہنچوں گا۔ بلکہ اگلی منزلوں کے تعین کی بھی ضرورت نہیں۔ جس قدر ہو سکے گا چلتا رہوں گا۔

”رہبر فرماؤ اہل کو حاجت منزل نہیں۔“

⑤۲ ایرانیوں و ہندوستانیوں کا فرق

تھانہ غزنین کے وقائع سے اطلاع ملی کہ سہمان قلی تھانہ دار سرحد ایران نے کابل کے صوبہ دار امیر خاں کو ایک خط لکھا ہے کہ ہر دو سرحدوں کے درمیان فاصلہ بارہ میل (چار فرسخ) کا ہے۔ احمد شہد کہ طرفین میں اخلاص و محبت ہے۔ اور کسی طرح بھی جدائی اور لفاق کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ چاہیے کہ ایک طرف کے لوگ دوسری طرف آبادی و خوشحالی کا دور دورہ ہو۔ امیر خاں نے جواب میں لکھا کہ حضور پر نور میں عرض کیا جاتا ہے اور جو کچھ جواب ہوگا لکھ دیا جائے گا۔ یہی مضمون کابل کے سوانح سے معلوم ہوا۔

وقائع غزنین کی فرد پر تحریر فرمایا کہ جواب سوانح کابل کی فرد پر تحریر ہے۔ اور سوانح کابل کی فرد پر تحریر فرمایا کہ خانہ زاد مزاج داں امیر خاں سے بڑا تعجب ہے کہ اس کے بزرگ نسل بعد نسل صاحب قرآن کے بزرگان دولت کی صحبت میں رہے ہیں اور پھر بھی اس مضمون سے غافل رہا۔

شعر

”جب دشمن نرم ہو تو احتیاط کا دامن ہاتھ سے مت چھوڑو جس طرح گھاس کے نیچے پانی چھپا ہوتا ہے اسی طرح درپردہ مکاریاں پوشیدہ ہو سکتی ہیں! بغیر کسی تعصب اور عداوت کے کہا جاسکتا ہے کہ چونکہ خورشید ایران کامرئی دکھا

جاتا ہے وہاں کے لوگوں کی عقل دوسری اور دینی کے اعتبار سے بہت اہل ہند کی عقل کی طرح بھاری زمل (سمجھا جاتا ہے چار گنی زیادہ ہے۔ لیکن قصور یہ ہے کہ (ایرانی) زہرہ کی شرکت کے سبب آرام طلب واقع ہوئے ہیں۔ برخلاف زمل سے منسوب (اہل ہند) کے کہ وہ محنتی واقع ہوئے ہیں لیکن زمل کی قربت شتر سے (بہ نسبت خورشید کی زہرہ سے) زیادہ ہے۔ لیکن زمل میں قدرے پستی فطرت اور دنائت پائی جاتی ہے سوائے بعض اشخاص کے کہ جن کے زانچہ میں کوئی دوسرا ستارہ ان کی مدد کرتا ہو۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایرانیوں کی عیاریوں سے مدد و رہنمائی ہو اور ہرگز اس طرح کی صلح آمیز بات عرض نہ کرو جو اس خانہ زاد کی کم عقلی پر محمول کی جائے۔

سیلاب کا پابوسی کرنا ہی دیوار کو گرا دیتا ہے :

۵۲) افسران زیر دست کی پشت پناہی

حیدرآباد کے نائب صوبیدار جاں نثار نے روح اللہ خاں کی طرف سے (قائم مقامی کرتے ہوئے) عرضی پیش کی کہ اگرچہ یہ خانہ زاد بخشی الملک روح اللہ خاں کے کہنے سے نائب صوبہ دار مقرر ہوا ہے لیکن بخشی الملک بے سبب ایذا رسانی کا سبب بنتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ نیابت سے معزول کرائے۔ چونکہ خان مذکور کا مزاج سانپ کی طرح ہمیشہ آزلو کی فکر میں رہتا ہے اس لئے امیدوار ہوں کہ غلام کو حضور میں طلب فرمائیں تاکہ لوگوں کے شر کے دوسوں سے نجات پائے۔

تار کے اوپر ح تحریر فرمایا۔ یعنی حار، اگر حاء، بیچارہ کہ اس کا نام حرف ح اضافہ کرنے سے درست ہوا ہے آزار ہے۔ لیکن خوشے بد کا کیا علاج؟ وہی مثل ہے کہ چور کو دیہاتی کے کہنے سے گرفتار تو کر لیتے ہیں لیکن اس کے کہنے پر چھوڑ نہیں دیتے اور اگر وہ (تمہاری) شکایت کرتا ہے تو (جو اپنے بھائی کے لئے گڑھا کھودتا ہے وہ خود

اس میں گرتا ہے۔ کے بموجب) بخشی گرائی تن کے منصب میں تغیر کر دیا جائے گا۔

۵۲) افسروں کا محاسبہ

دیوان اعلیٰ کی کچہری کے داروغہ یا علی بیگ نے عرض کیا کہ حکم (شاہی) کے مطابق ہر شخص جس کو چھ ماہ تک جاگیر نہ ملے وہ حضور معلیٰ کے وکیل سے دعویٰ کر کے چھ ماہ کی تنخواہ ملے لیتا ہے۔ اس صورت حال کا چلنا مشکل نظر آتا ہے۔ اس خانہ زاد نے سرکار کفایت پر نظر کر کے یہ مقرر کیا ہے کہ جب تک جاگیر نہ مل جائے اس وقت تک تنخواہ کا مطالبہ نہ کریں۔

تحریر فرمایا۔ "پیسے ایک درخواست پھر دوسری درخواست۔ فنا ہونے والی کفایت پر نظر کرنا اور باقی رہنے والے وہاں کو خریدنا عقلمندوں کا کام نہیں۔ چند روز اور صبر کرنا چاہیے کہ اس فرق بھر معاشی کے تاریک ایام کے تمام ہونے کے بعد اور ناخردمند فرزندوں (شاہزادوں) کے ایام میں قیامت تک جاگیر نہ ملنے کے چمکے مل جائیں گے۔ بعد میں آدھی سطروں میں تحریر فرمایا:

تم کہ داروغہ کچہری ہو، لوگوں کی جاگیر کے بارے میں خود کوشش کیوں نہیں کرتے کہ دنیا میں نیک نامی اور عقیقہ میں خیر و نیکی کا موجب ہو۔ اور یہ کہینہ بے کہینہ اور تجزیہ

حاشیہ: روح اللہ خاں اول، حیدرآباد کی فتح کے بعد وہاں کا گورنر مقرر کیا گیا تھا لیکن جلد ہی ہٹا دیا گیا۔ جاں نثار خاں جس کا نام خواجہ عبدالکریم تھا حیدرآباد کا نائب صوبیدار کبھی نہیں رہا لیکن ۱۸۵۷ء میں بیجاپور کا دیون مقرر کیا گیا تھا۔ روح اللہ خاں کو ۱۸۵۶ء میں بیجاپور کا صوبیدار بنایا گیا تھا۔ غالباً یہ واقعہ بیجاپور کا ہے۔ جہاں جاں نثار خاں روح اللہ خاں کے نائب کی حیثیت سے کام کر رہا تھا۔ (ج۔ ن۔ س)

لوگوں کے سنگین حقوق کے بارے سے سبکدوش ہو۔

سے افسوس کہ عمر گشت بے ہودہ تلف

دنیا بہ تعب گزشت و دین فتن زکف

رنجیدہ خدا و خلق راضی تشدد

منافع کردم پاره آب و علف

ترجمہ: افسوس کہ عمر بے ہودہ تلف ہو گئی۔ دنیا پریشانی میں گئی اور دین ہاتھ سے گیا۔

خدا بھی ناخوش اور مخلوق بھی ناخوش۔ ہم نے (جانوروں کی طرح) چارہ پانی منافع کر دیا۔

اگرچہ ہم برسے ہیں اور خود کو برا جانتے ہیں لیکن ہمارے بعد جو بد سے بدتر ہو گا حق تعالیٰ اس سے محفوظ رکھتے۔

⑤ معمار خود مشو

روح اللہ خاں دوئم نے جس کا نام میر حسن متاعی بھیجی کہ قلعہ اسلام پوری ناگلم ہے اور شاہی جھنڈوں کا کوچ (ورود شاہی) نزدیک ہے۔ (اسلئے) مرمت ضروری ہے۔ اس بارے میں جو حکم ہو۔

اس پر تحریر فرمایا کہ استغفر اللہ استغفر اللہ ناگلمی کے مقام پر اسلام پوری کا لفظ لکھنا بے موقع تھا۔ اس کا اصل نام برہم پور ہے وہ لکھنا چاہیئے بدن کا قلعہ اس سے زیادہ ناگلم ہے۔ اس کا کیا علاج ہے؟

شعر

”ہم نے آب و گل کے شغل سے اپنے آپ کو سنوارا۔ خانہ سازی کو

خود سازی میں تبدیل کر دیا۔“

دوبارہ عرضداشت پیش کی کہ اگر حکم ہو تو سرکارِ والا کے معمار برہم پوری کے قلعہ

کا معائنہ کریں۔

اس پر تحریر فرمایا کہ:

”مسابقہ تحریر کے باوجود دوبارہ درخواست کرنا ایک طرح کا کمیل ہے۔“

شعر

”اپنا معمار مت بن کہ گھروں کو برباد کرے۔ ویرانہ بن تاکہ تجھ سے نئی بنیادیں

ڈال جائیں۔ خاک کے برابر ہو جا اور کسی سے گردن کشی مت کر، شاید کہ ٹھوکر سے

ہی غبار بند ہو جائے۔“

اگر زندگی باقی ہے اور ہماری واپسی ہوئی تو مرمت کو خود سمجھ لیں گے۔ اور اگر کچھ اور ظہور میں آیا تو کیا ضرورت ہے کہ آیتہ کریمہ ”بیشک تمہارا مال اور تمہاری اولاد تمہارے دشمن ہیں۔“ کے بموجب غازیوں کے مال کو منافع کریں

⑥ اتحاد قول و فعل

اورنگ آباد کے ناظم، منصور خاں کی عرضداشت نظر سے گزری۔ مضمون یہ تھا کہ شاہی لشکر احمد نگر پہنچ گیا ہے۔ اس لئے یہ عرض کرنا ضروری سمجھا گیا کہ حکم اقدس و اعلیٰ صادر ہوتا کہ اورنگ آباد کے قلعہ کی مرمت کرائی جائے تاکہ دنیا کے فتح کرنے والے پرچموں اور آسمان تک سر بلند جھنڈوں کے یہاں پہنچنے تک تیار ہو جائے۔

شعر

”قبر میں خاک بہر طلب بغل کشادہ کئے ہوئے ہے اور خواجہ بے خبری میں

محل سرا پر رنگ و روغن کر رہا ہے۔ جلد ہی ہی اس کی اس طلب غفلت اور

حرص میں اس کی ہڈیاں الگ اور گوشت الگ گر پڑے گا۔“

اس مزاجدار غلام سے عجیب ہے کہ باوجود اس کے کہ جس دن احمد نگر پہنچے تھے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ احمد نگر کو ہمارے سفر کا اختتام لکھ دیا جائے تو پھر جب احمد

کو اختتامِ سفر کہہ یا تھا تو اورنگ آباد آنے کی کیا صورت ہے۔ چند روزہ حیات گذشتہ میں میری بات میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے سرائے جاو داں کو انتقال کے وقت تک اقوال و افعال میں کوئی تفاوت نہ ہوگا۔

⑤ روزِ نو، روزی نو

عنایت اللہ خاں نے عرض کیا کہ منصب داروں کی مثل جو روزانہ نظرِ اقدس سے گذتی ہے غیر محدود ہے اور جاگیر کی زمین محدود ہے۔ محدود کو غیر محدود کے مساوی کس طرح کیا جاسکتا ہے؟ اس پر تحریر فرمایا:

”استغفر اللہ کارخانہ شاہی درگاہ الہی کا نمونہ ہے۔
”اخلق حیا ل اللہ والرزق علی اللہ“

”مخلوق اللہ کا کفہ ہے اور اس کا رزق اللہ کے ذمہ ہے“

یہ عاجز ذلیل راتب پہنچانے والا (اورنگ زیب) رب جیل کے دکیل سے زیادہ کچھ نہیں۔ بارگاہ الہی کے متعلق محدود اور متناہی ہونے کا اعتقاد عین گمراہی اور تباہی ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ پاشکستہ ہوں، مگر دل شکستہ نہیں! ارشد خاں کی عرض کے مطابق، قلعہ ستارہ کی فتح کے بعد اس فانی اورنگ زیب کی قلمرو میں پانچ یا سات ہزار کے لائق جاگیر شامل ہو گئی ہے۔ اس میں سے تنخواہ دی جائے گی۔ جب کبھی یہ ختم کو پہنچے گا اللہ تعالیٰ نئے دن نئی روزی عطا فرمائیں گے۔

⑤۸ سرکش سرداروں کی سرکوبی

جس وقت ستارہ سے قلعہ پرل کی طرف کوچ فرمایا لشکریوں اور توپ خانہ کے

ملازموں کی تنخواہیں، بنگال کا خزانہ پہنچنے میں دیر ہونے کے سبب چودہ ماہ کی چڑھ گئی تھیں ہزار می منصب پر فائز چاروں معتمدوں نے (بادشاہ سے) برسرِ راہ عرض کیا کہ لشکری ہماری بات نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ میرا آتش (افسر توپخانہ) تربیت خاں کے خلاف ہنگامہ کریں۔ اس پر حکم فرمایا گیا کہ اندرونِ محل کے خزانہ عامرہ سے مطالبات کا نصف ادا کر دیا جائے۔ اور بقایا سیکا کول حیدر آباد کے خزانہ سے متعلق کر دیا جائے وہاں سے وصول کریں۔ جمدة الملک (وزیر اعظم) حیدر آباد کے دیوان کے نام اجازت نامہ لکھیں اور وصولیائی کرنیوالوں کو ساتھ بھیجیں۔

ملک سنگھ اور چتر بھوج دونوں نے جو ہزاری منصب دار تھے اسے قبول نہ کیا اور میرا آتش تربیت خاں کو اثناءِ راہ پالکی سے نیچے اتار کر بارش میں بٹھا دیا۔ داروغہ کا بچا یار علی بیگ نے خدمتِ اقدس میں عرض کیا۔ اسی وقت محل کے خزانہ کے داروغہ کو حکم ہوا کہ مطالبات بہ تمام وکمال ادا کر دیئے جائیں۔ انہوں نے شام تک میرا آتش کو اس طرح بارش میں بٹھائے رکھا۔ رقم پہنچنے کے بعد اسے سوار کر کے گھر لائے۔

اگلے دن صبح کو چاروں ہزاری منصب داروں کو خلعتِ مرحمت فرمائی اور ارشاد ہوا کہ میرا آتش کی شرارت سے تمہاری یہ نورت پہنچی تربیت خاں کے منصب میں پانچ سو کئی کئی گئی اور جاگیر میں بھی اسی قدر تخفیف کی جائے۔

ایک ہفتہ کے بعد انہی دونوں ہزاری منصب داروں سے فرمایا کہ تم سیکا کول جاؤ اور اپنے ساتھیوں کی چھ ماہ کی پیشگی تنخواہ وصول کر لو۔ اور خاص اپنے ہاتھ سے صوبہ دار جاں نثار خاں کے نام فرمان تحریر فرمایا کہ قسط بندی کر کے ہر روز قسط کے مطابق رقم ادا کی جائے۔ یہ خبر ان دوسرے دونوں ایک ہزاری منصب داروں کو پہنچی جو ہمراہ تھے۔ ان کی خاطر جمع ہو گئی۔ اسی دوران حکم فرمایا کہ یہ دونوں بھی اورنگ آباد جائیں اور وہاں کی تفصیل سے اپنے ہمراہیوں کی چھ ماہ کی پیشگی تنخواہ وصول کر لیں اور

وہاں کے صوبہ دار معمر خاں کے نام قسط بندی کا حکم بھی بھیج دیا گیا۔ دس روز کے بعد حکم ہوا کہ جو دو ہزاری منصب دار پہلے گئے ہیں انہیں حیدر آباد کے قلعہ میں قید کر دیا جائے اور تمام روپیہ جو پہلے اور اب دیا گیا ہے واپس لے لیا جائے۔ اور اسی قسم کا حکم اورنگ آباد کے صوبہ دار کے نام بھی گیا کہ اگلا پچھلا سب روپیہ واپس لے کر دولت آباد کے قلعہ میں قید کر دیا جائے۔

۵۹ نعمت خاں ہاجی

کام گار خاں پسر جعفر خاں نے عرض بھیجی کہ میرزا نعمت خاں نے جس کی طبیعت طینت نے ہجو کی عادت اختیار کی ہے اس غلام کی شادی کے موقع پر چند اشعار لکھے جن کا مضمون کچھ اس طرح کا ہے کہ اگرچہ شادی کا مقصد حرکت جائز بنا چاہیے مگر یہاں التقائے ساکنین (دو ساکن حروف کا اجتماع) ہے۔ اس کے علاوہ بھی ان میں دوسری قسمیں درج کی ہیں۔ کہ یہ غلام خاص وعام میں رسوا ہو گیا ہے۔ امیدوار ہے کہ حضور ایسی تنبیہ فرمائیں گے کہ پھر اس طرح کے منخرافات کی جرأت نہ ہو۔ واجب جان کر عرض کیا گیا۔

لفظ واجب پر تحریر فرمایا حرام تھا۔ اور عرضی کے کاغذ پر تحریر فرمایا کہ یہ سادہ لوح خانہ زاد چاہتا ہے کہ اس رسوائی میں ہم کو بھی اپنا شریک بنائے کہ جو اس کا جی چاہے ہمارے باسے میں کہے اور لکھے اور دنیا میں مشہور کرے پہلے بھی ہمارے باسے میں کہتا ہی نہیں کی۔ ہم نے اس کی تلافی انعام میں امانت سے کی کہ آئندہ ارتکاب نہ کرے باوجود اس کے اس نے خود کوئی کمی نہ کی۔ اس کی زبان کاٹنے اور گردن اڑانے کا مقصد نہیں۔ جتنا چاہئے اور نبھانا چاہیے دوست وہی ہے جو نہ تجھ سے چمٹا ہے نہ تجھ سے جدا ہے۔

سے کہ خدا شد بار دیگر خان والا منزلت
باکمال عز و تمکین و وقار و زیب و زین

از سر نو مزد و صلی چید تا نقش زند
بازی چرخ و غابازش نازد گرئین
از مقولات عشر شد بحث داماد و عروس
اوز کم و کیف می گفت این مئی می گفت و این

اوسند از جبر آورد او دلیل از اختیار
ای سخن ہم در میان ماند است امر بین بین
گفت بہر من جہاز آورد کاید بکار
گفت آئے ہم پکش آوردہ ام ہم کبتین
زاں طرف خفتن نباشد زین طرف ہر خاتن
شرطہا شد وقت ایجاب و قبول از جانبین
گفت خان الصبر مفتاح الفرج راسا کن است
کثر استعمال مفتوحش کند لے نور عین
گفت نزدیکست این ہم این ہم تعبیل کیست
گفت انساں از مجمل شد خلق لے عمل القرین
گفت من مستقبل از تال چستم حکم کرد
داخل و خارج شود و قتیکہ باشد نصرتی
جمع گشتن شد بہاؤ شوار من تمشینہ
پیش اہل دل بود تاریخ گفتن فرض عین

حرف مد را ساخت مدغم پیر عقل آنگاہ گفت
نموجانز کرد آسنا التقائے ساکنین

زین مصراع تاریخ تلاح فل کہ یک ہزار نود و نہ بری آید لیکن رائے کی یک عدد حرف

یعنی الف را تعمیہ کردہ است۔

ساکنین کبہ اول و ثانی و فتح نون اول بمعنی جمع شدن دو حرف ساکن باشد در علم صرف و این جا کہ یہ ست از آلت سست خاں و ذج منکوتہ شال سست و ہر دو را حرکتے بنود۔

رقعات و مضامین نعت خاں علی بکھنو مطبع حسنی مملہ محمونیگر ۱۲۶۱ھ

اس قطعہ میں ۲۹ اشعار ہیں۔ قادی، ص ۱۹-۱۶

④ چغل خور و بدگو

محمد اعظم شاہ کی فوج کے سوانح سے جو اس وقت احمد آباد میں تھا (شہنشاہ کو) یہ اطلاع پہنچی کہ محمد بیگ نامی شخص نے جو اعدیوں کے زمرہ میں ملازم سرکار ہے چغل خوری اور

لے احمدی شہنشاہ اکبر کے زمانہ سے فوجیوں کی ایک نئی قسم بھرتی کی گئی جو عام پیشہ وریاں سے مختلف ہوتے تھے۔ یہ کسی امیر یا سردار کے ماتحت نہ ہوتے تھے بلکہ براہ راست بادشاہ کے تحت ہوتے تھے۔ گھر بیٹھے تنخواہ پاتے اور ضرورت کے وقت طلب کئے جاتے تھے۔ غیاث اللغات نے بھی ہے کہ تنہا منصب ذات دارند۔ سوار و پیادہ متعینہ سرکار با خود نہ دارند۔ گوئید احمدی از طرف بادشاہ برائے اجرائے حکمے برامیر مقلط می شود ۱۲

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جس کام کے لئے جس کے گھر بھیجے جاتے تھے وہاں جا کر مستقل بیٹھ جاتے ایک لمحہ کے لئے بھی نہ ملتے تھے۔ اور جو کام ہوا اسکو سرانجام دے کر ہی اٹھتے تھے۔

چونکہ گھر بیٹھے تنخواہ پاتے تھے اور اکثر اوقات خال ہی رہتے تھے اس لئے اردو مواد میں احمدی بطور کامل سست وغیرہ کے استعمال ہونے لگا۔ انگریزی تاریخوں میں انہیں "جینٹلمین ٹروپ" کہا گیا ہے۔ (قادی)

غیبت کر کے (شاہزادے) کی نہایت مصاحبت حاصل کر لے ہے۔ اور اکثر ملازموں کی ایذا پہنچا کا سبب بنا ہے۔ اس پر تحریر فرمایا:

"یادت خاں سخت گرز برداروں کو بھیجے کہ اس بے شرم چغل خور کو چہ سلطنت کو خراب کرنے والا ہے پیادہ ہمارے حضور لے کر آئیں کہ سلاطین اور ارباب دولت کے لئے سب سے زیادہ ضرر رساں برائی چغل خوروں اور بدگوئیوں کی مصاحبت ہے۔ فتنہ قتل سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔ اس قول کے مطابق کہ نانپ کاٹا ہر زنجین اور باطن زہر ہا ہوتا ہے۔ چغل خور کا مال بھی یہی ہے کہ اس کاٹا ہر خوش آمد اور باطن سم قاتل۔
اکھنڈر اکھنڈر۔

④ غصہ جنون ہے

صوبہ احمد آباد کے وقائع نگار محمد اعظم کی تحریر سے کہ جو شاہی خانہ زاد تھا یہ اطلاع موصول ہوئی کہ محمد امین خاں ناظم صوبہ نے سستی شراب کی حالت میں عدالت منعقد کی۔ اس پر تحریر فرمایا کہ:

"سبحان اللہ! ہذا بہتان عظیم" محمد امین خاں کے وکیل نے (جو دربار شاہی میں حاضر تھا) یہ کیفیت اپنے مولیٰ (محمد امین خاں) کو لکھ بھیجی۔ ناظم مذکور نے برسر عدالت حکم دیا کہ وقائع نگار (محمد اعظم) کی دائرہ نوچ کر ہوا میں اڑا دی جائے۔ یہ حقیقت بھی شہنشاہ کے گوش گزار ہوئی۔ تحریر فرمایا کہ:

"جناب علی مرتضیٰ کا کلام ہے کہ غصہ ایک طرح کا جنون ہے اور جنون میں کوئی قانون نہیں رہتا۔ خان مذکور کے مزاج میں نہایت تشددی ہے۔ لیکن اس مقدمہ میں جو معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ وقائع نگار نے تمست لگا دی تھی۔ اس کی کیا طاقت ہے کہ خان مذکور کے منہ سے شراب کی بڑاں نکلتی ہیں۔ بہر حال سزا دینے کا تعلق ہم سے ہے۔ ناظم کا سزا دینا

بے جا تھا۔ دروغ گو و قانع نگار کی سزا ملازمت کے برطرفی اور ناظم کی سزا ہر سال روزِ جشن پر خلعت کی ممانعت۔

۶۲) احتساب و سزا

یار علی بیگ داروغہ سوانخ نے عرضداشت پیش کیا کہ بزرگ امید خاں نے صوبہ بہار کے سوانخ نگار عبدالرحیم کو مجلس میں خیف کیا اور بے حرمتی کے ساتھ نکلوا دیا۔ اگر داسپر عتاب نہ ہوا تو دوسرے سوانخ نگار اصل حقائق کے بھنے سے دستبردار ہو جائیں گے۔ صوبہ داروں کے نوکر بن جائیں گے۔ اگر جناب اقدس اسپر عمل فرماتے ہیں کہ نزلہ کمزور عضو پر گرتا ہے تو غلاموں کے لئے اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

اس پر تحریر فرمایا کہ ”یہ بیچارہ دارنگ زب، خود ضعیف ہے اور ہر خورد و بزرگ کو ضعیف سمجھتا ہے۔ ہواقوت ذات پاک الہی کی صفت ہے۔ لیکن چھوٹوں کو بڑوں پر ہرگز تسلط نہ کرنا چاہیے۔ سوانخ نگار کی سزا منصب سے موقوفی اور خدمت سے برطرفی ہے اور صوبہ دار کی سزا اس کے منصب میں پانچ صدک کمی اور اسی قدر جاگیر میں کمی ہے۔“

۶۳) پابندی ضوابط

روح اللہ دوم جن کا اصل نام میر حسن تھا کمال تقرب اور اعتبارِ شاہی کی وجہ سے بخشی گری تن اور خانہ ماں کے مہدوں پر فائز تھا۔ باوجودیکہ اس کا منصب (سرہزاری تھا) اپنی اسی پر خواص میں پیش ہوتا تھا لیکن عدالت کے کمرہ کے آخر میں کھڑا ہوتا تھا (اس نے) جمعد الملک اسد خاں کی معرفت (شہنشاہ سے) عرض کر لیا کہ میرا منصب سرہزاری ہے اور فیض اللہ خاں سرہباری کا منصب ہفت صدی ہے جو نائب داروغہ بھی ہے۔ اگر سرہباری اور نائب داروغہ میں بنا دیا جاؤں تو (شہنشاہ کی) غلام نوازی کے

نفل و کرم سے بعید نہ ہوں گا۔

حکم ہوا کہ جن دو منصبوں پر فائز ہے ان سے تفتیہ کے بعد ہفت صدی منصب میں کیا معائنہ ہے۔ سرہباری بن جائے۔ بعد میں اسد خاں نے عرض کیا کہ پھر کھڑا کی جگہ ہو؟ حکم ہوا کہ اس کے اوپر تو کوئی جگہ ہے نہیں۔ سو اس نے اس کے کہ میرے سر پر کھڑا ہو جائے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک ضابطہ میں خلل ڈالنے سے تمام ضابطوں میں خلل واقع ہو جاتا ہے۔ باوجودیکہ ہم نے کسی ایک ضابطہ میں خلل نہیں آنے دیا۔ لوگوں کو اتنی جرأت ہو گئی ہے کہ وہ ضوابط میں خلل پیدا کرنے کی التماس کرتے ہیں۔ اگر یہ راستہ کھل جائے تو مشکل پیدا ہو جائے گی۔

۶۴) اہلکاروں کی نگرانی

صوبہ بنگال کے سوانخ سے معلوم ہوا کہ وہاں کا صوبہ دار ابراہیم خاں غرور اور گھمنڈ کا وجہ سے چارپائی کے اوپر بیٹھ کر دربار کرتا ہے اور قاضی اور دوسرے ارباب شریعت امانت کے ساتھ نیچے بیٹھے رہتے ہیں۔ اس کاغذ پر تحریر فرمایا کہ:

”مدارالہام جمعد الملک ناظم مذکور کے نام حسب المحکم مقدس معلی تحریر کریں کہ اگر کسی مرض کی وجہ سے زمین پر نہیں بیٹھ سکتا تو صحت بحال ہونے تک معذور سمجھا جائے۔ اپنے سیکڑوں کو تاکید کرے کہ جلد معالجہ کریں۔ اور سوانخ نگار چونکہ اپنے منصب سے بڑھ گیا ہے اس لئے سوانخ نگار کے لائق نہیں رہا۔ (ترقی کے طور پر اس کو) ایک صدی سواروں کا اضافہ دیا جائے۔ اور ابراہیم خاں کو لکھا جائے کہ اپنے صوبہ کے تعلقہ کی فوجداری اسکو دے دے۔ تاکہ وہ بھی (اپنے متعلق دوسرے) ارباب تحریر کی سوانخ نگاری کا مزہ چکھے اور یار علی بیگ کسی دوسرے سوانخ نگار کو جو سمجھدار اور باوقار ہو تجویز کرے۔“

۶۵ ضابطہ کی پابندی

احمد آباد کے سوانح سے جو اس وقت ابراہیم خاں کی صوبہ داری میں تھا اطلاع مل کر خان مذکور پالکی میں سوار ہو کر جامع مسجد جاتا ہے۔ اس سبب سے کہ شاہزادہ کے لئے بھی پالکی بغیر حضور کے حکم کے نہیں جوتی۔ ارباب تحریر نے ابراہیم خاں سے دریافت کیا کہ کیا کیا جاتا ہے؟ جواب میں کہا کہ جو چاہو لکھو۔

اس اطلاع نامہ پر تحریر فرمایا کہ "ابراہیم خاں مزاج وال غلام ہے۔"

اعلیٰ حضرت خلد مرتبت دشایمہاں کے عہد سے امراء میں داخل تھا۔ اس سے دستور کے خلاف ہرگز عمل میں نہیں آسکتا۔ دوبار کشمیر کا صوبہ دار رہ چکا ہے اور جھپاں میں سوار ہوتا تھا۔ جتنے یہاں تبدیلی صورت کی وجہ سے ارباب تحریر شبہہ میں پالکی کہتے ہیں۔ حمد اللہ ابراہیم خاں کو لکھیں کہ ایسا کام کیوں کرتے ہو کہ ارباب تحریر کے ہاتھ دستاویز سے سوانح نگار کی نا فہمی کی سزا یہ ہے کہ اگرچہ خدمت پر بحال ہے لیکن منصب میں پچاس سوار کی کمی اور اسی مناسبت سے جاگیر میں تغیر۔

۶۶ ستخانہ دار کی خود سری

مچھلی بندر کے وقائع سے (شہنشاہ کو) معلوم ہوا کہ سیدی یاقوت خاں ستخانہ دار دندرا پوری نے ایک عرض خود اپنی مہر لگا کر وقائع میں داخل کر دی ہے کہ اگر دندرا پوری کا مقصد سیدی گری (مال وصول کرنے کا منصب) اس غلام کے نام مقرر کر دی جائے تو آبادی میں اور محصول شاہی میں (پچھلے مقصدیوں کی نسبت) نمایاں اضافہ کر دے گا۔ اس اطلاع نامے کے کاغذ پر تحریر فرمایا کہ سیدی یاقوت خاں کی خود سری اور غرور ہم کو عرصے سے معلوم ہے۔

(فائدہ: یہاں یہ واقعہ بے رطلی سے ختم ہو جاتا ہے۔ ج۔ ن۔ س۔)

عرض کے کاغذ پر تحریر کیا کہ اگرچہ طفل ہے لیکن اسکو طفل عاقل سمجھتا ہوں۔ یہ عرض شاید حالت سکر (نشہ) میں کی ہوگی۔ سین مہلہ سے کہ شکر سین معجزہ سے۔ ہر دو طفل کے وزن پر ہیں۔ اس طرح کے شکر ک شین مسطور پر وزن طفل کچھ مدد نہیں کرتا۔ (فائدہ: یہ تحریر ۶۹ کے فوری بعد آتی ہے۔ لیکن اس سے غیر متعلق ہونے کے سبب یہاں لکھ دی گئی۔ کیونکہ روح اللہ خاں کی عرض میں شکر کا لفظ استعمال نہیں ہوا۔ ج۔ ن۔ س۔)

۶۷ فتح اللہ خاں کے جواب میں

فتح اللہ خاں کو لکھا جائے کہ اس کے کارنامے مفصل عرضیوں سے معلوم ہوتے ہیں اور اس کے مجرا (حضور) کا باعث ہوئے ہیں۔ لیکن اس جانفشانی کو خدمت فروشی سے مبدل نہ کرنا چاہیئے اور ہمارے سرداروں کو ناراض کر کے ہمیں ناخوش نہ کرو۔

۶۸ تقیہ

روح اللہ خاں نے مرتے وقت قاضی عبداللہ کے سامنے وصیت کی۔ ان میں ایک یہ بھی تھی کہ میں سنی ہوں اور اپنے بزرگوں کے طریقے (شیعیہ) سے علیحدہ ہو گیا ہوں۔ میری دونوں لڑکیوں کی شادیاں اہل سنت و الجماعت کے ساتھ کر دی جائیں۔ چنانچہ قاضی نے حضور اقدس میں اس مضمون کی درخواست بھیج دی۔ اس پر تحریر فرمایا کہ تقیہ زندگی میں تو ہوتا ہے لیکن مرتے وقت تقیہ کرنا نیا تصرف ہے۔ شاید اپنے بیٹوں اور پیمانہ گان کی رعایت سے ایسا کیا ہو۔ اس تقیہ سے اس وقت فائدہ ہوگا کہ اس کے بیٹے بھی لے قبول کریں۔ بہر حال اس کی وصیت کے موجب عمل کرنا چاہیئے۔ بڑی لڑکی کی شادی شاہزادہ محمد علیم اور چھوٹی کی سیادت خاں پسر سیادت خاں مرہوم سے کر دی جائے۔

دوسرے روز سیادت خاں نے عرض کیا کہ خانہ زاد کو یہ قبول نہیں۔ یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ لڑکے بھی اہل سنت و الجماعت کے مذہب پر ہے۔ اگر خود اپنے مذہب (شیعیت) پر اس نے اصرار کیا تو کیا کیا جائے گا۔

④۹ مذہب سے بے تعصبی

جس وقت حضرت (اورنگ زیب) روح اللہ خاں کی عیادت کو آئے تو غش کی بہت میں تھا۔ جب پوچش آیا تو سلام کیا اور یہ شعر پڑھا:

سے بچہ ناز رفتہ باشد ز جہاں نیاز مندے

کہ بوقت جاں سپردن بسرش رسیدہ باشی

ترجمہ: ”وہ نیاز مند کیسے ناز کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوا ہوگا کہ جس کے سر ہانے تو اس کی جان نکلنے کے وقت پہنچ گیا ہوگا۔“

حضرت نے رقت فرما کر کہا کسی حال میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے نہیں ہوا چاہیے۔ شفا اور امید اس کے لطف سے دور نہیں لیکن چونکہ آدمی کے لئے یہ امر (موت) ناگزیر ہے۔ اس لئے جو کچھ دل میں ہو بیان کرو بیشک قبول کیا جائے گا۔

(روح اللہ خاں نے) ہاتھ پڑھا کر قدموں سے ملا اور التماس کیا کہ ان قدموں کی برکت سے زندگی میں تمام آرزوئیں برآئیں۔ اس وقت یہی عرض ہے کہ خانہ زادوں کی نالائقی پر نظر

سے روح اللہ خاں اول خلیل اللہ خاں اور حمیدہ بانو کا ذکر کیا تھا۔ ۱۰۸۰ھ سے اپنی وفات ۱۰۹۱ھ تک بخش کے عہدہ پر مامور تھا۔ ستمبر ۱۰۸۰ھ میں بیجاپور کا صوبہ دار بھی مقرر ہوا۔ اس کی ایک لڑکی کی شادی بہادر شاہ کے لڑکے (اورنگ زیب کے پوتے) شہزادہ محمد عظیم سے ہوئی۔ نہایت سخت متعصب شیعہ تھا۔

(ج۔ م۔ س)

نہ فرمائیں۔ اپنے سائے تربیت میں رکھ کر جو جس کام کے لائق ہو اس کام پر سر فراز فرمائیں اور جو نالائق ہو اس کے باپ دادا کی غلامی پر نظر فرمائیں۔

(اس پر) فرمایا ”ہل و جان قبول کیا۔“

پھر اس نے عرض کیا کہ دونوں لڑکیوں کے بارے میں پہلے ناظر کی معرفت عرض بھیجی تھی کہ یہ غلام ہدایت پاچکا ہے اور مذہب صنفیہ میں داخل ہو گیا ہے اور اپنے بزرگوں کے طریقے (شیعیت) سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ دونوں لڑکیوں کی شادی بنجیب الظرفین سے جہاں سنت و الجماعت سے ہوں کر دیں۔ اور اب بالشفافہ عرض کرتا ہوں کہ قاضی محمد اکرم کو فرمادیں کہ وہ آکر اس غلام کی تجمیز و تکفین کریں۔

حضرت نے سر نیچے جھکایا تبسم کیا اور فرمایا کہ واقعی فرزندوں کی محبت نے ان کو بے اختیار کر دیا ہے۔ تمہاری عقل اور تدبیر میں کوئی فتور نہیں۔ غالب احتمال یہ ہے کہ یہ تدبیر اس سبب سے اختیار کی ہے کہ سنی کی پاک روح کی رعایت سے ان کی طرف نظر توجہ کر کے ہمدان پر شفقت کریں گے۔ لیکن یہ تدبیر اس شرط کے ساتھ نافذ نہ ہوگی کہ ان میں سے ہر ایک خود ہی بات کہے۔ (ہمیں) ہرگز گمان نہیں ہے کہ وہ اس تنگ (تبدیلی مذہب) کو اپنے اوپر گوارا کریں گے۔ بہر حال ہمیں ظاہر شریعت کے مطابق تمہاری وصیت پر عمل کرنا چاہیے۔

یہ بات فرما کر، فاتحہ پڑھ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

خان مذکور کی وفات کے بعد اس کی وصیت کے بموجب قاضی حاضر ہو گیا۔

(ایک شخص) آقا بیگ نام کو روح اللہ خاں کے معتمد نوکروں میں سے تھا ایک رقعہ خان مذکور کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا اور خود اس کی مہر لگی ہوئی لے کر قاضی کے پاس آیا (جس کا مضمون یہ تھا) کہ اگر غسل و تکفین کے وقت اس عاجز کی وصیت اور حکم اقدس (اورنگ زیب) کے مطابق شریعت پناہ (قاضی) تشریف لائیں تو اس (غسل و تکفین) کے

کام کی نیابت آقا بیگ کے سپرد کریں۔ اس (روح اللہ خاں) بیچارہ کو یہ طاقت نہیں کہ شریعت پناہ دقاصی کی زحمت کا روادار ہو سکے۔ صرف یہ بات کہ وہ شریعت لائیں گے اس گمنام کی نجات کا باعث ہوگی۔

اس آقا بیگ نے بظاہر آقا اور بیگ کا نام اختیار کر لیا تھا لیکن حقیقتہً وہ شیعہ مذہب کے کامل علماء میں سے تھا اور اس کی فضیلت جناب مقدس پر بھی ظاہر ہو چکی تھی جبکہ وہ بارہا دعوتوں کے موقع پر علماء و فضلاء سے سامنے بالمشافہ بیابانہ بحث و مباحثہ کر چکا تھا۔

قاضی نے جو یہ معاملہ دیکھا تو حقیقت حال سے آگاہ ہو گیا کہ قاضی کا طلب کرنا اور پھر غسل کو آقا بیگ پر چھوڑ دینا محض ایک طرح کی دل لگی ہے۔ قاضی ناخوش ہوا۔ دارالافتاء کے وقائع نگار محمد غوث خاں سے کہا کہ اس وقت اسے داخل وقائع کر کے ایک اردل کے ہاتھ فوراً حضور کو ارسال کرو تاکہ جواب آجائے۔

وقائع نگار کی اطلاع نظر اقدس سے گزرنے کے بعد تحریر فرمایا کہ زندگی کے باقی تقیہ نے مرتے وقت رسوائی تک پہنچا دیا اور سارے کام کو پٹ کر دیا۔ قاضی کا اب وہاں رہنا احتیاط کے خلاف ہے۔ خان متوفی نے اپنی زندگی میں دلتی بازی کو شعار بنالیا تھا۔ مرنے کے بعد بھی اس ناپسندیدہ شیوہ کو اختیار کر کے اختتام تک پہنچا دیا۔ ہمیں کسی کے مذہب سے کیا کام۔

میں اپنے دین پر، مومن اپنے دین پر۔ لڑکیوں کی اہمیت و اجماعت کے ساتھ شادی کا معاملہ بھی ایک طرح کا فریب تھا کہ امیر زادہ بیچارہ سادہ اس بلا میں گرفتار ہو جائے۔ عورت کی محبت میں بے اختیار ہو کر اپنے بزرگوں کے سالہا سال کی مذہب سے ہاتھ اٹھا کر ہمدیہ الایمان شیعہ بن جائے۔

نعموز اللہ من شرور انفسا ومن سیئات اعمالنا۔

ترجمہ ”ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اپنے نفس کے شر اور اپنے اعمال کی بُرائیوں سے“

⑤ چہار مذاہب برحق ہست

جس وقت قلعہ ستارہ محاصرہ میں تھا رمضان کا مہارک مہینہ تھا۔ تمام آدمیوں میں سے جو قلعہ سے باہر جنگ کرنے کے لئے نکلے چار عدد مسلمان اور نو عدد ہندو گرفتار ہوئے دربار کے قاضی محمد اکرم کو حکم ہوا مفتیوں کے اتفاق رائے اس مسئلہ کی تنقیح کرنے کے بعد بتایا جائے کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ تحقیق کرنے کے بعد عرض کیا گیا کہ کفار اگر مسلمان ہو جائیں تو انہیں رہا کر دیا جائے اور مسلمانوں کو تین سال تک قید رکھا جائے۔

اس مسئلہ کے کاغذ پر تحریر فرمایا کہ یہ مسئلہ مذاہب اعلیٰ حنفیہ کے مطابق ہے کسی دوسرے طریقہ کے مطابق بھی معلوم کرنا چاہیے۔ تاکہ نظم و ضبط سلطنت ہاتھ سے نہ جائے (ہمارا) مذہب سخت شیعیت نہیں ہے کہ ایک گاؤں میں ایک ہی درخت ہو۔ الحمد للہ چار مذاہب حق پر ہیں اور حال و وقت کے مطابق ہیں۔ اس سے قبل مسائل مختلفہ میں آسانی کے لئے علماء نے تحریریں چھوڑی ہیں اور درست قیاسات کئے ہیں۔ شیعہ کے قول کی سند نہیں یعنی چاہیے کہ جس نے سب سے پہلے قیاس کیا وہ اہلسن تھا۔ بلکہ اسلام اور مسلمانوں کی آسانی کی راہ نکالنی چاہیے۔

اس تحریر کے بعد قاضی اور مفتیوں نے دوسرا مسئلہ دھونڈھ نکالا کہ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ جو ہندو اور مسلمان بطور بغاوت کے لڑیں انہیں قتل کر دینا چاہیے۔ اس پر تحریر فرمایا کہ ہم نے قبول کیا۔ البتہ افطار سے قبل قتل کیا جائے۔ جب تک

لے ستارہ ۸ دسمبر ۱۶۹۹ء سے لیکر ۲۱ اپریل ۱۷۰۰ء تک مصروف رہا۔ بعد فتح کیا گیا۔ محمد اکرم شاہ قاضی کے عہدہ پر مئی ۱۶۹۸ء میں مامور ہوا۔ ۱۷۰۵ء میں انتقال ہوا۔ (دج۔ لن۔ س)

باغیوں کے سر نہ دیکھو ٹٹے بائیں گے افطار نہیں کی جائے گا۔ چنانچہ محرم خاں نے سربراہ خاں کو توڑال کی مدد سے غروب آفتاب کے نزدیک سرلا کر دربار میں پیش کر دیئے۔

④ عنقار بلندست آشیانہ

فیروز جنگ کی عرضی سے کہ جو اسلام پوری میں تعینات لشکر کی حفاظت پر اور برہان پور سے شاہی قیام گاہ جانے والے لشکر کی نگرانی پر مامور تھا یہ معلوم ہوا کہ اس غلام کی والدہ کا مقبرہ دریائے بہیمانہ کے دوسرے کنارہ پر واقع ہے اس طرف کے علاقے کی آبادی اس سبب سے ضروری ہے کہ شاہی لشکر کو وہاں سے بہت رسد فراہم ہوتی ہے۔ لیکن یہ صورت بجز اس کے ممکن نہیں کہ وہاں کے رہنے والے ہنود پر جزیہ معاف کر دیا جائے۔ (اس لئے) حکم جاری کیا جائے کہ عنایت اللہ خاں (جزیہ کے معافی کی سند بھیج دے۔

اس پر تحریر فرمایا کہ میں گرا ہوں سے مدد نہیں لیتا۔ گنج اور مقبرہ کی آبادی کی خواہش کرنا اور قرآن حمید اور فرقان مجید کی آیت کے حکم کو جو جزیہ کے باب میں ہے کہ وہ نافرمان ہیں اور اس کو معذور ہیں سے بدن کمال دانائی سے اور واجب التعلیم شریعت کی اطاعت سے کہ وہ مخلص مزاج دلاں رکھتا ہے، ہزار مرحلہ دور ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک گروہ جو جنگیوں سے بدتر ہے اور تو لوگوں کے دلوں میں دوسرے ڈالتا ہے (تمہاری) گراہی اور بے راہروی کا سبب بنائے اور اس خام خیال کو یہ ہودہ لاپچ میں تمہارے دل میں ڈال دیا ہے۔ یہ تجربہ کار بوڑھا (اورنگ زیب) اس طرح کے دھوکوں میں کیسے آسکتا ہے۔

سے برو این دام بر مرغ دگر نہ کہ عنقار بلندست آشیانہ

”عاقہ اور رمالا کہیں وہ سے پرند سے پرندو عنقا کا آشیانہ بہت بلند ہے۔“
(ختم شد) TooBaa-Research-Library

”اثر فارسی متن احکام عالم گیری“

۱۹۹۳

فہرست مضامین (فارسی)

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
۱۲۷	۲۱۔ معاوضہ نقصان	۱۲۷	۱۔ جرات شہزادہ اور جنگ زیب
۱۲۷	۲۲۔ عرض اعظم شاہ دربارت	۱۲۸	۲۔ حفظ مراتب
۱۲۶	۲۳۔ طرز رنگ۔ یب۔ محمد اعظم	۱۲۸	۳۔ در غرور دار اشکوہ
۱۲۶	۲۴۔ عرضی صوبہ دار احمد آباد	۱۳۰	۴۔ رائے شاہ جہاں در بارہ شہزادگان
۱۲۷	۲۵۔ سلسلہ شہزادہ کام بخش	۱۳۰	۵۔ آن واقعہ کہ مشہور بہ عشق است
۱۲۸	۲۶۔ سلسلہ بیدار بخت	۱۳۲	۶۔ در کمال جرات
۱۲۹	۲۷۔ در بارہ شمس النساء	۱۳۳	۷۔ بوقت جنگ ادائے نماز
۱۲۹	۲۸۔ قصہ نصرت جنگ	۱۳۳	۸۔ دوازدہ وصیت
۱۵۰	۲۹۔ مزید در بارہ نصرت جنگ		۹۔ در وقتیکہ محمد معظم بہادر شاہ راہ رائے
۱۵۱	۳۰۔ جنگ جوی خان و کھنئی	۱۳۶	تقدیر کردن طلب کرد
	۳۱۔ مقرب در دست گرفتن	۱۳۷	۱۰۔ نصائح بہ بہادر شاہ
۱۵۱	۳۲۔ دمار در بغل داشتن	۱۳۸	۱۱۔ چند امور بسلسلہ حکومت
	۳۲۔ کاری کہ باعث طاعت و نیا و موجب	۱۳۹	۱۲۔ نقارہ زدن ضابطہ بادشاہان است
۱۵۱	شقاوت عقبی است	۱۳۹	۱۳۔ محمد معظم در جامع مسجد کابل
۱۵۲	۳۳۔ در بارہ غازی الدین خان	۱۴۰	۱۴۔ از نوشتہ نام محمد معظم بہادر شاہ
۱۵۳	۳۴۔ سزائے قلع الطریق	۱۴۱	۱۵۔ از وقائع صوبہ کابل عرض رسید
۱۵۳	۳۵۔ غازی الدین خان و بزرگان ایشان	۱۴۱	۱۶۔ عرضی حمیدہ بانو از صوبہ مغان
۱۵۳	۳۶۔ عرض حالہ خان	۱۴۲	۱۷۔ محاصرہ قلعہ پرلی
۱۵۳	۳۷۔ خان جہاں بہادر صوبہ دار لاہور		۱۸۔ مکتوب شہزادہ محمد اعظم
۱۵۳	۳۸۔ در بارہ پدر سر بلند خان	۱۴۳	تمام عنایت اللہ خان
۱۵۲	۳۹۔ امور و تیار ہاندہ بچہ نسبت		۱۹۔ مردی در خود شکنی است
۱۵۷	۴۰۔ استغناء حمید الدین خان	۱۴۳	نہ کہ در تنور و پیماکی
۱۵۸	۴۱۔ شوہ و نواز خان	۱۴۴	۲۰۔ سزائے بدسلوکی

۱۵۸	۳۲- میرزا معز قنبرت موسوی	۱۵۸	۵۷- روز نوروزی نو
۱۵۹	۳۳- اجرت بلاغت	۱۵۹	۵۸- سزا به بعضی منصب داران
۱۶۰	۳۴- به سلسله میر حبیب الله جوان پوری	۱۶۰	۵۹- درباره کام کار خان
۱۶۰	۳۵- اثاثه عشر- لیلیه	۱۶۰	۶۰- تمام و بدگو
۱۶۱	۳۶- تاملات و اقبست راه زندگی بهوار نیست	۱۶۱	۶۱- پوئے شراب از دهن خان مذکور
۱۶۲	۳۷- کوچ در ایام طالت	۱۶۲	به اور سید
۱۶۲	۳۸- ضرب العبادات الهی	۱۶۲	۶۲- سزا و احتساب
۱۶۳	۳۹- امیر خان را سرزنش	۱۶۳	۶۳- عمل بر ضابطه لازم است
۱۶۵	۵۰- طبع راسه حرفت هر سه حی	۱۶۳	۶۴- احکام برائے حکام
۱۶۶	۵۱- مرد خدا بمشرق و مغرب غریب نیست	۱۶۴	۶۵- حکم برائے صوبه دار ابراهیم خان
۱۶۷	۵۲- فرق میان بندهایان و ایرانیان	۱۶۵	۶۶- ترمذ تحت دار
۱۶۸	۵۳- من حضرت الانبیاء نقد و نقد فیه	۱۶۵	۶۷- "شکر و سکر"
۱۶۸	۵۴- محاسبه حکام	۱۶۵	۶۸- در جواب فتح الله خان
۱۶۹	۵۵- باغاک شیر ابر و مردون کش زکس	۱۶۵	۶۹- تقیه
۱۷۰	۵۶- در چند روز حیات گذشته در سخن	۱۷۰	۷۰- مارا به نهیب کسی چه کار است
	نقد و تشدید	۱۷۱	۷۱- چهار نهیب بر حق است
		۱۷۱	۷۲- عقاب بلند است آشیانه

احکام عالمگیری

۱- جرات شنزاده اورنگ زیب

اعلیٰ حضرت در ایامی که در لاهور بودند در باغ شاله مار اکثر ایام جنگ فیل مشغول داشتند. چنانچه یکبار صوبه ۱۰ بنگاله چهل فیل جنگی بتعریف بسیار فرستاده بود. بادشاه بر غرض بودند و هر چهار مرشد زاده بر اسپان سوار شده تماشای جنگ فیل میکردند. یک فیل از حریف خود گریخته بطرف بادشاهزاده با آمد. هر سه شاهزاده بطرف چپ و راست متوجه شدند مگر محمد اورنگزیب که چهارده ساله بودند، استقامت نموده اصلاً حرکت نکردند. تا آنکه فیل گریخته متصل ایشان شده گذشت. فیل که در عقب آن فیل بود حریف خود را گذاشته بایشان متوجه شد. ایشان به نیزه که در دست داشتند، برو حمله نمودند. از ضرب خرطوم فیل اسب بر زمین افتاد. ایشان جست زده باز نیزه در دست گرفته متوجه او شدند که بر سر فیل زنند. درین ضمن مردم رسیدند. و بادشاه باضطراب تمام از غرض فرود آمدند. ایشان بابتی طرف بادشاه می آمدند. اعتماد خان ناظر نزدیک آمده. بابتبار قرابت باین معنی که از خانه آصف خان جد مادری ایشان بود. باواز بلند گفت. شما آهسته می آید و بادشاه عجب حال دارند. بابتی جواب دادند که اگر فیل انجامی بود من جلدی میکردم. الحال چه اضطراب است؟ بعد از آن که پیش پدر رسیدند یک لکه روپیه نثار شاهزاده کرده فرمودند. بابا شکر خدا که بخیر گذشت. اگر خدا نخواست نوع دیگر میشد چه رسوای بود؟ تسلیات کرده در جواب عرض کردند که اگر نوع دیگری شد رسوای نبود. رسوای این بود که از برادران شده.

پرده پوش بادشاهان مرگ است

درین چه رسوای است؟

۲- حفظ مراتب

برای داراشکوه در اکبر آباد خانه نو تیار شده. اعلیٰ حضرت را با هر سه پسر در آنجا ضیافت کرد. ازین راه که ایام گرم بود به خانه متصل دریا ساخت بودند و آئینه بای طلی از قد آدمی زیاده طرف دریا نصب کرده بودند. اعلیٰ حضرت را برای دیدن کیفیت آنجا با برادران برد. محمد اورنگزیب متصل دروازه که راه آمد و شد مردم بود، نشستند. داراشکوه که این معنی را دید بطرف اعلیٰ حضرت اشاره چشم کرد که نشستن ایشان را باید دید. بادشاه فرمودند که بابا هر چند شمار عالم و درویش صفت میدانیم لیکن حفظ مراتب هم ضرور است.

مر حفظ مراتب کنی زندیقی

چه لازم که در راه رو مردم نشستند و پائین دست برادر خورد باشند؟ ایشان عرض کردند که وجه این نشستن عرض خواهیم کرد. بعد از لحظه بتقریب نماز ظهر بجماعت برخاستند و از آنجا بغیر از حکم بخانه رفتند. بعد از آنکه بعرض رسید حکم شد که بدر بار نیایند. چنانچه هفت ماه منع مجرب بود. بعد هفت ماه بیگم صاحب را فرمودند که شما بخانه اش رفته وجه بیگم آمدن آنروز و پائین دست نشستن معلوم بکنید. بعد رفتن بیگم صاحب و پرسیدن در جواب گفتند که آنروز که داراشکوه ضیافت کرده بودند اگر این معنی عمد از برادر واقع شده بود که پدر را با سه برادر در خانه یکدروازه نشاند مگر برای ضروریات ضیافت آمد و شد داشتند. پس اگر دروازه را بند میکردند کار تمام برد. و اگر سهوا بود در خاطر من مکرر رسیده بود که در وقتیکه ایشان اندرون باشند این خدمت را من بجا آورم. لیکن حرمت اعلیٰ حضرت مانع این حرکت شد. استغفار کرده بیرون آمدم. بعد از شنیدن همانوقت طلبیده مورد عنایت نمودند. و ایشان به سعد الله خان فرمودند که بهر صورت مرا از حضور بیرون باید فرستاد که خواب و آرام از من رفته است. تا آنکه از لاهور بمصوبه داری و کهن روانه نمودند.

۳- در غرور و داراشکوه

TooBaa-Research-Library

خان رسید میران بار به که پنجهمزاری و مقرب اعلیٰ حضرت بودند، سلوک میکرد. و حضرت عالمگیر با هر کدام ربطی خاص داشتند. چنانچه علیمردان خانرا که از حضور بخطاب یار وفادار سرفرازی داشت، بلفظ مشفق نیکو کردار مینوشتند. و سعد الله خانرا که خطاب عصائی پیری و وزیر باتمیز داشت، نزد او درس خوانده خود را شاگرد او مقرر نموده. وزیر باتمیز و سر تلامذۀ صغیر در القاب مینوشتند. رسید میران بار به که از حضور سید السادات (مخاطب بود) خلاصۀ اولاد حضرت سید کائنات مینوشتند. هر کدام ازین سه امیر و غیر ایشان مانند افضل خان ملا علاء الملک که آخر از پایۀ خانسانانی بوزارت رسید، از کمال محبت در حفظ الغیب آنچه لازمه دوستی بود بعمل می آوردند. اعلیٰ حضرت خلد مرتبت را در خاطر بسیار گران می آمد. آثار ادبار در جبهه شاه بلند اقبال معانیه نموده و صورت ارتفاع از طالع شاهزاده اورنگزیب مشاهده فرموده. بداراشکوه نصیحت از قبح افعال و اقوال او میفرمودند. چون دیدند که داراشکوه را پند فایده نمیکند که گفته اند.

شعر

گفتم بخت کسی را که بافتند سیاه
به آب زمزم و کوثر سفید نتوان شد

خواستند که محمد اورنگزیب در سلوک خود با امر تفاوت کنند که آنها دست از حفظ الغیب بردارند. بر شقه بدستخط خاص نوشته فرستادند که بابا سلطان و فرزندان ایشان را باید که بلند همت باشند و عالی فطرتی را کار فرمایند، شنیده شد که شما با هر کدام از نوکران سلوک میکنند که نهایت پستی را بخود راه میدهند. اگر برای عاقبت بینی است کارها وابسته بتقدیر است. ازین پست فطرتی بغیر از مذلت فائده حاصل نخواهد شد. ایشان عرضی کردند که آنچه از راه فضل و کرم در باب نظام مستقام مرقوم قلم عنایت رقم بود کالوجی من السماء نازل گردید. پیرو مرشد بر حق سلامت. تعز من تشاء و تذلل من تشاء محض بتقدیر قادر عباد خالق ارض و بلاد است. بنده بموجب حدیث صحیح که راوی آن انس ابن مالک باشد رضی الله عنه من اذل نفسه اعزه الله عمل مینماید. و انکسار قلوب را اذنب ذنوب و انخسایوب می شمارد. و آنچه بنمشان کرامت ترجمان صادر شده انکاری بران ندارد.

لیکن یہ یقین میدانے کہ بموجب غرض و سواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس مرقوم فرمودہ اند۔ بیت

زبان عرض ندارم بغیر عذر گناہ
بہ بخش جرم من رو سیاہ و نامہ سیاہ

۴۔ رائے شاہ جہان در بارہ شہزادگان

اعلیٰ حضرت میفرمودند کہ مارا بعضی اوقات اندیشہ می آید کہ مہین پور عدو نیکو کاران واقع شدہ، و مراد بخش بکار تشریب و بستگی دارد، و محمد شجاع جز سیر چشتی صفتی ندارد، مگر غزم و شعور اور تخریب اقتضا میکند کہ محتمل این امر خطیر تواند شد۔ اما بحالت ستم عظیم در نوع انسانی اوست، تا دوست کرا خواهد و میلش بکہ باشد؟

۵۔ آن واقعہ کہ مشہور بہ عشق است

مقدمہ زین آبادی یا بمنصورت شد کہ در ایامی کہ حضرت صوبہ دار دکن شدند و مازم نخستہ بنیاد گردیدند ہر گاہ بہ ہر ہانپور رسیدند سیف خان صوبہ دار آنجا کہ خالد ایشان در حبالہ او بود یعنی صالحہ بانو دختر آصف خان۔ حضرت برائے دیدن او تشریف بردند و او دعوت کردہ بود۔ چون ازین راہ کہ خانہ خالہ بود در کنار کردن عورات محل چندان احتیاط نکردند۔ ایشان پیچہ داخل خانہ شدند۔ زین آبادی کہ نام او ہیرا بانی بود، در زیر درختی استادہ بدست راست شاخ آن درخت گرفتہ سرود باہنگی میخواند۔ بمجہد دیدن بی اختیار ہمانجا نشستند۔ بعدہ بر زمین دراز شدہ غش کردند۔ خبر بخالہ رسید۔ پاسے برہنہ دویدہ بسینہ پستانید و بہ نالہ وزاری در آمد۔ بعد از سہ چار گھڑی افتادہ شد۔ چند بہ تحقیق احوال پرداخت کہ چہ آزار بود؟ و سابق ہم گاہی این مرض شدہ بود؟ اصلاً جواب ندادند و بہ سکوت گذرانیدند۔ مسرت ضیافت و مہمانداری برہم خورد۔ و کار بہ ماتم و سوگواری کشید۔ نصف شب بود کہ بہ تکلم آمدند و فرمودند کہ اگر آزار خود بگویم علاج میتوانید کرد؟ خالہ چون این کلمات را شنید در کمال خوشی بتصدق و قربان گفت۔ علاج

چہ معنی دارد؟ جان را نثار میکنم۔ مفصل حقیقت را ظاہر کردند۔ بعد از شنیدن ہوش از خالہ رفت و زبان او بستہ گردید کہ چہ جواب دہد؟ آخر فرمودند کہ عبث شادراحوال پرسی اینہمہ سہاحت داشتید۔ ہر گاہ جواب حرف من نمیدہید پس چگونه علاج خواهید کرد؟ خالہ گفت، تصدق شوم، آن بد بخت یعنی سیف خان را شامیدانید کہ سفاک است۔ اصلاً از شاہ جہان بادشاہ و از شاپروا ندارد۔ بمحض شنیدن اول اورا بعد از آن مرا خواہد کشت۔ فائدہ گفتن زیادہ برین نخواہد بود کہ من جان خود را فدا کنم۔ لیکن جان این بیچارہ بیجہرم و بیگناہ چرا در معرض تلف شود؟ گفتند در واقع راست است۔ فکر دیگر میکنم۔ بعد از طلوع آفتاب بخانہ آمدند۔ و اصلاً دست بطعام دراز نکردند۔ مرشد قلی خانرا کہ تعینات و دیوان دکن بود، طلب نمودہ باعتبار حریمت خاص کہ با او داشتند مفصل مذکور در میان آوردند۔ او عرض کرد کہ اول من کار اورا فیصل کنم بعد از آن اگر کسی مارا بکشد مضائقہ ندارد کہ در عوض خون ما کار پیر و مرشد خواہد شد۔ فرمودند کہ فی الواقع جانفشانی شمارا ہمیں طور میدانم۔ لیکن بہ بیوہ شدن خالہ طبع راضی نیستود۔ معہذا در شریعت اقدام بقتل صریح فقیہ شرعی را مقدور نیست۔ توکل کردہ البتہ باید گفت۔ مرشد قلی خان بلا عذر روانہ شد و مفصل بخان مذکور ظاہر کرد۔ سیف خان عرض کرد کہ کور نش من برسانند، جواب این بخالہ ایشان میدہم۔ ہمانوقت اندرون رفتہ گفت کہ چہ مضائقہ است؟ مرا بہ بیگم دختر شاہنواز خان کاری نیست۔ چہزبائے حرم خاص خود را بفرستد کہ عرض و بدل شود۔ ہمانوقت خالہ را سوار کردہ فرستادہ۔ ہر چند امتناع کرد کہ نمیروم، گفت اگر زندگی خود میخواہی زود برو۔ چنانچہ لاچار شدہ آمدہ مفصل عرض کرد۔ ایشان بسیار مکتوظ شدند و فرمودند: یکی چہ باشد؟ در ہمین پاکی کہ آمدہ اید ہر دورا ہمین وقت ہمراہ خود ببرید کہ عذر ندارم۔ خالہ بدست خواجہ سرا حقیقت گفتہ فرستاد۔ سیف خان گفت الحال حجت نمائد، وبائی را سوار کردہ بلا توقف نزد ایشان فرستادند۔

۶۔ در کمال جرأت

در وقت بر آمدن از تخت بنیاد بمقابلہ دارا شکوہ کہ از شہر برآمدہ در ہر سول دو کروہی منزل سرا دق اقبال شد۔ حکم شد کہ وہ مقام در اینجا خواہد شد کہ باقی سامان خود مردم

بکنند - کسی دیگر را طاقت عرض نبود - نجابت خان که مخلص راسخ الاعتقاد و بسیار با جرات بود، عرض کرد که اینطور غرض کوچ کردن و باز اینطور مقام فرمودن باعث جرات طرف ثانی خواهد شد - تبسم نموده فرمودند که تفصیل جرات بعرض رساند تا جواب داده شود - بعرض رسانید که مقامات اینجا که دریافت آن طرف خواهد شد فوج عمده روانه خواهد کرد تا که سدر راه ما گردد - فرمودند همین عین مصلحت است - اگر بجای برویم با تمام فوج مقابله خواهد شد - و در توقف اینجا مقابله با فوج اول خواهد شد - شکست دادن فوج اول از شکست دادن تمام فوج آسانتر است و در حالتی که خود جرات آمدن کند و از آب زبده بگذرد و حالت اینفوج خواهد شد -

شعر

آنکس که زامن و وطن دور شود
بچاره و مستند و مجبور شود
در آب هزار صید مای گردد
در خاک تنگ طعمه مور شود

این توقف برای همین است دفع الوقت نیست، بلکه برای مصلحت دیگر است - آن فایده که گفته شد لازم این توقف است - مصلحت دیگر آنست که حالت مردم همراه از ضعیف الحال و مرفه الحال معلوم گردد - کسی که با وجود رفاه حال توقف کند نبردن او از همین جا اولی است که آینده این حالت باعث قصور تمام خواهد بود، و بر بعضی از امرا که گمان نفاق است در صورت استعجال که آنها مسأله واهیال نمایند - فاصله بعید خواهد شد تدارک متعذر خواهد بود - لا علاج بغافل باید گذرانید یا مراجعت نموده علاج آنها کرده شود - چون نجابت خان شنید قد مبوس کرده بعرض رسانید که الله اعلم حیث یجعل رسالت - مصداق این مقال کرامت خصال این بود که در کوچ اول میرزا شاه نواز خان که از متعینان دکن بود همراه نیامده و در کوچ ثانی عرض کرد که باعتبار نوکری اعلی حضرت لا علاج که فقیه شده همین جا بمانم مرا با داراشکوه ربطی نیست - یک دختر در خانه شماست و یک دختر در خانه مراد بخش است - با داراشکوه نسبتی که رعایت آن ضرور بود نیست و بر حضرت خوب معلوم

است که از من در پنج جنگ و در پنج مقام کمی و کوتاهی نشده که حمل بر جبن و بد دلی شود - فرمودند در واقع حق نمک خواری از نجاب بعید نیست - اما در نجاب مقامات است - چند روز شمارا به بینم - وقت کوچ رخصت خواهیم کرد - و چه لازم است که فقیر شوند؟ بعرض رسانید که اینصورت هم خلاف بندگی است - خانه زاد نوازی کار اعلی حضرت است - بعد از آن آزار اسهال اشتها دادند - امرا که برای عیادت می آمدند حکم شد یک یک تنهایی - خدمه را بگذارند - چنانچه روز دوم که میرزا شاه نواز خان آمدند شیخ میرایشان را بلا توقف دستگیر کرده دست و گردن بسته بغل و زنجیر بالای حوضه قیل نشانید - همانوقت حکم کوچ شد - بعد از رسیدن به برهانپور محبوس نمودند - بعد از فتح داراشکوه بسفارش زیب التسلایم که سه روز ترک طعم نموده بودند که تا ثباتی من خلاص خواهد شد طعم نخواهم خورد - بقصه و غضب حکم خلاص شد و صوبه داری احمد آباد مقرر نمودند که بعد از آمدن مراد بخش احمد آباد از صوبه دار خالی بود - لیکن میفرمودند که خاطر من جمع نیست - لا علاج حکم شده - خوب آینده فمیده خواهد شد - ازین رو که سید است حکم بقتل مشکل - والا مثل مشهور است که سر بریده سخن نگوید - آخر آنچه فرموده بودند بظهور رسید که بعد از گریمختن داراشکوه در جنگ اجیر رفیق او شد و در عین جنگ کشته گردید -

۷ - بوقت جنگ ادائے نماز

در شبی که فردای آن باشجاع جنگ مقرر بود قریب دو نیم پیر شب گذشته بود که بعرض رسید که راجه جسونت سنگه با فوج خود که چهارده هزار سوار و پیاده بود و محافظت فوج بر اول تعلق باو داشت قرار داده که بشجاع ملحق شود - در اثنای راه بر مردم و دواب اردوی معلی دست اندازی سخت نموده - چنانچه سر رشته لشکر برهم خورده و آشوب تمام در مردم بهمر سیده اکثر با فوج آن مخدول رفاقت نموده راه ادبار پیش گرفتند - حضرت در اوراد نماز تجمه بودند - بعد از شنیدن اشاره بدست کردند که اگر رفت رفته باشد، و جوابی دیگر نفرمودند - بعد از فراغ از اوراد میر جملہ را طلب نموده فرمودند که اینصورت هم از فضل الهی شد که اگر این نفاق اندیش در عین جنگ این کار میکرد تدارک مشکل بود - بعده

حکم نقاره و سواری شد، و خود بدولت سوار شده باقی شب را همان طور سواری فیل گذرانیدند. بعد از طلوع صبح معلوم شد که فوج شجاع از طرف دست چپ جنگ توپخانه کرده در آمدند. جمعی که اجل آنها رسیده بود کشته شدند. بفیلان فیل سواری خاص فرمودند که هر صورت فیل ما را بفیل شجاع برسان. درین وقت مرشد قلیخان که مشیرو مقرب بود، بعرض رسانیدند که اینطور جرأت خلاف طور بادشاهان است. فرمودند ما هیچکدام بادشاه نشده ایم. مردم بعد از اینطور جرأت بادشاهان میشوند. بعد از بادشاهی هم اگر در جرأت تفاوت شود آن سلطنت نمی ماند. شعر

عروس ملک کسی در بغل بگیرد تنگ
که بوسه بربل شمشیر آبدار دهد (a)

۸- دوازده وصیت

الحمد لله والصلوة على عباده الذين اصطفى ورضا
چند وصیت دارد.

اول اینکه - این عاصی غرق معاصی را تلخیف و تفریش تربت مطهره مقدسه حسنیه علیه السلام نمایند که مفرقان بحار عصیان را بغیر از التجابان درگاه مرحمت و غفران پناه نیست، و مصالح این سعادت عظمی نزد فرزند ارجمند بادشاهزاده عالیجاه است، بگیرند.

دوم اینکه - چهار روپیه و دو آنه از وجه کلاه دوزی نزد آیه بیکه محکوم است، بگیرند و صرف کفن این بیچاره نمایند. و سبب و پنجره روپیه از وجه کتابت قرآن در صرف خاص است روز وقات بفقر دهند. ازین راه که زر کتابت قرآن نزد فرقه شیعه شبه حرمت دارد، بکفن و ما یحتاج آن صرف نکنند.

سوم اینکه - باقی ما یحتاج از وکیل بادشاهزاده عالیجاه بگیرند که وارث قریب در اولاد

(a) همین در نسخه A - در نسخه N

عروس ملک کسی در کنار گیرد چست

لب شمشیر آبدار زند

ایشانند، و حلیت و حرمت بر ذمه ایشان است، برین بیچاره باز پرس نیست که مرده بدست زنده.

چهارم اینکه - این سرگشته وادی گمراهی را سر برهنه دفن کنند که هر گنه کار تبه روزگار را که سر برهنه نزد بادشاه عظیم الشان بمرند البته محل ترحم خواهد گردید.

پنجم اینکه - بر بالای صندوق تابوت پارچه سفید گنده که گزی گویند، پوشش نمایند، و از شامیان و بدعت مغنیان و مولودی احراز کنند.

ششم اینکه - بروالی ملک واجب باد که باخانه زادان بی سرو پا که همراه این عاصی دور از حیا در دشت و صحرا گشته اند، مدارات نمایند. و اگر بتقریح تقصیر از اینا واقع شود بعفو جمیل و صفح جزیل مکافات فرمایند.

هفتم اینکه - بهتر از ایرانی برای متصدی گری دیگری نیست، و در جنگ هم از عمد حضرت جنت آشیانی تا حال احدی ازین فرقه از معرکه روگردان نه شده و پائے استقامت اینا تلفزیده. معتمد اگاهی خود سری و حرام نمکی نکرده اند. لیکن چون بسیار عزت طلب اند باینجا ساختن بسیار مشکل. بهر حال باید ساخت و کجدار مرز باید کرد.

هشتم اینکه - فرقه تورانی سپاهی مقرری اند. برای تاخت و تاراج و شتخون و بندی کردن خوب اند. از برگشتن در عین جنگ که ترجمه تیر باز کشی است، وسواس و هراس و خجالت ندارند. و از اجل مرکب هندوستان زایان که سررود لیکن جانرود، بعد مرحله دور اند. بهر صورت اینجما را محل رعایت باید داشت که اکثر جاها این مردم بکاری آیند که دیگری بکار نمی آید.

نهم اینکه - باسادات لازم السعادات باره بموجب آیه و آت ذی القربا حق عمل باید نمود. در احترام و رعایت فرو گذاشت نباید کرد. ازین راه که بموجب (آیه) کریمه قل لا اسئلكم علیه اجرا الا المودة فی القربی محبت این جماعه اجر نبوت است. هر گز مقصر نباید بود که مثر خیر دنیا و آخرت است. لیکن باسادات باره کمال احتیاط باید نمود. در محبت باطنی قصور نباید کرد، و بحسب ظاهر مرتبه اینا نباید افزود که شریک

غالب ملک طالب ملک اند۔ اگر اندک استرخائی عنان (a) شود ندامت خواهد شد۔
 دہم اینکه۔ تا مقدور والی ملک خود را از حرکت معاف ندارد، و از نشستن در یک
 مکان کہ در ظاہر صورت آرام در واقع منجر ہزار مصیبت و آلام است، محترز باشد۔
 یازدہم اینکه۔ ہر پسران ہرگز اعتماد نکنند و طور مصاحبت در زندگی ننمایند کہ اگر
 اعلیٰ حضرت با داراشکوہ این سلوک نمیکردند کار با اینجا نمیرسید و کلمۃ الملک عقیقہ ہمیشہ
 مد نظر باید داشت۔

دواز دہم اینکه۔ عمدہ رکن السلطنت اطلاع اخبار ملکی است و غفلت یک لحظہ باعث
 ندامت سالہای دراز میگردد کہ مقدمہ گریختن سیوای مقہور از غفلت شد و تا آخر عمر
 همان سرگردانی باقی بود۔ مبارک اثنا عشر انتقام بر دوازده وصیت کردہ شدہ۔

شعر

اگر در یافتی بر دانشت یوس
 و گر غافل شدی افسوس افسوس

۹۔ در وقتیکہ محمد معظم بہادر شاہ را برای قید کردن طلب کرد

در وقتیکہ محمد معظم بہادر شاہ را برای قید کردن طلب کردند در تسبیح خانہ آمدہ حاضر
 شدند۔ بخاور خان داروغہ خوشبوی خانہ را حکم شد کہ ہر عطر کہ باہا خواستہ باشند بیارید۔
 بہادر شاہ عرض کردند کہ غلام را چہ طاقت کہ خود اختیار کند؟ ہر چہ تفضل شود همان بہتر خواہد
 بود۔ ارشاد شد کہ این فرمودن ہم از راہ تفضل است۔ بہادر شاہ بہ بخاور خان گفتند کہ
 غیر از عطر فتنہ ہر عطر کہ باشد خوب است۔ فرمودند کہ بلی ماہم احتیاط ہمین امر کردہ
 شمارا باین مکان تصدیعہ دادیم۔ بعد از آنکہ عطر آمد حکم شد سلاح از خود جدا کردہ
 نزدیک آنید کہ عطر بدست مبارک مالیدہ شود۔ بعد مالیدن عطر کہ ایشان بتابہ تسلیمات
 رفتند، خود بدولت برخاستند و بمحرم خان حکم شد کہ باتفاق حمید الدین خان سلاح کہ

(a) A روند - R روند - N شود ندامت فائدہ نیارد، در لغت سود ندارد چون رفت کار از دست۔

از ہر چار پسر ایشان بگیرند و ہر پنج را بنشانند۔ چنانچہ اول کہ نزدیک محمد معزالدین آمدند
 او دست بقبضہ شمشیر گذاشت۔ بہادر شاہ بغضب آمدہ گفتند کہ ای بد بخت باقبلہ و
 کعبہ خود خلاف حکمی میکنی؟ چنانچہ بدست خود سلاح از پسر گرفتہ حوالہ محرم خان
 کردند۔ پسران دیگر بلاعذر سلاح را کردہ دادند۔ وقتیکہ بحضرت خبر رسید فرمودند کہ
 تسبیح خانہ بجائی چاہ یوسف شدہ است بجاہ یوسف خواہد رسید۔

۱۰۔ نصائح بہ بہادر شاہ

روزیکہ بہادر شاہ را از قید خلاص نمودند در حضور خود نشانہ فرمودند: ازین راہ کہ
 مثل من پدری از شماراضی بود البتہ سلطنت نصیب شما خواہد شد۔ رضامندی اعلیٰ حضرت
 ما را در کار نبود کہ ایشان متعین دارشکوہ بودند و او بمصاحبت ہنود و جوگیان بی ایمان شدہ
 بود۔ محض اعانت دین سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام سبب نصیحت باشد۔ چند نصیحت
 بشما کردہ میشود، باید کہ در خاطر خود داشتہ باشید۔ اگر چہ یقین میدانم کہ عمل کردن
 بر آن از طبع شما دور است، لیکن از شفقت پدری و محبت و اطاعت کہ شما بجا آوریدہ گفتہ
 میشود۔ اول اینکه بادشاہ باید کہ وسط باشد میان لطف و قہر، ہر کدام کہ از دیگری بیشتر باشد
 موجب انکسار سلطنت میشود کہ در لطف زیادہ مردم جرأت پیدا میکنند۔ و در قہر افزون
 طبایع را انور بہم میرسد۔ چنانچہ عم این نحیف سلطان الغ بیگ باوجود فضل و کمال
 بتسفیک دماء جرأت داشتند کہ بر جریمہ مسل حکم قتل میفرمودند۔ پسر ایشان
 عبداللطیف ایشان را محبوس نمودہ بقلعہ نہانند فرستادند۔ در اثنای راہ از شخصی پرسیدند کہ
 بدہم خوردگی سلطنت ما را از چہ راہ دانستی؟ گفت از راہ تسفیک دماء کہ مردم از شما تنفر
 پیدا کردند۔ آنچه جد امجد ہمایوں بادشاہ کرد مسالہہ بجا و غنود سستی در کار ہا کہ باوجودیکہ
 جرأت ہا کہ شیرخان در صوبہ بنگالہ میکرد مکرر بعرض رسید تا غافل میفرمودند و پدرش را کہ
 حسن سور بود سرزنش مینمودند کہ حرکات پسر خود را می بینی و باو نمی نویسی؟ او جواب داد کہ
 کار او از نوشتن گذشتہ است۔ نمی دانم کہ غفلت حضرت آخر چہ خراب کرد۔

دیگر اینکه بادشاہ ہرگز آرام طلبی و فراغت شعاری را بر خود روا ندارد کہ بدترین

اسباب خرابی ملک و انهدام دولت این شیوه نامرضیه است - همیشه نامقدور در حرکت باید بود -

شعر

بادشاه و آب را در یک مکان بودن بد است
آب میگذرد ز بودن (و) شه رود کارش ز دست
در سفر باشد -

شان را حرمت و عیش و وقار
فکر آرام و تنعم میکنم بی اعتبار
دیگر آنکه در فکر تربیت نوکران باشد و هر کدام را که لایق کاری و اندبان منصوب کند و
کار آنها را از درودگر فرمودن از عقلا بعید است - کار بزرگان بخوردان و کار خوردان
بزرگان نباید فرمود که بزرگان از کار خورد نگ کنند و خوردان را حوصله کار بزرگ
نباشد - خلل تمام در انتظام سرکار روی دهد -

۱۱ - چند امور بسلسله حکومت

در وقتیکه محمد معظم بهادر شاه را از قید خلاص فرمودند تفضلات و عنایات نموده - روز
رخصت ارشاد شد که اگر چه بنا بر ضرورت و الاغلاجی گوشمال افعال تمام زوال شمار داده چند
سال در قید و اخیتم - اما علامت قوی سلطنت همین است که تحت و جاه حضرت یوسف
مشروط بمحبس بود - انشاء الله تعالی برای شاهم همین طور خواهد شد - بنا بر همین امید در
زندگی خود به دوستان بهشت نشان را حواله شما کردیم - احکام زایچه ما را که فاضل خان طاء
الملک از روز ولادت تا بعد وفات نوشته بحسب تجربه تماشا مطابق واقع آمده - در آن
مرقوم است که بعد از این سلطنت که قاطع عمر ساک راج و ساک اعزل است و در حلق
در چه طالع واقع شده است - باید که بهادشاهی بخیری تنگنفسی معدوم انصری که کلماتش
همه نا تمام و تدبیرش همه خام باشد - برای بعضی اشخاص اینقدر شادابی که قریب به غرق
باشد و برای برخی اینهمه خشکی که بیم زوال باشد، بعزل خواهد آورد - این همه صفات

حمیده و حالت پسندیده در ذات شاد یافت میشود - اگر چه وزیری لایق که در عمل ما پیش
آمده است و بهر مسانیده ایم، متعاقب خواهیم فرستاد، لیکن چه فائده که چهار رکن سلطنت
یعنی اولاد اربعه هرگز آن بیچاره را بحال خود نخواهند گذاشت که کاری بکنند؟ با وجود این
حال هم باز دست دپی خواهد زد که فی الجمله کار برونی خواهد بود - لیکن همان قاعده عم طب
است که تمامه از اعلی بدن نازل نشود هر چند در اسافل بدن قوت باشد، بالاخره کار
بضعف و انحلال بل بفساد و زوال میکشد - درین مقام هم همین صورت
است - هر چند که از صحرا گردی و بامون نوردنی ما خانه زادان فراغت شعار از مادر و پدر
بیزار آرزوی فانی حیات مستعار ما دارند - لیکن بعد از مازنی تیزه ما و ناشایستی این فرزند
ناقدر دان چیزی که برای ما آرزو دارند از خدا برای خود طلب خواهند نمود - بهر حال
بموجب محبت پدری گفته میشود که آنقدر شور مباحث که از دهن بر اندازند - و آنقدر شیرین
هم مباحث که فرو برند - اما این نصیحت هم غیر مقام بود که شوری اصلا در آن فرزند نیست
حق برادر عزیز است، و حصه بینگی نصیب آن فرزند و فرتمیز - حق سبحانه هر دو برادر را در
کمال اعتدال دارد - آمین یارب العالمین -

۱۲ - نقاره زدن ضابطه بادشاهان است

از واقع کابل بعرض رسید که بادشاهزاده محمد معظم در وقت عدالت امر نمودند که چهار
طلبل بزنند -

شرح دستخط خاص عمده الملک به دارا السهام حسب الحکم بنویسد که بجائی چهار طبل چهار
دبل بزنند - (د) در عدالت نقاره زدن ضابطه بادشاهان است - اگر خدا خواهند داد خواهید
شد - اضطراب چرا؟

۱۳ - محمد معظم در جامع مسجد کابل

از نوشته هر کاره صوبه کابل بعرض رسید که بادشاهزاده محمد معظم بهادر شاه در مسجد جامع

(د) در نسخه N که غرض از طبل ضامن نقاره زدن عدالت بادشاهی است -

قنات کشیده نمازهای سختی بجا آوردند - بر فرد عرضی دستخط شد که در واقع از ترس و جبن که خلقی آنفرزند است، اینمقدمه بعید نیست - با وجود این جبن از ماهم اندکی خوف باید داشت - امری که مخصوص سلطنت باشد، چگونه اقدام بان توان کرد؟ اعلیٰ حضرت غفران مرتبت در کار پسران مسأله نمودند تا کار بجای رسید که رسید - دستخط حاشیه - ناظر از خدمت تغیر و صدی کم (که) اصلاً و مطلقاً چیزی از - بمقدمه نوشت - محرم خان ناظر دیگر تجویز نماید - جاگیر واقع نگار و سوانح نگار بالتمام تغیر نمایند - کسی منصب از آن نشد که آینده بکار خواهد آمد - هر کاره باز زود تحقیق کرده حقیقت را بنویسد - اگر واقعی است از صوبه داری تغیر کرده بحضور باید طلبید -

۱۳- از نوشته ناظر محمد معظم بهادر شاه

از نوشته ناظر محمد معظم بهادر شاه عرض رسید که در وقت بر آمدن از چکله سربند در گوش داروغه فیلخانه چیزی با بستگی فرمودند که غلام آگاه نشد - چهار کرده از منزل بر آمده بود که میان دو فیل مست جنگ واقع شد - خود با مردم سپاه و بهیر ایستاده شده ملاحظه جنگ نمودند - بعد فیلبانان هر دو فیل را جدا کرده روانه شدند - لیکن درین جنگ هیچکدام از هر دو فیل باعث تصدیق و پایمالی خلقت نشد -

فرد بد دستخط رسید که - عرض اول از ترس جان بود که اتفاقاً مقدور نبود - و ثانی که از هر دو فیل ضرری بکسی نرسید شامت طمع که اعی و احم میگرداند بفسور رسید - میر بخشی دوصدی ناظر کم کند و جاگیر بقدر کمی منصب تغیر نماید - و عمدة الملک مدارا المهمام در عوض فرمان حسب الحکم بشاه نادان بنویسد که جنگ فیل مخصوص بادشاهان است - باین آرزوهای لااقل بجای حاصل بادشاهی زود نخواهد رسید - هرگاه وقت آید و در نصیب باشد خواهد شد - آدمی را چیزی که خراب میکند طلب بیش از قسمت و پیش از وقت است - مارا چرا متغیر و خود را مکرر باید ساخت؟

۱۵- از وقائع صوبه کابل عرض رسید

از وقائع صوبه کابل بعرض رسید که محمد معظم بهادر شاه روز دیوان جایکه می نشینند زیر مسند چپو تره که در زیر زمین بقدر یک گز ارتفاع دارد، درست کرده بر آن نشسته دیوان میکنند - فرد بد دستخط رسید که

شعر

بوس کار بر نمی آید
در همه کار لطف حق باید
تکیه بر جای بزرگان نتوان زد بگذاشت
مگر اسباب بزرگی همه آماده کنی

عجب که قید چند ساله دماغ پندار آن آماده کبر و حق را باصلاح نیاورد - دو گرزدار شدید رفته از سردیوان برخیزانند و چپو تره را بشکنند - اگر در وقتی رسند که ایشان بر دیوان نباشند، صبر کنند تا دیوان نمایند و موجب حکم بعمل آرند - جزاء بماکانوا یعلمون - اعلیٰ حضرت فردوس مرتبت آنقدر تساهل و تغافل با پسران کردند که رئیس مروس کا لمعکوس گردید -

۱۶- عرضی حمیده بانو از صوبه ملتان

حمیده بانو محمداً محل محمد معظم بهادر شاه از صوبه ملتان عرض کرده بود که اکثر اوقات در وقت شب در خلوت خاص که امت الحیب تشریف میبردند، قلمدان هایباض همراه است - از راه ادب ضابطه نیست که محمداً یا نایب او در آن وقت حاضر باشد - در وقت رخصت به این میر کنیز بالشافه (فرمودند و) داخل احکام دیگر هم (نمودند) که هرگاه قلمدان را طلب کنند در آن مکان این میر کنیز یا شرف التسانیب این ضعیفه حاضر باشد - حقیقت اینست - درین باب هر چه حکم شود؟ بد دستخط رسید که اگر از راه ادب خلوت خاص نتوان رفت منع قلمدان را چه ادبست؟ بهر حال آینده اصلاً و مطلقاً قلم از در اندرون نباید گذاشت - و بناظر حکم رفته که در بیرون هرگاه ضرور باشد قلمدان را حاضر کند که بقدر دستخط ضروری در پیش ایشان باشد - بعد از آن ناظر سر بمر خود نگاه دارد - و بفرزند محمول

الحال ناظر گوید که جس چند ساله باعث آگاهی نشد که اقدام باین جزا متما می شود - الحال هم چیزی نرفته - دوری مانع تنبیه نیست

این گوی و این میدان
ای ناهم هیچ بدان

۱۷- محاصره قلعه پرلی

قلعه پرلی چهار ماه در محاصره بود - بعد از آن برسات نزدیک رسید - در آنجا چنان مقرر بود که هرگز باران بغیر از نگرگ نمی شد - بنا بر آن در لشکر تشویش عظیم بهر رسید - شیخ سعد الله خان معرفت محرم خان عرض کرد که در یک روز صلح می شود اگر باد شاهزاده نالیجاء ناخوش نشوند - حکم شد امروز صبر کند فردا جواب داده خواهد شد - آخر روز معلوم شد که باد شاهزاده تکلیف مالا یتاق در باب مصالحه دارند، و شیخ مذکور بمحض اخراج قلعه دار بمردم بغیر از مال صلح مقرر کرده ست - فرمودند کار بخته کند که بمجرب حکم باید که بیرق بلا فاصله بر قلعه ایستاده شود - چنانچه موافق حکم کار بخته شد - فردا در عدالت اول روز به شاه نالیجاء فرمودند که ما را خاطر داشت شما ضرور است و اگر نه صلح چندان صعوبت ندارد - از دیگری هم صورت میگیرد - بعرض رسانیدند که غلام در هر چه کار سرکار والا شود رفتی است - فرمودند باز آزرده خوابید شد - عرض کردند غلاما را چه طاقت که از پیر و مرشد خود آزرده شوند؟ باز عرض کردند که آن شخص واسطه صلح کیست؟ فرمودند شیخ سعد الله - عرض کردند که البته حکم شود - چنانچه شیخ سعد الله حاضر نبود - محرم خان فرمودند که بشیخ مذکور حکم برساند که بزودی بیرق بر قلعه قایم کند - بفاصله دو گهری بیرق بر قلعه قایم شد و نوبت فتح نواختند - اعظم شاه در کمال بیدماغی و تند عریض کردند که باید که ما غلامان خود بار ایزد بر بلاک کنیم که این پاجیها مصاحب شدند - باد شاه فرمودند که فی الواقع از ما پاجی پرستی شد - هر دو پاجی را از لشکر اخراج میکنم - شیخ سعد الله به بنگاه برود و شمار صوبه احمد آباد مقرر کردیم - حکم شد که سیادت خان داروغه گزر برداران با همه گرز داران همراه رفته سه گروهی لشکر در سانگانو فرود آورد و بدیره رفتن ندید - و خود پرده عدالت

انداخته بردخواستند - اعظم شاه حیران و متحیر شده توسل بعمدة الملک اسد خان نمود - او عرض کرد که دو روز مهلت شود تا اندک باران بایستد - حکم شد که نوکران را چه بار که در مقدمه فرزندان عرض کنند؟ اسد خان از عرض خود نادم گردید - بهر حال (g) همراه داروغه گزر داران رفته باد شاهزاده بدیره سانگانو منزل نمودند - و از آنجا عرضی کردند که موم جنت موم جاما بهم نمیرسد - حکم شد از سرکار والایت داده بگیرند - باز عرضی کردند که در طلب نقدی غلام وضع شود - دستخط شد (h) که هیچ عاقل نقد به نیه نمیگذارد - تا رسیدن وقت نقدی که زنده و که مرده؟ زر نقد باید داد و باید گرفت - چنانچه بموجب حکم عمل نمودند - یکب هزار دو صد روپیه فرستاده موم گرفتند -

۱۸- مکتوب شنزاده محمد اعظم بنام عنایت الله خان

باد شاهزاده محمد اعظم شاه بعنایت الله خان نشان نوشتند که مطلب و مطلوب نشان باید بعرض اقدس برسد - سید لعل منصب سه پستی دارد و در جایگزین غلام که در مند سور است اقدام بشرب حمرو انواع بدعت مینماید - حکم شود که جایگزینا مبرده تغیر کرده باین غلام دهنند تا رفع مفسده گردد -

شرح دستخط آنکه کاریکه تعلق بمحتسب دارد بخود گرفتن و التماس تغیر جایگزین نمودن تصرف تازه و بازده است - جایگزین پستی تغیر نمودن محال است - چه جائی سه پستی؟ جایگزین کسی بگفته کسی تغیر نمی شود - در نوکری آن بابا با سید لعل مساوی و در سیادت طرف ثانی هزار مرحله زیاده - صدر الصدور بمحتسب آنجا بنویسد که بتحقیق وارسیه مفصل معروض دارد - الحمد لله که بطور اعلی حضرت اولاد را مسلط ننموده ام که ندامت کشم -

(g) A.N. - همراه گزر داران باد شاهزاده بدیره منزل نمودند -

(h) A.N. - که این نمیشود - این نیه است - مانقدی نوشته ایم تا رسیدن وقت نقدی که زنده و که مرده؟ الحال از خانه خود باید داد و باید گرفت -

۱۹- مردی در خود شکنی است نه که در تهور و بیباکی

از وقایع فوج محمد اعظم شاه بعرض رسید که بی ملاحظه برای دیدن قلعه پرناله بطرف مورچال میروند. هر چند ناظر و محملدار منع میکنند بگفته آنها ممنوع نمیکردند. و همین طور از نوشته ناظر و محملدار هم بغرض رسید. دستخط شد عجب از آن فرزند که صحبت مانع اثر نکرده. از احتیاط و دور بینی هزار مرحله دور افتاده. المحرم سوء الظن بخاطر نیاروده. و از آیه ولا تملقوا باید کم الی التصلک بهر نیافت. شعر

مرغیکه زیرک است درین بوستان سرا
گل را خیال چنگل شباز میکند
خون میچکد ز زخم نمایان زخنده اش
بکی که بملاحظه پرواز میکند
از صحبت نیکان نشود طینت بد نیک
بادام همان تلخ بدون با شکر آید

مردی در تهور و بیباکی نیست بلکه در خود شکنی است.

کمال مردی و مرداگی است خود شکنی
بوس دست کسی را که این کمان شکند

۲۰- سزائے بدسلوکی

بهروز خان ناظر دیورهی محمد اعظم شاه بعرض رسانید که بادشاهزاده بانور التماس محملدار بدسلوکی کردند چنانچه در باغ بادشاهی احمد آباد همراه نمی بردند. محملدار بیرون چاهی فرستاده منع سواری نمود. چنانچه غلام آمده بغیر امر سواری بادشاهزاده را موقوف کرد. ایشان محملدار را از مجلس بیرون کردند. دستخط شد که منصبداران متعینه و خواجه قلینخان بافوج خود و راجه نور متفق شده مانع سواری و دیوان شوند تا حکم حضور برسد. روز دوم که این خبر به بادشاهزاده رسید عرضداشت معرفت بادشاه بیگم خواهر خود فرستاده عفو جرایم درخواست کرده. رضانامه بمهر ناظر و محملدار فرستادند. عرضی بدستخط خاص رسید که تغییر محال را

موقوف کردیم. لیکن اگر تعزیر بمال هم نشود باز هم جرأت باین طور امور باقی میماند. تعزیر این جریمه چخاد هزار روپیه از نقدی آن فرزند ناقبت بین پواج نشین بی تمکین داخل خزانه عامه نمایند.

۲۱- معاوضه نقصان

از روی سوانح احمد آباد صوبه دارئی محمد اعظم شاه بعرض رسید که جاناچی والیه نامردار تنیم در چهل کردی احمد آباد در شاهراه سورت سوداگران را تاراج نمود. این حقیقت بشاه عالیجاه از روی اخبار معلوم شد. فرمودند که در فوجداری امانت خان متصدی سورت بوده. مارا کاری نیست.

بر فرد سوانح دستخط شد. پنج هزار از اصل منصب کم و بموجب اظهار تاجران در نقد از وکیل ایشان بگیرند. اگر غیر بادشاهزاده میبود بعد تحقیق حکم شد. برای بادشاهزاده سزا عدم تحقیق است. زهی بادشاهزادگی که خود را کمتر از امانت خان بدانند! هرگاه در حالت حیات مادعوی وراثت ملک داشته باشند پس چه در حیات (ما) امانت خان را شریک میراث (نه) گردانند؟

بیت

دردی که با دوا نشد آزار علاج نیست
آزار که عقل نیست هیچ احتیاج نیست

۲۲- عرض اعظم شاه در عدالت

محمد اعظم شاه در عدالت برای مطلبی عرض میکردند. چون جواب موافق مدعایا نقد بیدماغ شده قدم پیش گذاشتند آن قدر که پای ایشان بر مسند آمد. حضرت مکرر شده پرده عدالت انداخته برخاستند و حکم منع مجراشد. کسی دیگر را طاقت شفاعت نبود. شاه سلیم الله عرض کرد که قدم پیش گذاشتن بادشاهزاده از راه جرأت نبود بلکه از راه غفلت بود. من غمی واصل قاجره علی الله. در پائین آیه دستخط شد.

از ساحل نجات بحر قاف
از حد خود کسی که قدم پیشتر گذاشت

۲۳- طنز اورنگ زیب به محمد اعظم

محمد اعظم شاه ازین راه که سبک مزاج و بد زبان بودند جناب مقدس را بجمعه کناس که خدمت دیوان خاص میکرد منسوب کرده بودند- این خبر بسمع مبارک رسیده بود- روزی بصحن دیوان خاص جاروب میکرد- بطرف اعظم شاه متوجه شده فرمودند که بابا این خاکروب چهارپسر دارد- عرض کردند که یک پسر دارد- آنهم طفل است- ارشاد شد غلط میگویند- من اینقدر خبر دارم که ازین یک پسر ولایت هم رفته است- از شنیدن این سخن اعظم شاه مدعا فمیده نهایت انفعال کشیدند و پیش همیشه خود زینت اتسابیگم گله کردند که حضرت اصلاً رعایت و حرمت والده صاحب من نکردند که پدر من جمعه خاکروب را قرار دادند- فرمودند بی بابا شما اصلاً رعایت و حرمت اعلیٰ حضرت نکردند که پسر او جمعه کناس مقرر کردند-

۲۴- عرضی صوبه دار احمد آباد

از وقایع همراهی محمد اعظم شاه که صوبه دار احمد آباد بودند (بعرض رسید و ایشان هم) عرضی نمودند که بسبب طول آزار که مدتی تب ریلج بوده باوجود که زیاده بر دو ماه است که بالکلیه برطرف شده نقابت بحدیست که طاقت حرف زدن نمانده- امیدوار است که ازین صوبه طلب حضور شود که بر صورت بعد از سعادت قد مبوس جان ناتوان غار سازد- شرح دستخط حافظ حقیقی در همه حال نگاهبان آن شمره الفواد باد- در چنین نقابتی رخصت حرکت و آمدن خالی از بیدردی نیست- بیت

بالتر از وصال شمارد خیال را

شکر خدا که دیده ما ناسپاس نیست

این پیر ضعیف و این بیچاره نحیف بغیر از درد سری بعد درد مبتلاست لیکن تحمل را شعار

شعر

در مشرب جمعی که میای رخیل اند
هر رنجش بیجائی فلک لطف بجاست
ما حوصله درد نداریم و گرنه
هر درد که روزی شود از غیب ودانت

گانی که بانفس شوم طوم بسفین می آید میگوید که بغیر دل که عزیز و نگاه داشتی
ست جهان و هر چه درو هست و گذاشتی ست چه بسته بزمن و زمان دل خود را که
گذشتی ست- و زمین و زمان گذاشتی ست-

ترا بخاک زند هر چه را بر افزای
بغیر سرایت اشکی که بر فراشتی ست

۲۵- به سلسله شهنزاده کام بخش

از نوشته ناظر و وقایع نگار همراهی بادشاهزاده محمد کام بخش بعرض رسید که بعد از فتح قلعه جنجی خان نصرت جنگ در باب کوچ و مقام باحیاط برای اینکه زیاده از پنجاه هزار سوار غنیم در اطراف بود بادشاهزاده عرض کردند- ایشان بدرستی پیش آمده فرمودند که من اختیار دارم هر گاه خواهیم کوچ کنم- تا آنکه کار بنا خوشی رسید- خان مذکور ترک مجرا در بار کرده در سر سواری مجرا مینمود- تا آنکه روز چهارشنبه نیم ذی قعدة وقت دوپهر که در دیره خود فرود آمده بودند- چیله برای طلب خان مذکور فرستادند- او در آمدن تعطیل مینمود- چهار چیله پی در پی آمد- در مضمین هر کاره بانی او خبر آوردند که باکو که خود تدبیر گرفتن و محبوس نمودن شاکر کرده اند- و نیز از نوشته ناظر معلوم شد که این سخن واقعی است- خان مذکور ارباب تحریر را طلب نموده آنهارا شاهد گرفته خود باراد ولایت بندیده سوار شده در اندرون جالی فیل سوار آمده سرایچه دیوانخانه را بخروم فیل کشید- ایشان که این حالت دیدند خواستند که خود را به محل سرارسانند- راو ولایت آمده هر دو دست ایشان را گرفته بر آستین کشیده نزد فیل خان مسطور آورد- خان مزبور اشاره کرد که بر فیل خود بنشینند-

چنانچه بهین طور چهار کوچ شده و شب و روز همراه راد دلبست میباشند. و در خیمه او میگذرانند. بعد معروض فرد بدستخط مقدس رسید. شعر

پرستار زاد نیاید بکار
اگر چه بود زاده شرار

حضرت نوح علی نبینا وعلیه السلام به پسر ناخف چه علاج کردند که من توانم کرد؟ خان نصرت جنگ بیضرهنگ نیست. هر که او را بدگوید از بدان است. برای آوردن آن نابکار سردفتر اشرار تاجپور خان نصرت جنگ همراه باشد. بعده بمعدۀ الملک حواله نماید. و فرمان بصوبه دار پچاپور بفرستد که هزار سوار همراه داده روانه حضور نماید. و خان نصرت جنگ برای محافظت ملک جدید از قلعه جنبی و غیره برود. هرگاه فرمان صادر شود خواهد آمد. در حاشیه عرضی دستخط شد که برای پسر که بمنطق آیه عدد و لکم دشمنی ثابت و متحقق است. با دوست خود که نوکر خوب یکی از آنجمله است که احباء ک ثلاث چار هم باید زد؟ خصوص نسبت قریب که پسر خاله است و رعایت صلۀ رحم لازم.

(در نسخ N عبارت ذیل زاید است)

در حاشیه نوشته بود. کلام افلاطون احباء ک ثلاث من شرک فی ملوک و فی عنک و فی سکر. دوستان توه نفراند. هر که شریک نمک تو باشد و هر که شریک محنت تو باشد و هر که شریک سفر تو باشد.

۲۶- به سلسله بیدار بخت

از نوشته ناظر همراه بیدار بخت بهادر بعرض رسید که برای فتح قلعه سنسنی تعلقه راجه رام جاٹ سابق تقید بسیار داشتند. الحال چنان معلوم شد که پیغام زبانی باو دادند ظاهراً دختر برادر خود داده از قلعه بدر میرود. فرد بدستخط رسید که مضایقه ندارد. دختر دادن هم علامت امتیاز است. از قلعه بیرون میرود. از ملک بادشاهی کجا خواهد رفت؟ لیکن. شعر

چه مردی بود کز زنی کم شود
مطیع زنان بدتر از زن بود

ترتیب فرزندان تعلق بابا دارند به جداد. شاه عالیجاه از مسابله و محبت والده مرحومه ایشان کار باخوار ساندند. ضیق حال که تعزیر بمال است برای عاقلان اعظم و بال و نکال است. یکسال جاگیر نصف و منصب تغیر.

۲۷- درباره شمس النساء

از نوشته ناظر همراهی بیدار بخت بهادر بعرض رسید که شاه زاده همیشه با شمس النساء دختر مختار خان کمال عنایت و محبت داشتند. درینو لا برخلاف طور همیشه اکثر ناخوشی مینمایند. چنانچه یکروز فرمودند که دختر پاجی را نمیرسد که با سلاطین این بمنه غرور داشته باشد. چنانچه شمس النساء در جواب گفت. اگر خواهند مرا بکشند دیگر با شاعر نیز نم. لذا از آن روز با شاهزاده حرف نمیزند. بر فرد عرضی دستخط شد. شعر

صبح دم مرغ چمن با گل نخواست گفت
تا ز کم کن که درین باغ بسی چون تو شگفت
گل بخندید که از راست زخم ولی
بچ عاشق سخن تلخ بمعشوق نلغت

نور الابصار واضح باد که در ایام جوانی که با اصطلاح پواج مصاحبان شاه جوانی دوانی گوید. ما را هم در آن ایام این تعلق با شخص که نهایت تبخت داشت بهمر سیده بود. تا حیات محبت او را بانجام رسانیدیم. و گاهی آزرده نکردیم. دیگر آنکه با سادات لفظ پاجی گفتن محض پاجی گریست. کسی اگر سید را پاجی بگوید البته پاجی نخواهد شد. اگر از نوشته محملار و ناظر رضامندی آن سیده نشود. بعتاب بلکه عقاب گرفتار خواهید شد. جزاء بما کانوا یعملون.

۲۸- قصه نصرت جنگ

ذوالفقار خان بهادر نصرت جنگ در وقتی که از فتح جنبی آمده چهار کروی اردوی معلی در پرناله رسیده بود، سر راه خان کوتوال بعرض رسانید که فرمان در باب تنبیه مخدولان که

بطرف بنگاه اداره شده اند صادر شده و خان مذکور متصل اردوی معلی رسیده - حکم شد که دستک در آمدن در لشکر نهد و یار علی بیگ که وکیل خان نصرت جنگ است این مقدمه را باو برنگارد - صبح روز دوم بغیر دستک داخل اردوی معلی شد - پرواگی دیوان خاص طلب کرد - حکم فرمودند که ترکش و کیسه در کمر بسته و کمان بردوش و بندوق در دست بحضور بیاید - و برخلاف سابق که پاکی تا جالی دیوان خاص می آمد امروز اندرون جالی نزدیک برود و راتوی دیوان خاص پاکی را بگذارد - یار علی بیگ این عنایت تمام عتاب را منصل نوشت - چنانچه از کلال بار پیاده شده تمام سلاح از خود دور کرده عازم حضور شده در راتوی سرور و اژه دیوان خاص آمده نشست و انتظار حکم حضور داشت - تا دو گزری بسکوت و تغافل گذرانیدند بعد از آن رخصت آمدن شد - اراده قدمبوس نمود - پای راست دراز کردند - از تشویش و اضطراب زانوی خان نصرت جنگ بمسند رسید - این معنی ناخوش آمد - از کمال کرم و عنایت دست بر پشت او و سائیده فرمودند - چون مدتی در پیر و نما بودید ضوابط حضور فراموش کردید -

زاغ دم سوی شر و سر سوی ده
دم آن زاغ از سر او به

بعد از آن رو بطرف بهره مند خان کرده فرمودند که چه معنی دارد که خانه زادان بسبب رفتن بیرون آداب را فراموش کنند؟ ظاهراً در باصره خان مذکور تفاوت شده است - محرم خان را حکم شد که عینک آورده بدست خود بر جانی خان مذکور بگذارد - و تاکید شد که همین طور بخانه رود - و ازین راه که عنایت حضور است تا سه روز باید که عینک گذاشته بدستور خلعت بدربار می آمده باشد - چون خان مذکور این رسوایی را مشاهده کرد بوقت شب بوساطت امیر خان داروغه خواصان رخصت به تنبیه غنیم حاصل نموده - بعد از نماز عشا عینک گذاشته آمد و در تسبیح خانه رخصت شد -

۲۹ - مزید درباره نصرت جنگ

ذوالفقار خان بهادر نصرت جنگ بموجب حکم مستعقب، هنوز تا سردار ضلالت آثار
نفته بود - بحسب اتفاق عذرش از درویشی اردوی معلی شد - عرضی نمود که اتفاقاً

چنین رویداده که اتصال لشکر ظفر اثر عبور شد بغیر از ملازمت گذشتن خلاف ادب میداند - عرضی بدستخط مقدس رسید که دو امر خلاف ادب بظهور رسیده - یکی آنکه چرا چنین کرد که اشتیاء از نزدیکی معسکر معلی عبور کردند؟ این خالی از سوء ادب نبود بلکه احتمال تحریک بود دوم آنکه بکار مامور نپرداختن و برخلاف آن عرض کردن بخلاف اطاعت بعمل آمده - اطیعوا الله و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم -

۳۰ - جنگ جوی خان دکهنی

از وقائع فوج ذوالفقار خان بهادر نصرت جنگ بعرض رسید که جنگ جوی خان دکهنی که بمنصب پنجبزاری سرفراز دست نقارهای او برگاویشان بار کرده اند - از راه فساد فشی میگویند که همراه نقارهای لوت خان نصرت جنگ برابر برود -

شرح دستخط آنکه مارا چه مضایقه و خان نصرت جنگ را درین باب چه منع؟ هرگاه آن رئیس جماعه علیه اللعنة و الزکال تشیر خود را که عین رسوائیست نفهمیده اگر پیش پیش هم برود عین مطلب است - برابر زفتن هم کم فنیحق نیست -

۳۱ - عقرب در دست گرفتن و مار در بغل داشتن

از سوانح نصرت جنگ بعرض رسید که زندان خان دکهنی که چهار هزار بیضابطه دکهن سرفراز شده ازین راه که در کارهای بادشاهی جانفشانی میکنند اگر زیاده ازین هم تغفل شود بجای است - و بهمین مضمون خان نصرت جنگ هم عرضی نوشته - شرح دستخط لفظ جانفشانی محض عبارت و انشا است - مقرر اگر جانفشانی میبود تا حال چرا زنده میبود؟ و رعایت اینجماعه عقرب در دست گرفتن و مار در بغل داشتن است - الکلونی لایونی -

۳۲ - کاری که باعث ملامت و نیا و منوجب شقاوت عقبی است

از سوانح صوبه (a) خاندیس بعرض رسید که سید (b) حسن علی خان بهادر در جنگ

(a) در A نادیر - در B احمد آباد - در R نادیر

(b) در هر دو نسخه حسین علی - لیکن در عهد عالمگیر حسین علی در دکهن تعین نبود بلکه برادر کافش حسن علی اخو مخاطب به قطب الملک -

هنوت ناسردار ضلالت آثار کمال تردد نموده بنگاه او تاخت و تاراج کرده - برادر زاده جاناچی را زنده گرفته بشرف اسلام در آورد - و ذوالفقار خان بهادر نصرت جنگ که برای تنبیه و عنا جادوی مفسد از این راه عبور نموده - تجویز اضافه برای هر دو برادر کرده تجویز نامه بحضور در واک فرستاد که اصل و اضافه برادر کلان بهشتی است هزاری شود - و برادر خورد که هفتصدی است نهصدی گردد -

بهر فرد دستخط شد که آفرین چرا نباشد؟ سادات منبع السعادت همین معنی دارند که در اعانت دین متین جد خود حضرت سید المرسلین از جان کوشش نمایند - برای هر دو برادر دو خلعت از تو شکخانه خاص بادو خنجر شمشیر ساده بعلاقه مروارید بدست (گرد برادر) بفرستند - و عمده الملک حسب الحکم تحسین و آفرین فراوان نوشته ارسال دارد - بر عرضی دستخط شد که تجویز اضافه از آن خانه زاد مزاجدان بسیار بموقع شد - عدم استمال ارباب سیف از سرداران حیف است که نشود - لیکن قبول اضافه یکدفعه مشکل - محبت با سادات رفیع الدرجات جزو ایمان است بلکه عین عرفان - و عداوت باین فرقه مستوجب دخول نیران و سخط حضرت رحمان - لیکن کاری نباید کرد که باعث ملالت دنیا و موجب شقاوت عقبی گردد - ارعاء عنان با سادات باره و خیم العاقبتی است یعنی بد انجامی - ازین راه که این جماعه باندک ترقی و ترقی لاف انا و لا غیر زده از جاده صواب انحراف ورزیده - نظر را بلند داشته باعث بشگی میگردد - اگر به تغافل بگذرد کار دنیا مشکل میشود - و اگر بتدارک رسد در آخرت پای در گل میگردد -

۳۳ - در باره غازی الدین خان

غازی الدین خان بهادر فیروز جنگ که میر شهاب الدین نام داشت، در اول که از ولایت آمده پدرش عابد خان در دار الخلافت در اثنای سواری زیارت حضرت قطب الاقطاب معرفت سر بلند خان بخشی ملازمت کنانیده - بمنصب سیمصدی سرفراز شد - بعد از آنکه با جمیر رفتند پنج یک از قراولان برای گرفتن خبر محمد اکبر که در میان راجپوتان رفته بودند، راضی نمیشد - میر شهاب الدین عرض کرد که غلام را قبول است - او را

خلعت و اضافه دو صدی داده فرستادند - روز چهاردم خبر رسیدن او بچوکیداران گرد لشکر رسید - و او هم عرضی کرد که غلام خبر واقعی گرفته آمده است - زود حکم داخل شدن در لشکر بشود که معروض ندارد -

بر فرد عرضی دستخط شد - مصرع

چون لعل هر که خون جگر خورد و صبر کرد

زیب کلاه افسر اقبال میشود

البتہ کو قوال دستک در آمدن لشکر بدید -

۳۴ - سزائے قطاع الطریق

از وقایع فوج خان فیروز جنگ بعرض رسید که محمد عاقل نامی را بعلت قطاع الطریق بر سر دیوان بقتل رسانیدند - شرح دستخط خاص عمده الملک مدارا لمهام بخان فیروز جنگ بی فرہنگ بنویسد که بر قتل که عبارت از بدم بنیان الہی است بغیر از حجت شرعی اقدام نموده - وای بر آن روز که وارث بهم رسد و دیت قبول نمایند - این نجیف را بغیر از حکم قصاص چه چاره که ترحم در حدود ممنوع نص کلام الله است؟ و لا تاخذ کم بهمار افنتی دین الله -

۳۵ - غازی الدین خان و بزرگان ایشان

از وقایع غازی الدین خان بهادر فیروز جنگ بعرض رسید که خان مذکور در احکامی که باطراف مینویسد مقرر کرده که حسب الارشاد کرامت بنیاد بنویسند - دستخط شد که مضایقه ندارد - بزرگان ایشان در ویش و خانقاه نشین بودند - فقط حسب الارشاد را قبول کردیم - هفت هزاری کرامت نمیدارد - مقرر کردیم که من بعد غازی که در جشن جلوس با عباد میفرسند بعرض قبول نرسد - بعد ازان که این خبر غازی الدین خان رسید عرضداشت نمود که التائب من الذنوب بمن لا ذنب له و التائب بالتحقیق فقد عفی الله عنه القلیل و الکثیر - بر عرض داشت دستخط شد - من عفی و اصلح فاجره علی الله و من عاد فینتقم الله منه - ترجمه این آنست که هر که عقود ملامت با صلاح آورد پس

اجز او بر خداست - و ترجمه عبارت دوم آنکه هر که به تقصیر خود معاودت کند خدا تعالی از او انتقام میگیرد -

۳۶- عرض حامد خان

از سوانح فوج حامد خان بهادر برادر غازی الدین خان فیروز جنگ بعرض رسید که بی عطای حضور نقاره و نقار خانه همراه دارد و نوبت هر روز بدستور جشن مینوازد - فرد بدستخط رسید که برادر خان فیروز جنگ مجبول نیست که اینطور جرأت نماید - معلوم میشود که هر روز در خانه او شادی است - هرگاه در نوبت نواختن شادی ارذل را احتیاج بعنایت حضور نباشد - در اینجا چه در کار است؟ آینده نباید که سوانح نگار از راه عداوت این طور شکوه او نویسد - آفرین بر صبر او که باوجود منصب چهار هزار و خطاب بهادری نظر بر قلت عقل او نموده با نوبت عطا نکرده ایم و او هم گاهی عرض نکرد -

۳۷- خان جهان بهادر صوبه دار لاهور

خان جهان بهادر که صوبه دار لاهور بود، وقت مراجعت تعدی بر سکنه آنجا بسیار کرده چنانچه از سوانح بعرض رسید - روز ملازمت فرمودند که ما را بشما این گمان نبود - بدتر از همه آنکه در جاگیرات تعلقه لاهور بدعت چند قرار داده اند که بیشه باقی خواهد بود -

شعر

ظالم بمرگ دست نمیدارد از ستم
آخر پر عقاب پر تیر میشود

۳۸- دربارۀ پدر سربلند خان

سربلند خان میربخش که پدرش از خواجه زادگاهی معتبر بخارا بود و حضرت رعایت خاطر او بسیار مینمودند - گاهی که گله از وی فرمودند همان بود که از اقوال او (a) خیلی بوی

(a) در N - ش

(b) ایرانیان معلوم میشود - نامبرده روزی عرض کرد که در بخارا اکثر سادات بخاری این مذهب دارند - اثر صحبت آنهاست که بنده رعایت باهل ایران بسیار میکنند - چنانچه صوبه داری کابل برای فلان امیر تجویز کرده ام - بر فرد عرضی دستخط شد که عرضی آن فدوی معتمد قبول فرمودیم - از تو شکست خلع شش پارچه بداند - جواهر و اسب و فیل هم موافق ضابطه عنایت خواهد شد - لیکن این معنی دریاد باشد که ازین مرد این خدمت سربراه نخواهد شد - حق سبحانه تعالی انجام بخیر نماید (c) -

(b) در N بوی تشع می آید - جواب میداد که بی حضرت در بخارا اکثر سادات بخاری این مذهب دارند - اثر همان صحبت است لیکن بنده هنوز در آن مذهب مستحکم نشده - از ضعف خالص دست ازین برداشته و آن نرسیده - حضرت تبسم نموده جواب نمیدادند - بنا بر آن رعایت اهل ایران بسیار مینمود و در کارها ایرانیان سعی بسیار میکرد چنانچه خدمت صوبه داری اخی -

(c) در N - که باعث رسوایی و فضیحت نشود که سالها از آن حکایت کنند - گمان این شخص پرزور و گمانش در حق خود بکمال اعتماد و غرور - افلاطون باسکندر نوشته بود که ریاست راشدنی باید بی عتف و رختی باید بی ضعف - و این عزیز القدر در نهایت خنثی و یکپهلوی گری است که کجدار مرز را بر گز نمیداند - و معتمد در نهایت صداقت و سادگی است که املاک و حیل را نمی فهمد - و حکومت بغیر حیل نمی شود - ظاهر عبارت حدیث شریف که الحرب خدع واقع شده - بموجب علم اصول (عدالت) جزئیات بسیار دارد - اغلب که قنون ریاست در همین کل باشد - در ایامی که عازم صوبه داری و کمن بودیم در برهانپور با درویشی صاحب تکبیر ملاقات شده بود - بعضی از نکات آن علم از استاد فرا گرفته شد - خود هم گاهی تصریف نموده می شد - چنانچه در قواعد تکبیر مقرر است که حروف مشترک از سطور تکبیر اگر حذف کنند مضمونی بالفعلی که افادۀ معنی کند بر می آید - چنانچه از حکومت و حیلت اگر دو سطر کرده حروف مکرر را حذف کنند - کل - یوم - و ملیک بر می آید - بقلب ملیک کل یوم میشود - یعنی حکومت که با حیلت باشد مدام و مستقیم میباشد - و صاحبش مالک آن میگردد - و نزد عوام کالانعام مکر و حیل بسیار مذمومست - هرگاه حق سبحانه در کلام حمید مجید خود مکر را به ذات مقدس منسوب نموده که والله خیر الما کرین - پس حیل را مذموم داشتن خلاف نص است - معتمد در صوبه داری کابل حسود عمده

۳۹- امور دنیا را با مذہب چه نسبت

محمد امین خان که اول از ولایت آمده، باعتبار آنکه پدرش در وقت فتح بلخ با حضرت عالمگیر عقیدت داشت و نیکو خدمتی نموده، بمنصب پانصدی سرفرازی داشت. و بمرد ایام در ترددات بانیم لیم عاقبت و خیم و آوردن کنی از ستاره و غیره و آوردن رسد از اطراف و آمد و رفت در همه مورچال محل تحسین و آفرین شده. بدفعات اضافتها یافت تا سه هزار و دو هزار سوار منصب و صاحب نوبت شده. ازین راه که میخواهند که خان مذکور چندگاه در بیرون باشد و نوبت نوازند حکم شد که از روی سوانح معلوم شده که خزانه بنگاله از نزد اعیور شده. شرافت در بخت بنیاد مقام بکنید. و فی الحال از ترددات آسایش شود. و نوبت که عنایت شده بخاطر جمع بنواذید. بعده کاتبی که پوشیده بودند عنایت کرده رخت کردند. بعد مراجعت و آوردن خزانه و جنگ کردن بامرئیتای بیحیا و فقیاب شدن. و زر سرکار بسلامت رسانیدن اسب با ساز طلا و خنجر با ککی و خلعت خاص پوشیده خود بدولت عنایت کردند. و قتیکه تفضلات متواتر مشاهده نمود عرضی معرفت محرم خان از نظر مبارک گذرانید که نظر بر عبودیت و قدم خدمت که چیر غلام در بلخ کرده. این فدوی امیدوار عنایات بود. از راه کثرت اعدا و قلت اصدقا جرأت بعرض مطالب خود درین مدت نه نموده متوکلاً علی الله این عرضی کرده است. نقل عرضی پیرو مرشد عالم و عالمیان سلامت. هر دو خدمت بخشی بایرانیان بد مذہب دیو صفت مقرر است. اگر یک بخششگری باین قدیم الخدمت مرحمت شود باعث تقویت دین و انتزاع کار از کفر العین خواهد بود. آیت یا ایها الذین آمنوا لاتتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء.

بر فرد عرضی دستخط شد که آنچه از قدم خدمت خود نوشته بیان واقع است. بقدر مقدور قدر دانی بعمل می آید. و آنچه از بد مذہب ایرانیان نوشته امور دنیا را با مذہب چه نسبت؟ و

(جزوه عمده؟) این شیوه است.

من آنچه شرط بلاغتست با تو میگویم
تو خواه از سخنم پند گیر و خواه ملال

کارهای نسبت را بتعصب چه دخل؟

لکم و یحکم ولی دین. اگر همین قاعده مقرر میبودی بایست که جمیع راجها و جمعه آنها مت صل میکردیم. اختیار تغییر قبالان نزد عقلا مذموم است. استدعای یک بخششگری که نموده اند التماس آنفدوی بموقع بود که منصب لایق این خدمت دارند. سببی که مانع است (آنست) که جماعه تورانی که برادران بهمشهری بزرگان مانند یعنی متعینان آنفدوی. بمضمون ولا تعلقوا باید یکم الی التهلكة. یعنی میندازید خود را بدستهای خود در هلاکت. در عین گیر و دار مراجعت را معیوب نمیدانند. اگر در آوردن کسی این حالت رود بد چندان مضایقه ندارد. لیکن در عین کار زار سخت مشکل است. اگر عیاذ بالله از همراهیان حضور این صورت واقع شود در یک لحظه مقدمه تمام و حکایت بانجام برسد. اگر درین امر مجرب و آزموده انگاری داشته باشد مفصل معروض دارد. و جماعه ایرانی خواه ولایت را خواه هندوستان را که بیجهل مرکب مشهور اند، بعد مرحله ازین حرکت دوراند.

شعر

انصاف بده که جمل آن مردم زشت
بتر ز هزار عقل روباہ سرشت
یک عقل کفایت است یک لشکر را
در چشم خصم زدن زاله خشت

۴۰- استعفاء حمیدالدین خان

یار علی بیگ از زبانی برکاره عرضی نمود که حمیدالدین خان بهادر با محمد مراد قول گفتگو نموده. محمد مراد گفت. ای مردک تو هم چیله و من هم چیله. ازین راه حمیدالدین خان استعفاء منصب کرده نزد بهره مند خان میر بخشی فرد استعفاء فرستاده. شرح دستخط آنکه مردک گفتن دشنام نبود تصغیر است یعنی مرد خورد. ارباب دنیا بالتامام مرد کلبان نیستند. شاید خان بهادر را از چیله گفتن نگ آمده باشد.

شعر

میدرد پرده خوذ چشتر از پرده او
بر که باکم زخودی دست و گریبان گردد
بر سنگ خار زد گمر آبدار خویش
هر عاقلی که بحث بنقص عیار کرد

۴۱- شاه نواز خان

در سندی و دو میرزا صدرالدین محمد خان صفوی که آخر با بخطاب شاه نواز خان سرفراز
شده بود، بسبب عرض بیجا منصب بر طرف شد. چهل هزار روپیه سالیانه مقرر فرموده بودند.
بعد از یک سال حقوق پدر ایشان میرزا سلطان صفوی که در جنگ دارا شکوه نهایت استقامت
نموده بود، بیاد آمد. فرمان عاطفت بنیان مشتمل بر طلب با خلعت خاص بدست گرز
داران فرستادند. خان مذکور فرمانرا گرفته بوسید و خلعت را پوشیده آداب بجا آورده
عرض کرد که بسبب اختلال حال که از مدتی بی منصب بوده قادر بر نگاه داشتن جمعیت نیست که
تواند بحضور برسد. انتظار قافله بنگاله دارد.

شرح دستخط

شعر

بوی گل و باد سحری بر سر راه اند
گر میروی از خود به ازین قافله نیست
فریاد که اسباب گرفتاری دل را
چون حلقه زنجیر زبم فاصله نیست
در ظاهر صورت نذر بجا و در حقیقت سستی دل و تنگی. یا حق سبحانه تعالی همه ست قدما را
باز نماید.

۴۲- میرزا معین الدین - موسوی

به بهره مند خان که در آن ایام بخشی بود، حکم شد که موسوی خان عرف میرزا معز

فطرت از راه غروریکه دارد عرض مطلب هرگز نمیکند و در نهایت پریشانی میباشد. تا او
عرض حال نکند از ما توجه نخواهد دید. باید که پیغام رسانیده در جواب عرض او آورده در
نظر بگذرانند. چنانچه بعد از پیغام موسوی خان عرضی نمود علمک بحالی حبسی عن مقالی.

شعر

در طلب ما بیزبان امت پروانه ایم
سوختن از عرض مطلب پیش من آسانتر است
شد از غرور غلامی زبان عرض خاموش
ما بره خطا این صوابها انداخت
از موج فیض بحر کرم را قرار نیست
اهل سوال پیسوده ابرام میکند
بدستخط مقدس رسید که در واقع راست نوشته.

شعر

بیزبانی میکشاید بندهای سخت را
در قفس طوطی زمناار سخنگوی خود است

لیکن —

یق مردی در پی اصلاح خوئی خویش نیست
هر کرا دیدیم در آرایش خوئی خود است
بموجب حدیث السلطان قل الله. هرگاه سلطان عصر با تو کران خود التجا مطلب او
کند او جواب باین خوبی دهد. از اخلاق بعید است که التفات بحال او نشود.

۴۳- اجرت بلا خدمت

مخلص خان در باب سلطان محمود که از نجای سادات مشد مقدس بود و نهایت پریشانی
حال داشت و خانمذکور را بسید مذکور اعتضاد تمام بود. عرضی برای اضافه اینکه نصف
طلب نقدی و نصف جاگیر باشد نمود.

و سخط شد - من عمل صالحاً فلننفسه و من اساء فعليهما - از صلاح و تقوی سید مذکور اطلاع تمام است - لیکن نوکری مقید نیست مستاجر را باید که وجه اجوره بدون خدمت جایز ندارد که خیر و صلاح است -

گرچه با انگشت پا نتوان گره را باز کرد
عقد های روزی از سعی قدم و میشود

۳۴ - به سلسله میر حبیب الله جون پوری

از وقایع کجری دیوان اعلیٰ بغرض رسید که میر حبیب الله جونپوری که خدمت امانت جزیه داشت، مبلغ چهل هزار روپیه لاکلام از عین المال بادشاهی تصرف نموده - خود هم اقرار دارد - عنایت الله خان در کجری نشانیده سزا دلان شدید تعیین کرده که از او وصول کنند - و سید مذکور میگوید که جانی دارم از مال دنیا هیچ ندارم - بر فرد وقایع و سخط شد که در وصول شده را باز سعی چه باید کرد؟ قبل ازین از سوانح پربانپور مکرر بعرض رسیده بود که سید مسطور هرچه بهم میزساند بارباب استحقاق و مصارف خیر صرف میکنند - هرگاه از مال این عاصی غرق معاصی هم به نیابت بمصرف خیر رسیده باشد - اعاده بیفایده است - نعوذ بالله من شرور انفسنا -

۳۵ - اثنا عشر - لطیفه

از اسلام پوری عرف برم پوری که در ماه جمادی الثانی سنه چهل و دو برای فتح قلعجات دکن کوچ فرمودند - حکم شد که هر روز مخلص خان که بخشی دوم بود ده نفر منصب دار از خانه زادان و غیره بغیر از دکنیان بنظر مبارک گذارند - خان مذکور بعرض رسانید که اگر چه بموجب آیه کریمه تلک عشرة کامله حکم شده است که مثل ده نفر هر روز بگذرد خیر - والا اگر دوازده هم شد مضایقه ندارد - حکم شد شما هم بیدلیل عرض نکردید -

شعر

ساعات زمان و برج افلاک مگر
روز و شب و آسمان هم اثنا عشریت

محمد امین خان عرض کرد - بلی صحبت را عجب اثریست امروز معلوم شد - چرا در عوض دوازده چهار نباشد؟ فرمودند که چهار هم داخل دوازده است - تبسم کرده گفتند که چرا سه نباشد؟ لیکن دوازده با سه نسبت ضعیفین مضاعف دارد - شما اختیار دارید در هر چه رفاه خلق الله زیاده باشد با عمل بیارید *

۳۶ - تا نفس باقیست راه زندگی هموار نیست

بعد از فتح پور و حیدر آباد عمدة الملک مدارا المہام عرضی کرد که الحمد لله بفضل قادر متعال و اقبال بیزوال دو ملک عظیم مفتوح شد - الحال صلاح دولت درین است که رایات عالیات متوجه هندوستان بهشت نشان گردد - تا بر عالمیان معلوم شود که کاری باقی نمانده است - بد سخط مقدس رسید - عجب از آن خانه زاد همه دان که چنین عرض نموده - اگر غرض آنست که بر مردم معلوم شود که کاری نمانده است خلاف واقع است - با دمی از حیات قانی باقی است از شغل و کار خلاصی نیست -

شعر

دروء طول امل را رهبری در کار نیست
تا نفس باقیست راه زندگی هموار نیست
مشکل دل رمیده هوائی وطن کند
شبنم چنان برفت که یاد از چمن کند

اگر حضرت اعلیٰ بودن دارالخلافت و مستقر الخلافت اختیار نمیکردند و همیشه در سفر میبودند - کار با نجان میرسد که رسید - و اگر از راه پاس ادب عرض نمیکنند و در تردد قلعه گیر یا مشقت میکشد - آینده در محاصره قلعهها متوجه میشویم -

شعر

غریق عشق چه اندیشه از خطر دارد
سر گذشته چه پروائی درد سر دارد
الحمد لله در هر مکان و هر جا که هستیم
بمرور دل از تعلقات برداشته ایم - و مردن را
بر خود آسان کرده ایم -

شعر

عقد و بستگی را اندک اندک باز کن
در نه مرگ این رشته را یکبار غافل میکشد

۳۷- کوچ در ایام علالت

در وقتی که از برم پوری که از حضور بنام اسلام پوری مقرر بود، کوچ برای گرفتن قلعجات نمودند مقرر فرمودند که خواه صحت باشد خواه آزار بغیر از مقام جمعه روز دیگر مقام نخواهد شد - چنانچه تا رسیدن بخوابور که آفت برانوائی ایشان رسید دوبار آزار سخت شد - یکبار تب و یکبار اسهال - لیکن غیر از جمعه هرگز مقام نشد - در ایام آزار بر تخت روان سرواز بخلاف صحت که بر تخت روان شیشه سوار شده سواری مقرر نمودند - بحسب اتفاق شب جمعه بود که زانورادر خوابور آفت رسید - همان وقت فرمودند که قاره کوچ زند - حمیدالدین خان ازین راه که جرأت بسیار داشت عرض نمود که خلاف مقرری که در بر آمدن (از) اسلام پوری حکم شده بود بعمل می آید - تبسم نموده فرمودند که اگر قدری از علم منطق اطلاع میبود این عرض نمیکردید - سخن در مقام غیر جمعه بود - غرض اهتمام کوچ نه این که جمعه البته کوچ نشود - مفهوم مخالف معارض معنی اصل نمیشود -

۳۸- ضرب العبد اهانته المولی

میرزا قافرخیز زاده عمده الملک مدارا المبهام در دار الخلافه اوباشی را شیوه خود ساخته دست تعدی بر اموال و ناموس مردم دراز کرده - مکرر با همراهان خود در بازار آمده دوکان بقال و شیرینی فروش و غیره را بغارت داده - و زنان بنود که برای غسل بر سر دریا میرفتند بکسان خود گرفته انواع فضیحت و بی شرمی بانها می نمود - از روی وقاحت و سوانح بر

مرتب که بعرض میرسید دستخط شد که عمده الملک، چیزی دیگر دستخط نمی شد - تا آنکه یکبار بعرض رسید که گنسام نام بکسریه کتفا شده زن در دوی و خود بر اسب با همراهیان خود از دروازه میرزا قافرخیز میگذشت - او باشان باو خبر رسانیدند - چنانچه میرزا قافرخیز با جمعی از آنها آمده دوی را کشیده بخانه خود برد - دو نفر کشته شدند و شش نفر زخمی گردیدند - خبر بر مردم توپخانه بادشاهی رسید - میخواستند جمعیت نموده بر سر خانه میرزا قافرخیز هجوم نمایند - عاقل خان کوتوال را فرستاده مانع شد و خواجه سرای خود را نزد قمرالساء بیگم و دختر عمده الملک مادر میرزا قافرخیز فرستاده زجر و توبخ بسیار نمود - چنانچه زن بندوی بیچاره را بعد از رفتن مشرب و ناموس حواله آن خواجه سرا نمودند - و جماعه توپخانه را تسلی داد که داخل وقائع سوانح میشود - البته از حضور تدارک خواهد شد - ازین سبب آنها دست از فساد برداشتند -

بعد از مطالعه بر فرد دستخط شد که عمده الملک مدارا المبهام حسب الحکم مقدس معلی به عاقل خان بنوسید که آن ابر تابکار و آن ضایع روزگار رکن اشرار را در قلعه برده قید نماید - و اگر والده اش از شدت محبت که با پسر دارد جدائی اختیار نتوان کرد بناظر حکم رساند که چندول قمرالساء بیگم را برده بحرمت تمام او را در قلعه آورده با پسرش نگاه دارد - و عاقل خان خانه خوب لایق بودن قمرالساء بدید - ازین راه که نسبت دختر خاگی دارد و موصوف بصفات حسنه است، رعایت او ظاهراً و باطناً باید کرد لیکن با فرزند ناخلف حضرت نوح نبی مثنی و حبیه السلام را چه علاج شد که دیگری تواند کرد؟ بر ما منع ایداء خلیق که ودیعت خالق اند، واجب و لازم است - و نگاه پیاده کوتوال بر دور خانه و سردروازه چوکی با احتیاط بدهند که مانند مار (m) آن موزی از غار بر آمده نرود -

شعر

این ناخلفان (n) خلقت شیطانی چند

بدنام کننده نیکو نای چند

عمده الملک همانوقت حسب الحکم نوشته بغیر از (p) مرمعه خط خود که برای عاقل خان

(m) در نسخه N - قاره آن موزیر از قاره بر آمدن نگذارند

(n) همین در A - در R - خفت - در N و جفت و شیطانی - (p) در نسخه N - بغیر مرمعه کردن سرواز

نوشت بود از نظر اقدس گذرانید. مضمون خط آن بود که برادر مشفق مهربان من نظر بر محبت قدیم که از عهد اعلیٰ حضرت فیما بین است توقع نسبت عموگری باقاخر قاجر است. خواجه سرار افرستاده او را بحضور خود طلب نموده پنجاه چوب خار دار بزمندی الجمله تسکین و آرام در باطن محبت موطن این برادر خواهد شد. خارهای چوبهای (q) کل خار خار دل این مودت منزل را بر آورد. بعد مطالعه بر سر (r) خط دستخط شد که پس در خاله را دیگری تنبیه نمیتواند کرد. اگر حیات وفا کند و اجل مهلت دهد که مراجعت بدار الخلافت شود انشاء الله (s) بدست خود تنبیه خواهم نمود. اوزا بمارتبه فرزند است. اما بافرزند اترچه چاره؟ (۱) ضرب العبد امانت المولی.

۴۹- امیرخان راسرزنش

از وقائع کامل بعرض رسید که یازده هزار اسپ لائق بار گیر (b) بر سر دو اسپ یک شش داخل کامل شدند. بر فرد وقائع دستخط شد که عجب از امیرخان که خانه زاد تربیت کرده و مزاجدان مایوده. این طور (c) غلطی نموده، گویا پنجاه هزار و پانصد (d) سوار جرار

فرستاده و خود هم غلطی بعقل خان نوشته که بعد از نظر اقدس بعد از آن که بگذرد مر نموده ار ساله دارد. مضمون - (q) در R و A خارهای چوبها خار خار دل الخ. در N خارهای چوبهای کل خار خار دل - (r) در R و A بر سر فرد - (s) در N بدست خود بعوض چوب کل خار دار بدستهای کل بیچاره خواهم نمود. (۱) در N این قدرها که گفته و نوشته شد ازین راه بود که ضرب العبد امانت المولی. محض که صاحب نسبت باشد باعث این افعال شنیعه گردد امانت کجا میباشد؟

در N - بر گیر که بیش بعد از پند کردن ناظم دار الخلافت بحضور می بروند بر سر (c) در N

از ملک بیگانه داخل ملک بادشاهی شدند. آخر همین مردم بودند که از دست افغانه ملک (e) هند را انتزاع (f) نمودند. آورنده ازین فعل احتراز لازم داند. (g) و مدارک این شش قسم کند که چون گله اسپان برسد بر میت راس اسپ یک شش مقرر کند. آن هم ناکاره و پیر مضطرب بچاره.

۵۰- طمع راسه حرفست هر سه تھی

از عرضداشت امیرخان صوبه دار کامل بعرض رسید که از نوشته تخانه دار غنیم معلوم شد که فاصله سرحد ایران هرده کرده بود. الحال تخانه دار آن طرف که از جانب قندهار است بگوید که اگر رخصت شود که دو کرده این طرف تخانه نشینند هر سال صد اسپ عراقی بحضور میرسد. ازین راه که مکان تخانه سابق بی آب شده و در دو کروی آبست، این التماس مینماید.

دستخط شد که تخانه دار ایران را باب و رنگ آوردن و صوبه داری خود را بی آبرو ساختن کار عقلا نیست. لیکن

طمع راسه حرفست هر سه تھی

دو کرده این طرف رخصت دادن چه معنی دارد که دو قدم رخصت نیست؟ مسئله فقهی در همه مذاهب سند است که اصرار بر صغایر عین کبایر است. عجب است از آن خانه زاد مزاجدان که از سن هفت سالگی در حضور تربیت شده از تدبیر ایرانیان غافل است. خود تصور کند که برای این کار سهل که دو کرده این طرف نشاندن تخانه باشد، چگونه بصد اسپ عراقی که قیمت آن عمده میشود، راضی شده اند؟ همان مثل است که

غفلتی (d) در N - تورانی (e) همین در N لیکن در N و A - ملک گرفتند (f) در N بعد از نمودند. بر حال غلطی لایعقب و السای الیغایب یعنی خطا کننده را عقاب نمی شود و بر سوکنده عتاب نیست. این ترجمه داخل دستخط خاص نیست (g) در N - مدارک گذشته این نوع کند که چون اسپان گله اند بر میت راس یک شش مقرر کند. و آن هم انتخابی ناکاره یا پیر و مضطرب (مضطرب) بچاره.

سر انگشت گیرد بفکر نکست
 بیکبار جرأت نماید بدست
 تو از فکر دشمن بغفلت مباش
 بیش رخ تیراش را خراش

مثل مشهور است که

عقل و دولت قرن یکدیگرند
 هر کرا عقل نیست دولت نیست

عوام کالاتعام فهمیده اند که هر که دولتمند (باشد) البته باید عاقل باشد. و این غلط است. معنی آنست که هر که عقل ندارد دولت او پایدار نیست پس گویا نیست. طول کلام درین مقام آهمن مرد کو فتن و جامه کنته دو ختن است.

۵۱- مرد خدا بمشرق و مغرب غریب نیست

از وقایع ایران دیار فرستاده محمد صادق ملک التجار بعرض رسید که شاه عباس از دارالملک اصفهان نقل مکان کرده در دو فرسخی شهر منزل نموده پیشینمه سمت اغراباد فرستاد. حضرت همین وقت بر اسب تازی خاصه سوار شده بر آمدند. آنوقت کسی را جرأت عرض نبود. محمد امین خان پسر میر جمله که نهایت گستاخی داشت بعرض رسانید که پیشخانه روانه نشده است. تا رسیدن پیشخانه توقف ضرور است.

در جواب فرمودند که بی اطلاع معذور بودم. بعد علم تسایل و احوال علامت زوال اقبال است. رسیدن پیشخانه چه ضرور؟ بیت-

مرد خدا بمشرق و مغرب غریب نیست
 هر جا که میرود همه ملک جدا از او نیست

بعد از آنکه داخل باغ شدند دیوان عام نموده بآرباب کار و متصدیان فرمودند که فردا کوچ خواهد شد. و در لاهور مقام خواهم کرد. خانسان عرض کردند که تبه کوچ شده است، سرانجام رسیدن متعذر است.

بر فرد عرضی دستخط شد که سفر الابدی که مردم را از آن گریز نیست دفعه پنجم خواهد رسید. در آن وقت چه خواهیم کرد؟ و این سفر را هم همان قیاس باید کرد، بطوریکه تا اینجا رسیده ام بیشتر هم خواهم رسید. بلکه احتیاج بمنزل هم ندارد. هر قدر توانم میروم. بیت-

رهروم راه اجل را منزل در کار نیست

۵۲- فرق میان هندیان و ایرانیان

از وقایع قحانه غرین بعرض رسید که سبحان قلی قحانه دار سرحد ایران خطی بامیر خان صوبه دار کابل نوشته بود که مابین هر دو سرحد فاصله چهار فرسخ است. الحمد لله در طرفین اخلاص و وفاق بهیچوجه شائبه جدائی و نفاق متصور نیست. باید که مردم هر طرف بطرف دیگر برای خرید و فروخت آمد و شد کنند که باعث آبادی هر دو مکان گردد. امیر خان در جواب نوشت که بخصور پر نور معروض می دارد. بهرچه حکم شود خواهد نوشت. و بهمین مضمون از سوانح کابل بعرض رسید. بر فرد وقایع غرین دستخط شد که جواب بر فرد سوانح کابل. در فرد سوانح کابل) دستخط شد که عجب از امیر خان خانه زاد هزاجدان که اباعن جد بزرگان او در صحبت بزرگان دولت صاحب قربانی بر سریده اند که از مضمون این غافل بود. بیت-

چون شود دشمن ملائم احتیاط از کف ده
 مکرها در پرده باشد آب زیر کاه راه

بغیر تعصب و عنادوت گفته میشود که چون خود مرئی ایران است عقل آن مردم باعتبار زودری و دور بینی نسبت بمردم هندوستان که زحل مرئی ست، باضعاف مضاعف زیاده است. لیکن قصوری که هست آنست که چون بشرکت زهره است آرام طلب واقع شده اند که بخلاف منسوبان زحل که مخفی مقرری اند. و جوار زحل نسبت بمشتری در حقیقت یاده است. لیکن قدری در زحل پستی فطرت و دناءت است. مگر آنکه در زایچه بعضی اشخاص که بحد ذات کوکب دیگر اعانت کند. خلاصه کلام. آنکه از حدت شعور ایرانیان

پر حذر بوده بر گزاین طور حرف صلح آمیز معروض ندارد که حمل بر قلت شعور آن خانه زاد
خواهد گردید. بیت.

پای بوس سیل از پا گلگند دیوار را

۵۳- من حضر بئر الّاخیه فقد وقع فیہ

جان ثار خان نائب صوبه دار حیدر آباد از طرف روح الله خان عرضی نموده بود
که اگر چه خانه زاد بموجب عرض بخشی الملک روح الله خان نائب صوبه دار شده لیکن بخشی
الملک بی سبب باعث ایذا میگردود و میخواهد که از نیابت معزول سازد. ازین راه که مزاج
خان مسطور بطور مار میخ در فکر آزار است امیدوار است که غلام طلب حضور شود که
ازین وسواس شر الناس نجات یابد.

بر بالای مارح دستخط شد یعنی حمار. بچاره که نام او بالحاق حرف ح درست شده بی
آزار است. لیکن خوئی بد را چه چاره؟

شرح دستخط. نیابت تجویز او شده. در باب عزل چه اختیار دارد؟ همان مثل است
که دزد را بگفته روستای بندند و بگفته او دانی کنند اگر شکوه کند. من حضر بئر الّاخیه فقد
وقع فیہ. یعنی تغییری خدمت تن بخشی گری.

۵۴- محاسبه حکام

یار علی بیگ داروغه پجری دیوان اعلیٰ عرض نمود که بموجب حکم هر که شش ماه جاگیر
نیابد از وکیل معالی دعوی نموده طلب شش ماهه بگیرد. این معنی را پیشرفت مشکل بنظری
آید. خانه زاد نظر بر کفایت سرکار مقرر کرده است که تا وقت یافتن جاگیر دعوی
نکنند. دستخط شد. السویل ثم السویل. نظر بر کفایت فانی نمودن و وبال باقی را خریدن
کار عقلا نیست. چند روز صبر باید کرد که بعد انقضای ایام تمام قلام این غرق بحر معصی و
ایام فرزندان ناخردمند بچلکای یافتن جاگیر تا قیامت خواهند گرفت. باز محرف دستخط
شد که شما که داروغه پجری اید چرا سعی در باب جاگیر مردم نکنید؟ که موجب نیکبانی دنیا

وحسات عقبی گردد. و این کمینه بیکینه از بار عظیم حقوق سبکبار گردد.

اشعار

الفسوس که عمر گشت بیسوده تلف

دنیا بتعصب گذشت و دین رفت زلف

رنجیده خدا و خلق راضی نشدند

ضایع کردیم پاره آب و علف

اگر چه ما بدیم و خود را بد میدانیم. لیکن حق تعالی از بد بدتر حفظ کند که بعد از ما خواهد
شد.

۵۵- با خاک شو برابر و گردن مکش ز کس

روح الله خان دویم که میر حسن نام داشت، عرضی کرد که قلعه اسلام پوری نامحکم و
کوچ رایات عالیات نزدیک، مرمت ضرور است. در جناب هر چه حکم شود؟

شرح دستخط آنکه استغفر الله استغفر الله در مقام نامحکمی لفظ اسلام پوری نوشتن
بیوقوع بود. نام اصل آن که بر مپوریت بایست نوشت. قلعه بدن از آن نامحکمتر
است. اورا چه علاج؟

ما ز شغل آب و گل بر خویشتن پرداختیم

خانه سازی را بخود سازی مبدل ساختیم

باز عرضی نمود که اگر حکم شود معمار سرکار والا قلعه بر مپوری را ملاحظه نماید.

دستخط شد. با وجود دستخط سابق اعاده عرضی نمودن نوعی از بازی دادن است.

شعر

معمار خود مشو که کنی خانه با خراب

دیرانه باش کز تو بنای شود بلند

با خاک شو برابر و گردن مکش ز کس

شاید غبار از سر پای نشود بلند

اگر حیات باشد و مراجعت نمایم مرمت را خواهم نمید و اگر نودیکر شود چه ضرور که
برای تتره آیه انما امواکم و اولادکم عدوا لکم در غازیان را ضایع سازیم؟

۵۶- در چند روز حیات گذشته در سخن تفاوت نشده

عرضی منصور خان ناظم بخت بنیاد از نظر گذشت - باین منضمون که معسکه ظفر اثر
نزول اجلال با حمد نگر نموده - ضرور است که معروض دارد که حکم اقدس و اعلیٰ صادر
گردد که مرمت قلعه مارک بخت بنیاد شود که تار سیدن را بابت جهن کشاد الویه آسمان غرما
تیار شده باشد - شرح و ستخط -

شعر

در لحد خاک کشاده است بغل بهر طلب
خواج از بیخبری رنگ سرا می ریزد
زود باشد که درین غفلت و حرص و طلبش
استخواناش جدا گوشت جدا میریزد

جب از آن خانه زاد مزاجدان با وجود آنکه ریزی که با حمد نگر رسیدیم مقرر فرمودیم
که احمد نگر را ختم السفر بنویسد - پس هرگاه احمد نگر را ختم السفر گفته باشیم آمدن
بنجسته بنیاد چه صورت دارد؟ در چند روز حیات گذشته در سخن تفاوت نشده انشاء
الله تعالی المستعان تا روز انتقال برای جادوان در اقوال و افعال تفاوت نخواهد
شد -

۵۷- روز نوروزی نو

عنایت الله خان عرض نمود که مثل منصبداران که هر روز از نظر اقدس میگذرد
غیر محصور و زمین جاگیر متناهی - امر نامتای با متناهی چگونه مساوی شود؟ بدستخط رسید که
استغفر الله کارخانه بادشاهی نموده درگاه الهی است الخلق عیال الله والرزق علی الله -
این راجه رسان بچاره ذیل زیاده از وکیل رب الجلیل نیست - در بارگاه الهی اعتقاد
بمحصر و متناهی عین ضلالت و تباهی است - الحمد لله ثم الحمد لله اگرچه پا شکسته دل

نشکسته بعد از فتح قلعه ستاره بموجب عرضی ارشد خان جاگیر پنج هفت هزاری در تعلقه
ملک این قانی آمد - از همین تنخواه دهند - هرگاه این با تمام خواهد رسید حق تعالی روز نو
روزی نو خواهد داد -

۵۸- سزا به بعضی منصب داران

در وقتیکه از ستاره بطرف قلعه پری کوچ فرمودند - طلب احشام و مردم توپخانه بسبب دیر
رسیدن خزانة بنگاله چهارده ماهه شده بود - هر چهار هزاری معتمد در سر راه عرض دادند که
احشام بگفته مانیتند - میخواهند بترتیب خان میر آتش برهمزدگی نمایند - حکم شد که
نصف طلب از خزانة عامره اندرون محل دهند و تتمه بر خزانة سیکا کول حیدر آباد تنخواه شد از
آنجا بگیرند عمدة الملک دستک بنام دیوان حیدر آباد بنویسد و سزا دلان همراه بدید -
مانسند و چتر بھوج، این هر دو هزاری، قبول نکردند - و ترتیب خان میر آتش را در انشاء
راه از پاکی فرود آورده در عین باران نشانیدند - یار علی بیگ داروغه هر کار با عرض
رسانید - همانوقت بداروغه خزانة محل حکم شد که تمام و کمال طلب آنها بدید - تا شام همان
طور میر آتش را در باران نشانیده بودند - بعد رسانیدن طلب سوار کرده بخانه آوردند -
فردا صبح هر چهار هزاری را خلعت مرحمت فرمودند و ارشاد شد که از شرارت میر آتش شام
اینقدر شده بود - پانصدی از منصب تربیت خان کم شد - و همانقدر جاگیر تغیر گردید - بعد
از یک هفته بمان دو هزاری را فرمودند که بسیکا کول بروید و طلب شش ماهه همراهیان
پیشگی بگیرید - بدستخط خاص فرمان بنام جان نثار خان صوبه دار (صادر) شد که قسط بندی
نموده هر روز بموجب قسط زر برساند - چنانچه این خیر بر دو هزاری دیگر که در حضور بودند
رسید - خاطر آنها جمع شد - درینولا حکم شد که آن هر دو هزاری هم به بخت بنیاد رفته از
تحصیل آنجا شش ماهه پیشگی همراهیان خود بگیرند - و حکم قسطنطنیه بنام معمر خان صوبه
دار آنجا رفت - بعد از ده روز حکم شد که دو هزاری که پیشتر رفته اند در قلعه حیدر آباد آنها را
محبوس نموده زرهای سابق و حال استرداد نمایند - و همین قسم بنام ناظم بخت بنیاد هم حکم رفت
که (زر) سابق و حال در قلعه دولت آباد محبوس نموده بگیرند -

۵۹- درباره کام گار خان

کامگار خان پسر جعفر خان عرضی نموده بود که میرزا محمد نعمت خان که طینت خبیث او بهبو عادت نموده ایاتی چند مشتمل بر کتباتی این خانه زاد که مشاء آن تحریک جایی دانست (لیکن) اینجا انتقای ساکنین باشد - مقرر کرده و غیر از این فتنه‌های دیگر در آن مندرج ساخته که غلام رسوائی خاص و عام شده - امیدوار است که از حضور چنان تنبیه شود که دیگر جرأت این طور مزخرفات نکند - واجب بود بعرض رسانیدن -

بر لفظ واجب بود دستخط شد، حرام بود - و بر سر فرد عرضی دستخط شد - خانه زاد ساده لوح میخواهد که مارا هم درین رسوائی شریک خود سازد - و بیشتر هم در باب ما مقصر نبود - تلانی باضافه انعام شده که دیگر ارتکاب نکند - باوجود این از خود کمی نگرفته - زبان بریدن و گردن زدن مقدور نیست - باید سوخت و باید ساخت - رفتن لایر افنگ و لایقارنگ -

۶۰- نمام و بدگو

از سوانح فوج محمد اعظم شاه که در احمد آباد بودند بعرض رسید که محمد بیگ نامی که در فرقه احدیان سرکار نوکر است بعلت نمای مصاحبت تمام بهمر رسانیده - باعث ایزای اکثری از نوکران میشود - شرح دستخط - سیادت خان گرزداران شدید بقربید که آن نمام با تمام را که مخرب دولت است، پای پیاده بحضور بیارد که اضربد بسیاری سلاطین و ارباب دول مصاحبت نمام و بدگویان است - الفتنه اشد من القتل - بطور ان الحیة ظاهره و سم و باطنه سم - حال نمام است که ظاهرش خوش آید و باطنش سم قاتل - الخدر الخدر -

۶۱- بوی شراب از دهن خان مذکور به او رسید

از نوشته محمد اعظم وقائع نگار صوبه احمد آباد که خانه زاد و الاشای بود، بعرض رسید که محمد امین خان ناظم صوبه در حالت مستی شراب دیوان کرده - دستخط شد که سبحان الله هذا بهتان عظیم - وکیل محمد امین خان این حقیقت را بموکل خود نوشت - ناظم مذکور سردیوان حکم کرد که محاسن وقائع نگار کنده بهاد دادند - این حقیقت هم بعرض رسید - دستخط شد که

کلام جناب مرتضی است الحدة نوع من الجبنون ولا للجبنون تالون - خا نمسطور نهایت تندی در مزاج دارد - لیکن در بمنقدمه آنچه معلوم میشود وقائع نگار تهمت نموده بود - اورا چه یار و طاقت بود که بوی شراب از دهن خان مذکور باور سید؟ بهر حال تعذیر تعلق بما داشت - از ناظم بجا بود - سزای وقائع نگار دروغ گو تغیر خدمت - و سزای ناظم منع خلعت روز جشن هر سال -

۶۲- سزا و احتساب

یار علی بیگ داروغه سوانح بعرض رسانید که بزرگ امید خان عبدالرحیم سوانح نگار صوبه بهار را در مجلس خفیف کرده به بیحرمتی برخیزانید - اگر عتاب نشود دیگر ارباب تحریر دست از نوشتن حقایق نفس الامر بر میدارند - و نوکری صوبه داران اختیار خواهند کرد - اگر جناب اقدس عمل برین میفرمایند که ماده بر جزوء ضعیف میرزد غلاما را از اطاعت چاره نیست - شرح دستخط آنکه این بیچاره هرگاه خود ضعیف باشد همه را از خورد بزرگ ضعیف میداند - هوالتوی صفت ذات پاک الهی است - لیکن خورد از ابر بزرگان هرگز تسلط نباید کرد - سزای سوانح نگار عزل منصب و برطرفی (از خدمت) است و سزای صوبه دار کی منصب پانصدی بالتغیری جاگیر -

۶۳- عمل بر ضابطه لازم است

روح الله خان دوم که میر حسن نام داشت، از کمال تقرب و اعتبار بخدمت بخشی گری تن و خانسانانی امتیاز یافته بود - باوجود آنکه سه هزاری شده بود بنیت خود در خواص حاضر میشد - لیکن در پائین غرض عدالت استاده میشد - بمعرفت عمدة الملک اسد خان بعرض رسانید که ازین راه که منصب من سه هزاری است و منصب فیض الله خان سربازی که نیابت داروغگی دارد - بمقتصدی - اگر سربازی و نایب داروغه من شوم از فضل و کرم خانه زاد نوازی بعید نیست - حکم شد - بشرط تغیری هر دو خدمت که دارد و مقرر شدن بمقتصدی منصب چه مضایقه؟ سربازی باشد - بعد اسد خان عرض کرد، پس مجا استاده

شود؟ حکم شد بالای خود جانی نیست مگر بر سر من - دیگر ارشاد شد که در برهم خوردن یک ضابطه خلل بهمه ضوابط میشود - باوجودیکه پنج ضابطه را برهم نزده ایم مردم اینقدر جرأت پیدا کرده اند که التماس برهم خوردن ضابطه میکنند - هرگاه این راه جاری شود مشکل خواهد شد -

۶۳- احکام برائے حکام

از سوانح صوبہ بنگالہ بعرض رسید کہ ابراہیم خان صوبہ دار از راه تخترو غرور بالای چار پائی نشسته دیوان میکند - وقاضی و ارباب شریعت در پائین امانت میکشند - بر فرد سوانح دستخط شد کہ عمدة الملک مدارا لمہام حسب الحکم مقدس معنی بناظم مذکور نویسد - اگر بسبب عذر مرض نمیتواند بر زمین نشست تا بحال آمدن معذور است - اطلبای خود را تاکید نماید کہ زود معالجه کنند - و سوانح نگار چون بیش منصب شده لایق سوانح نگاری نمانده صدی دیگر ہم اضافه داده شد - بابر اہم خان بنویسد کہ فوجداری تعلقہ صوبہ خود باو بد بد تا اونیز از مزہ سوانح نوشتن ارباب تحریر آگاہ گردد - و یار علی بیک سوانح نگار دیگر کہ فمیدہ و فی الجملہ وقاری داشته باشد تجویز نماید -

۶۵- حکم برائے صوبہ دار ابراہیم خان

از سوانح احمد آباد صوبہ داری ابراہیم خان بعرض رسید کہ خان مسطور در پاکی سوار شده بمسجد جامع میرود - از آنجا کہ بیاد شاہزادہ پاکی بغیر از حکم حضور نمیشود ارباب تحریر گفتند چه باید نوشت - در جواب گفت ہرچہ خواهید بنویسید - بر فرد سوانح دستخط شد کہ ابراہیم خان خانہ زاد مزاجدان است - از عبد علی حضرت غلہ مرتبت داخل امر ابودہ، ہرگز بید ستور از او بعمل نمی آید - ازین رو کہ دوبار صوبہ دار کشمیر شدہ در جہان سوارۃ نموده در بجا تبدیل صورت کہ ارباب تحریر با شتاب پاکی میگویند - عمدة الملک بنویسد کہ چرا کاری باید کرد کہ دست آویز ارباب تحریر باشد؟ و سزای تافہی سوانح نگار آنکہ خدمت بحال پنجابی از منصب کم و بقدر آن جاگیر تغیر -

۶۶- تہمرد تھانہ دار

از وقائع محلی بندر بعرض رسید کہ سیدی یاقوت خان تھانہ دار دنداراچوری عرضی بہر خود داخل وقائع نمود کہ اگر مقصدی گری دنداراچوری بنام این غلام مقرر گردد در آبادی و ارسال محصول بدشہی نسبت (بہ مقصدیان) سابق مجرائی نمایان خواهد نمود - بر فرد وقائع دستخط شد کہ (ہ) چند تہمرد و خود سیدی یاقوت خان از مدتی معلوم است (ا) -

۶۷- "شکر و سکر"

فرد عرضی دستخط رسید کہ اگرچہ قتل است لیکن اورا طفل عاقل میدانیم - شاید عرضی در حالت سکر نموده باشد بسین مملکہ کہ شکر بشین معجمہ ہر دو بوزن قتل - برای این طور شکر شین مسطور بر وزن (قتل) مدو نمیکند -

۶۸- در جواب فتح اللہ خان

بفتح اللہ خان بنویسد کہ تردد او مفصل از عرایض معلوم شد و موجب مجرا شد - اما این جانفشانی را بخدمت فروشی مبدل نکند - بہ آزرده کردن سرگروہ ما مارا سرگران ننماید -

۶۹- تقیہ

روح اللہ خان وقت مردن وصیت کردہ (کہ) حضور قاضی عبد اللہ از آنجملہ این ہم وصیت کرد کہ بندہ سنی است و از طور بزرگان برکنارہ است - ہر دو دختر باہل سنت و جماعت باید داد - چنانچہ قاضی بحضور اقدس عرضی این معنی کردہ - دستخط شد کہ تقیہ در زندگی است - وقت مردن تقیہ کردن تصرف تازه است - شاید رعایت فرزندان و باز ماندہ بانمودہ باشد - بشرطی این تقیہ قائمہ خواهد کرد کہ پسران ہم قبول بکنند - بہر حال باید کہ بموجب وصیت بعمل آید - دختر کلان بشاہزادہ محمد عظیم و خورد بسادات خان پرسیادت

(a) در ہمین جانش tN کامل تمام شدہ -

خان مرحوم بدهند. روز دوم سیادت خان عرضی کرد که خانه زاده را قبول نیست از کجا معلوم شد که دختر هم مذهب اهل سنت و جماعت دارد؟ در صورتی که بر مذهب خود مصر باشد چه باید کرد؟

۷۰- مارا به مذهب کسی چه کار است

در وقتیکه حضرت به عیادت روح الله خان آمدند در حالت فحش بود. (a) چون بهوش آمد سلام کرد و این بیت خواند-

شعر

بچه ناز رفته باشد ز جهان نیازمندی
که بوقت جانپسردن برش رسیده باشی

حضرت رقت کرده فرمودند که در هیچ حال از فضل الهی ناامید نباید شد. شفا و رجا از لطف او بعید نیست. لیکن چون آدمی را این امر ناگزیر است هر چه در (b) دل دارید بگوید البته پذیرا خواهد شد. دست دراز کرده بر قدم مبارک مالیده التماس کرد که بتصدق این قدم در زندگی همه آرزوها بعمل آید. و الحال همین عرض است که نظریه ناقابل بودن خانه زادان (c) نفرمایند. و در ظل تربیت خود داشته هر کدام که لایق کاری باشد با آن کار سرفراز فرمایند. (d) و هر که تالایق باشد بر خانه زادی اباعن جد او (نظر) فرمایند. فرمودند بدل و جان قبول کردیم. دیگر عرض کرد که در باب نسبت دو صبی که سابق ازین معرفت ناظر عرضی فرستاده بود که این خانه زاد متدی شده بمذهب حنفیه آمده است. و از اطوار بزرگان خود کناره گرفته است. هر دو صبی را بانجیب زاده که اهل سنت و جماعت باشد بدهند. الحال بالمشافه معروض میدارد که غسل و تکفین خانه زاده را با قاضی محمد اکرم بفرمایند

(a) بعد لحظه که چشم واکرد سلام کرده این بیت را بخواند-

(b) هر چه باید گفت بگویم که البته بموجب عرض شما بعمل خواهد آمد.

(c) فرمایند-

و در وقتیکه حضرت به عیادت روح الله خان آمدند در حالت فحش بود. (a) چون بهوش آمد سلام کرد و این بیت خواند-

که آمده بعمل آرد. حضرت سرپایین کرده تبسم کردند و فرمودند که فی الواقع محبت فرزندان ایشان را بی اختیار کرده است. در عقل و تدبیر شما قصوری نیست. احتمال غالب آنست که این تدبیر جنت آن باشد که بر عایت روح پاک سنی نظر توجه بانما نموده شفقت داشته باشیم. لیکن بشرطی این تدبیر فایده میکند که آنها هم هر کدام همین سخن بگویند. اصلاً گمان نیست که این ننگ را بر خود قرار دهند. بهر حال مارا بحسب ظاهر شریعت عمل بوسیست شما باید کرد. این سخن فرموده فاتحه خوانده برخواستند. بعد از فوت خان مذکور بموجب وصیت قاضی آمده حاضر شد. آقا بیگ نام که از نوکران معتقد روح الله خان بود رفته بخط خان مذکور و مر او آورده بقاضی نمود که در وقت تکفین و تکفین بموجب وصیت این عاجز و حکم اقدس امر شریعت پناه تشریف خواهند آورد باید که نیابت این کار به آقا بیگ مقرر فرمایند. این بیچاره را طاقت آن نیست که روادار تصدیق حضرت شریعت پناه باشد. همین قدر که تشریف خواهند آورد باعث نجات این عاصی خواهد شد. این آقا بیگ بحسب ظاهر نام آقای و بیگی بر خود بسته بود. لیکن از جمله عنای کامل مذهبی شیعه بود که حالت فضیلت او بر جناب مقدس نیز ظاهر بود که مکرر سخنهایی بیباک بالمشافه در ضیافتها بر روئی فضا آورده. قاضی که این شوق را ملاحظه نمود از حقیقت کار آگاه شد که طلب نمودن قاضی و غسل را با آقا بیگ مقرر کردن محض شکل خوشطنبعی است. متغیر شده به محمد غوث و قانع نگار دارالقضا گفت که همین لحظه داخل و قایم نماید و بدست قوی زود بحضور ارسال دارد تا جواب برسد. بعد از آنکه فرد و قایم نویس از نظر اقدس گذشت دستخط شد که بقیه تقیه زندگی در وقت مردن بر سوئی کشید و بنجیه بر روی کار آمد. بودن قاضی در آنجا احتیاط نیست. خان متوفی در ایام حیات بازی دادن را شعار خود ساخته بود. بعد وفات نیز این شیوه تا مرضیه را بعمل آورده بانتقام رسانید. مارا بمذهب کسی چه کارست؟ عیسی بدین خود و موسی بدین خود. مقدمه نسبت دختر با اهل سنت و جماعت هم نوعی از خدمه بود که امیرزاده ساده بیچاره که باین بلا گرفتار شود، بی اختیار به محبت زن دست از مذهب چندین ساله بزرگان خود باز داشته شیعه جدید الایمان گردد. نعوذ بالله من شرور النفسنا و من مینات اعمالنا.

۷۱- چهار مذهب بر حق است

وقتی که قلعه ستاره در محاصره بود در ایام ماه مبارک رمضان چهار نفر مسلمان و نه نفر هندو از جمله مردی که از قلعه برای جنگ بر آمده بودند و شگیر شدند. بقاضی محمد اکرم قاضی حضور حکم شد که باتفاق مفتیان صورت مسئله را تنقیح نموده معروض میدارد که چه باید کرد. بعد از تحقیق بعرض رسید که اگر کفار مسلمان شوند خلاص باید کرد و مسلمانزاسه سال در حبس باید داشت. بر فرد مسئله دستخط شد که این مسئله بطور مذہب سمحه خفیہ باید بطور دیگر بر آورد که ضبط سلطنت از دست نرود. مذہب سخت شیعه نیست که همین یک دید و یک درخت باشد. الحمد لله چهار مذہب بر حق است و موافق عصر و وقت. قبل ازین برای آسانی مسائل مختلفه علماء تحریر بری آورند و قیاسای درست میکردند. نباید که حرف شیعه را درست آورید که اول من قاس البلیس، بلکه اعتصام بذیل آسانی و مسلمانی باید نمود. بعد که این دستخط شد قاضی و مفتیان مسئله دیگر بر آوردند که از فتاوی عالمگیری بر آمده که هندو و مسلمانان را سد الباب بقتل باید رسانید. دستخط شد که قبول کردیم. البته قبل از افطار بقتل رسانند که تا سربائی طاغیان دیده نشود افطار نخواهد شد. چنانچه محرم خان باتفاق سربراه خان کوئال نزدیک بغروب آفتاب سربار را آورده در عدالت گذرانید.

۷۲- عنقار ابلند ست آشیانه

از عرضی خان فیروز جنگ که محافظت بنگاه که در اسلام پوری بود و خدمت را بدارای از برهانپور تا حضور داشت بعرض رسید که مقبره پیر کنیز والده خانه زاد آن روی آب بهیمر است. آبادی تنج آنجا که بسبب آن رسد بسیار بار دوی معنی میرسد لازم است. و این صورت بغیر از معانی جزیه هنوز سکنه آنجا صورت نمیکرد. حکم شود که عنایت الله خان سند معانی بفرماید.

دستخط شد و ما کنت متخذاً للمصلین عضداً. آبادی تنج مقبره را خواستن و حکم نص قرآن حمید و فرقان مجید که در باب جزیه است که هم صاغرون باشد، بر هم زده هم معذرون نمودن از کمال داناتی و اطاعت شرع واجب التعظیم که آن مخلص مزاجدان وارد بهزار

مرحله دور. ظاهراً جمعی از مصاحبان که یوسوس فی صدور الناس در شان آن جماعه اخس من الکناس است باعث اغوا و اغتال شده. بطبع خام این خیال تا تمام را در باطن ماخذ مواطن جای دادند. این پیر سالخورده کار آزموده چگونه بازی میخورد؟

بیت

برو این دام بر سرخ دیگر نه
که عنقار ابلند ست آشیانه

تمام شد کتاب احکام عالمگیری تصنیف حمید الدین خان
نیچه عالمگیری باهتمام جد و ناته سرکار

فہرست اعلام

انس بن مالک: ۳۲-۳۹	آصف جاہ: ۸۲
بادشاہ بیگم: ۳۳-۳۴	آصف خان: ۲۸-۲۹-۳۳
بخاور خان: ۳۵-۳۶	۲۶-۱۲۷-۱۳۰
بہادر شاہ: ۳۵-۳۶-۱۳۷-۱۳۸	آقا بیگ: ۱۱۹-۱۲۰-۱۷۷
بہاؤ الدین محمد: ۹۳	آقا حسین خوانساری: ۹۳
بہروز خان: ۱۱-۱۳۳	ایرانیم خان: ۱۱۵-۱۱۶-۱۷۳
بہرہ مند خان: ۷۸-۹۰-۹۱-۹۲	ابوالکلام آزاد: ۹
۱۵۰-۱۵۷-۱۵۸	احمد خان: ۸۵
بیدار بخت بہادر: ۷۱-۷۲	ارشاد خان: ۱۷۱
۷۳-۱۳۸-۱۳۹	اسد اللہ خان (اسد خان): ۵۸-۷۹
تربیت خان میر آتش: ۱۰۹-۱۷۱	۱۱۳-۱۱۵-۱۷۳
جانبو ناتھ سرکار (جدو ناتھ): ۹	اعتماد خان: ۲۸-۲۹-۱۲۷
۱۰-۳۸-۱۷۹	اعظم خان جہانگیری: ۳۶
جان ثار خان: ۱۰۳-۱۰۵-۱۶۸-۱۷۱	اعظم خان کوکر: ۸۵
جانا جی والیہ: ۶۲-۸۰-۱۳۵-۱۵۲	اعظم شاہ: ۱۳۲-۱۳۳-۱۳۶
جسونت سنگھ: ۳۱-۱۰۲-۱۳۳	افضل خان: ۱۲۹
جعفر خان: ۱۱۰-۱۷۲	انفلاطون: ۸۶-۱۵۵
جنگجو خان دکنی: ۸۰-۱۵۱	اکبر: ۱۲
جہان آرا بیگم: ۳۰	الغ بیگ: ۳۷-۱۳۷
جہان زیب بانو بیگم: ۷۱-۷۲	امانت خان: ۶۲-۱۳۵
جے سنگھ: ۲۹	امید خان: ۱۱۳-۱۷۳
چترپال (چترپال): ۹-۳۵-۱۳۱	امیر خان: ۲۱-۷۸-۱۰۰-۱۰۳
چتر بھوج: ۱۰۹-۱۷۱	۱۵۰-۱۶۳-۱۶۵-۱۷۷

- حامد خان بہادر: ۸۵-۱۵۳
 حبیب اللہ جونپوری: ۹۳-۱۶۰
 حسن صور (حسن سور): ۳۷-۱۳۷
 حسن علی خان: ۸۰-۸۱-۸۲-۱۵۱
 حسین علی خان: ۸۱-۱۵۱
 حمید الدین خان: ۷-۸-۱۰
 ۱۹-۲۰-۲۲-۳۸-۳۶-۹۰
 ۹۷-۱۳۶-۱۵۷-۱۶۲-۱۷۹
 حمید بانو (زوجہ خلیل اللہ خان): ۱۱۸
 حمیدہ بانو (مختار): ۵۳-۱۳۱
 خانی خان: ۶۱
 خان جہان بہادر: ۸۵-۸۶-۱۵۳
 خان زمان حیدر آبادی: ۲۰
 خلیل اللہ خان (خلیل خان): ۱۰۰-۱۱۸
 خواجہ قلی خان: ۶۱-۱۳۳
 داراشکوہ: ۲۹-۳۰-۳۱-۳۳
 ۳۷-۳۹-۴۰-۴۵-۷۱-۹۱
 ۱۲۸-۱۲۹-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳
 ۱۳۶-۱۵۸
 دل رس بانو: ۷۳
 دھت جادون (دھتا جادوئی): ۸۰-۱۵۲
 ذوالفقار خان: ۲۲-۲۳-۷۷-۷۹
 ۱۲۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲
- راجہ رام جات: ۷۱-۷۲-۱۳۸
 راجہ نرور: ۶۱
 راؤ دپست بندیلہ: ۷۰-۱۳۷
 روح اللہ خان (اول): ۱۰۳-۱۰۵
 ۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۸
 ۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷
 روح اللہ خان دوئم (میر حسن): ۱۰۶-۱۰۷
 ۱۱۳-۱۱۹-۱۷۳
 زندان خان دکھنی: ۸۰-۱۵۱
 زیب النساء بیگم: ۳۰-۱۳۳
 زین آبادی: ۸-۹-۳۳-۳۴-۳۶-۱۳۰
 زین العابدین: ۲۱
 زینت النساء بیگم: ۶۲-۶۳-۱۳۶
 سبحان قلی: ۱۰۳-۱۶۷
 سربراہ خان: ۷۷-۱۲۲-۱۳۹-۱۷۸
 سرہند خان: ۸۲-۸۶-۸۷-۱۵۲-۱۵۳
 سردار خان: ۱۹
 سعد اللہ خان: ۳۰-۳۱-۵۷
 ۵۸-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۲
 سکندر: ۸۶-۱۵۵
 سلطان مغوی: ۹۱-۱۵۸
 سلطان محمود: ۹۳-۹۴-۱۵۹
 سیادت خان: ۵۸-۵۹-۱۱۳-۱۱۷-۱۱۸-۱۳۲
 ۱۷۲-۱۷۵-۱۷۶

- سید المرسلین: ۳۶-۸۱-۱۳۷-۱۵۲
 سید لعل: ۵۹-۶۰-۱۳۳
 سیدی یاقوت خان: ۱۶-۱۷۵
 سیف الدولہ: ۲۳
 سیف خان: ۹-۲۳-۳۳-۳۵
 ۲۸-۱۳۰-۱۳۱
 شاہ سلیم اللہ: ۶۳-۱۳۵
 شاہ عباس: ۱۰۲-۱۶۱
 شاہجہان: ۲۷-۳۳-۳۷-۳۹
 ۳۰-۳۳-۳۵-۵۰-۵۳
 ۶۰-۶۲-۶۶-۱۱۶-۱۳۰-۱۳۱
 شاہ نواز خان: ۹-۳۵-۳۰-۳۱-۷۳
 ۹۱-۹۳-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۵۸
 شائستہ خان: ۳۶
 شجاع: ۲۹-۳۳-۳۱-۱۳۳-۱۳۴
 شرف النساء: ۵۳-۱۳۱
 شمس الدین: ۷۳
 شمس النساء: ۷۲-۷۳-۱۳۹
 شہاب الدین (میر): ۸۲-۱۵۲
 شہاب الدین سروروی: ۸۳
 شیخ میر: ۳۰-۱۳۳
 شیر خان: ۷۷-۱۳۷
 صالحہ بانو: ۳۳-۳۸-۱۳۰
 صدر الدین محمد خان مغوی: ۹۱-۱۵۸
- ظہیر الدین بابر: ۵
 عابد خان: ۸۲-۱۵۲
 عاقل خان: ۹۹-۱۱۳-۱۶۳
 عالم شیخ: ۸۳
 عباس دوئم: ۱۰۲
 عبد الحمید لاہوری: ۲۸
 عبد الرحیم: ۱۱۳-۱۷۳
 عبد الصمد خان: ۲۳
 عبد العزیز عزت: ۹۳
 عبد الکرم: ۱۰۵
 عبد اللطیف: ۷۷-۷۸-۱۳۷
 عبد اللہ خان: ۸۲
 عبد اللہ (قاضی): ۷۷-۱۷۵
 علاء الملک تونی: ۴۹
 علی مرتضیٰ: ۱۱۳
 علی مردان خان: ۳۱-۱۲۸
 عنایت اللہ خان: ۲۱-۹۵-۱۰۹
 ۱۲۲-۱۲۳-۱۷۰-۱۷۸
 غازی الدین خان: ۸۲-۸۳-۸۵
 ۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴
 فاضل خان علاء الملک: ۳۸-۵۰-۱۳۸
 فتح اللہ خان: ۷۷-۱۷۵
 فضل علی خان دیوان: ۲۰
 فیروز بخت: ۷۳

مختار: ۱۰۰

مجموعہ: ۱۷۲-۱۷۳

محمد زمان مشہدی : ۹۳

موسم شجاع: ۱۳۰

محمد صادق: ۱۰۲-۸۶

محمد عاقل خان: ۸۴-۱۵۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

محمد رفعت خان: ۲۰-۱۷۷

محمد کام بخش : ۶۹

محمد مران ۹۰-۱۵۷

الحمد معز الدين: ۳۶-۱۳۷

مقدم (بهادر شاه) : ۳۵-۵۱-۵۲-

55 55 55 55 55

171-120-129

نعمت خان : ۱۷۲

تار خان: ۷۲-۷۹

المص خان: ۹۳-۱۵۹-۲۱۰

رااد بخش: ۳۳-۳۹-۴۲-۴۳

رشد قلی خان: ۴۲-۱۳۱-۱۳۴

نور خانہ: ۱۰۱-۱۷۱

28:26

تاریخ محل: ۳۸:

سورخان: ۱۰۸-۱۵۰

سوی خان: ۹۱-۹۲۔

159-15A-97

TooBaa-Research-Library

میر حسن: ۱۰۶-۱۱۳-۱۱۹

میر ملک حسین: ۸۵

میرزا قفاخر: ۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱

میرزا فخر: ۹۳

میرزا معز فطرت موسوی : ۹۱۔

15A-95-95

نجات خان: ۳۸-۳۹-۴۲

نفرت جنگ: ۶۹-۷۰-۷۷

174-N-80-29-2A

102-101-100-12A

نظام الملک اول: ۸۲-۸۳

نعت خان: ۱۱۰

نور انسا : ۶۱-۳۳

گمانوں: ۷۷-۱۳۷

پنونت راؤ: ۷۹-۸۰-۱۵۲

میرا باقی: ۲۲-۲۶-۳۰

یار علی بیگ: ۷۷-۷۸-۹۰۔

105-109-25-115

150-104-178

142 - 142 - 141

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۲	۲	لوہیا	لوہیاں
۴۶	۱۵	تمہی	تمہیں
۴۷	۱۲	وہ-ہی	وہ-بھی
۴۸	۱۰	جس	جس وقت
۵۰	۶	ہئی	ہئی
۵۱	۴	جو اس	جو اس کی
۵۱	۱۶	زانوں	زانو
۵۲	۱۱	قبل خانہ	فیل خانہ
۵۲	۱۵	فیل بانو	فیل بانوں
۵۲	۸	عرض پر	عرضی پر
۵۲	۲۰	(کس کا)	(کسی کا)
۵۲	۱۰	نو	بانو
۵۳	۱۲	ائب	نائب
۵۷	۷	تہنچے	تہنچے
۶۵	۳	جمع	جمے
۶۵	۱۲	ہمائے	ہمائیے
۶۶	حاشیہ	۱۹۹۳ء	۱۹۹۳ء
۷۱	۱۸	بانوں	بانو
۷۲	۱۷	اب جبکہ	(حذف کیا جائے)
۷۳	۶	جیسے	جسے
۷۹	۱۳/۱۷	(شہریوں پر ہیں)	
		زاغ دم سوئے شہر و سر سوئے وہ	
		دم کی زاغ از سر او بہ	

صفحہ	صفحہ	غلط	صحیح
۸۲	۹	فرخ سید	فرخ سیر
۸۳	۹	غلاموں	غلاموں کے ساتھ
۸۶	۵	تلمم۔ مرگ حرست	عالم۔ مرگ دست
۸۶	۶	پر عقاب تیر	پر عقاب پر تیر
۸۷	۱۷۱۶	اور وہ کل وقت	اور اس کا صاحب اس
		کا ایک ہوتا ہے	کا مالک ہوتا ہے
۹۳	۱۷	کنچنیوں	کنچنیوں
۹۵	۲	بدھم پوری برہم پوری	
۹۵	۳	مخلص خاں کی جو	مخلص خاں جو
۹۶	۱۵	بسی	(حذف کیا جائے)
۹۷	۱۶	متبسم	تبسم
۹۹	۴	چند رول	چند رول
۱۰۱	۴	نظر	نذر
۱۰۱	۱۰	اصرار کر ہے	اصرار کرتا ہے
۱۰۱		آخری ہٹی	ہٹی
۱۰۲	۱۵	یک سخت	یک سخت
۱۰۳	۱۰	لوگ دوسری	لوگ دوسری طرف پرانے خرید و
		طرف آبادی	فروخت آمد و رفت رکھیں تاکہ آبادی
۱۰۵	۵	سر کار	سر کار لی
۱۱۹	۱۹	قاضی کے پاس آیا	قاضی کے پاس آیا کہ

AF-1159

The Great Mughal Emperor

AURANGZEB ALAMGIR

(Reign: 1658-1707 - Lived: 1618-1707)



اورنگزیب عالمگیر



Assam
(1662)

Chittagong
(1666)

Golkanda
(1686)

Bijapure
(1685)

Marathas
(1670-89)

Rajputs
(1579)

Jats
(1670)

Sikhs
(1672)

Patana
(1667-80)


Tomb of Aurangzeb (Khairatabad)



TooBaa-Research-Library



TooBaa-Research-Library



AHKAM-I-ALAMGIRI

PERSIAN TEXT

BY

HAMIDUD DIN KHAN

URDU TRANSLATION

BY

DR. KHALID HASAN QADIRI

INSTITUTE OF ISLAMIC CULTURE

2-CLUB ROAD LAHORE

TooBaa-Research-Library

طوبیٰ ریسرچ لائبریری
اسلامی اردو، انگلش کتب،
تاریخی، سفرنامے، لغات،
اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com